

UNIVERSAL  
LIBRARY

**OU\_228889**

UNIVERSAL  
LIBRARY









أَنَّ الشَّعْرَ لَكُمْ مِنْ أَلَمِنَ الْيَمَانِ

بَعْدَ مَدَلَتِ مَدَنِيَّةَ الْبَاشَا بَهْمَانِ بَكِيَّةَ الْيَمَانِ بَكِيَّةَ الْيَمَانِ بَكِيَّةَ الْيَمَانِ



بَاهْتَمَامِ وَتَصَوُّغِ تَامِ أَمِيدَارِ حُرَّتِ زِيْدَانِ عِلْمِي خَالِ الْيَمَانِ صَوْفِي سَلَامَةِ الْمَنَانِ

مَطْبَعُ عَامِ الْكَرَّةِ جُلُودُ الْبَطَاعِ يَدِيرُ

# فهرست فروع اول تذکره طوکلیم

صفحه	نام شاعر و تخلص شاعر	صفحه	نام شاعر و تخلص شاعر
	<b>حرف الالف</b>	۱۲	افسوس - میر شیر علی
۶	آتش - خواجہ حیدر علی لکنوی	"	افضل - میر افضل علی
"	آزاد - مرزا اعظم شاہ	"	اکبر - اکبر خان دہلوی
"	آزرده - مفتی صدالین غلام دہلوی	"	امیر - مفتی امیر احمد لکنوی
۷	آشفہ - مرزا رضا قلی اکبر آبادی	۱۶	انشا - انشا واللہ خان مرشد آبادی
۸	آشفہ - سید منور علی دہلوی	۱۷	انور - شید شجاع الدین دہلوی
"	آشفہ - گلاب سنگ دہلوی	"	ایجاد - مرزا رحیم الدین
"	آشوب - میر امداد علی دہلوی		<b>حرف بای موحده</b>
"	آہی - عبدالرحمن	۱۸	بحر - شیخ امداد علی لکنوی
	<b>الف مقصوره</b>	"	برق - مرزا محمد رضا خانان
۹	اثر - سید محمد	"	برکت - برکت علی خان خیر آبادی
"	اثر - عبد الرزاق	"	بسل - عبد الحکیم
"	احسان - حافظ عبدالرحمن دہلوی	"	بقا - بقا واللہ اکبر آبادی
۱۰	احسن - مولوی محمد حسن بلگرامی	۱۹	بلند - صفدر علی بیگ
"	اختر - قاضی محمد صادق خان	"	بیان - خواجہ حسان اللہ دہلوی
"	ساکن ہو گل نوان گلست	"	بیناب - عباس علی خان رامپوری
۱۱	اسیر - مظفر علی خان لکنوی	"	بیدار - میر محمدی دہلوی
"	اشک - قطب الدین	"	بیمار - شیخ علی بخش ساکن آنولہ

نام شاعر و تخلص شاعر	صفحه	نام شاعر و تخلص شاعر	صفحه
جودت - عبد الهادی ساکن قصبه	۲۶	حرف تار فوقانی	
نیوتنی ضلع لکنئو .....		تابان - میر عبدالحی جهان آبادی	۲۰
بوشش - شیخ محمد روشن عظیم آبادی	۲۷	تیش - مرزا جان دہلوی ....	۲۱
حرف حائے محملہ		تجلی - میر محمد حسن دہلوی ....	۲۱
حالی - مولوی لطف حسین بانی قی	۲۸	تسلیم - فشی انوار حسین سموانی	۲۲
حسرت - مرزا جعفر علی دہلوی ...	۲۸	تسلیم - شیخ امیر اللہ فیض آبادی	۲۲
حسن - سید غلام حسن دہلوی -	۲۹	تسکین - میر حسن دہلوی ...	۲۲
حکیم محمد پناہ خان .....	۲۹	تصویر - بٹن دہلوی ....	۲۲
حیا - مرزا رحیم الدین دہلوی ..	۲۹	تغش - سید محمد دہلوی ....	۲۲
حیران - میر حیدر علی .....	۲۹	تمنا - غیر معلوم مقیم کلکتہ ....	۲۳
حرف خاصے چیمہ		تمنا - اسحاق خان دہلوی ...	۲۳
خضر - مرزا خضر سلطان دہلوی	۳۰	تنہا - محمد علی دہلوی .....	۲۳
خلیل - میر دوست علی لکنئوی	۳۰	توقیر عبدالقادر پنجابی .....	۲۳
خلیل - محمد ابراہیم خان لکنئوی ..	۳۰	حرف شمار مشکتہ	
حرف وال محملہ		نائب - نواب شہاب الدین خان دہلوی	۲۴
داع - نواب مرزا خان دہلوی ..	۳۱	حرف جیم بازی	
درد - خواجہ میر دہلوی ....	۳۵	جرات - شیخ قلندر بخش دہلوی ...	۲۴
دیوانہ - راسے سرپ سنگ .....	۳۶	جلال - حکیم سید ضامن علی لکنئوی	۲۵
حرف ذال بمجمہ		جلیل - سید جلیل احمد سموانی -	۲۶
ذوق - شیخ محمد ابراہیم دہلوی	۳۷	جمیل - سید جمیل احمد سموانی ...	۲۷

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر	صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
	<b>حرف رائے مہملہ</b>	۵۰	سپہر - شتاب خان دہلوی
۴۴	راحت - مرزا محمود بیگ دہلوی	"	سرور - مرزا رجب علی بیگ لکنوی
"	راغب - شیخ غلام علی	۵۱	سرور - اعظم الدولہ نواب میر
"	راغب - احمد حسین	"	محمد خان دہلوی
"	راشم - رای بندر ابن ساکن مہترا	"	سکندر - غلیفہ محمد علی پنجابی
۴۵	رحمت - رحمت علی دہلوی	"	سودا - مرزا رفیع
"	رشک - میر علی اوسط لکنوی	۵۴	سوز - محمد میر دہلوی
"	رشکی - نواب محمد علی خان دہلوی	"	سوز - مولوی عبدالکریم خٹ
"	رفت - مرزا پیارے دہلوی	"	حضرت صہبائی
۴۶	رمز - فتح الملک بہادر و سعید بہادر شاہ	۵۵	سید - میر غالب علیخان دہلوی
	دہلوی		<b>حرف شین معجمہ</b>
"	ریح - میر محمد نصیر محمدی دہلوی	"	شادان - مرزا حسین علی دہلوی
"	رند - سید محمد خان لکنوی	۵۶	شائق - خواجہ فیض الدین ساکن ڈہاکہ
۴۷	زنگین - سعادت یار خان دہلوی	"	شرر - مرزا غیاث الدین دہلوی
"	روشن - روشن شاہ بریلوی	"	شرف - میر امام علی فرخ آبادی
	<b>حرف زائے معجمہ</b>	"	ششدر - مرزا روشن الدولہ
"	زار - حافظ امام بخش تھانیسری	۵۷	شعلہ - علی رضا خان حیدر آبادی
۴۸	زکی - شیخ ہمدی علی مراد آبادی	"	تکلیبا - غلام حسین دہلوی
	<b>حرف سین مہملہ</b>	۵۸	شمس - میر آغا علی لکنوی
"	ساک - مرزا قربان علی بیگ حیدر آبادی	"	شمیم - میر قدرت علی سہسوانی

صفحه	نام شاعر و تخلص شاعر	صفحه	نام شاعر و تخلص شاعر
۵۸	شورش - غلام احمد دهلوی ....	..	ضیا - میرضیا الدین دهلوی ....
..	شهرت - سزاجی نیر شاه عالم بادشاه	..	حرف طار ممله
۵۹	شید - منشی کریمت علیخان لکنوی	..	طالب - مرزا سعید الدین خان لکنوی
۵۹	شید - حافظ خان محمد خان امپوری	۶۰	طرب - مولوی رحیم بخش تها نسری
۶۰	شید - میر حبیب جان دهلوی ....	..	طرز - احمد حسین دهلوی ....
..	شیفته - نواب مصطفی خان بهادر دهلوی	..	حرف ضار معجمه
..	حرف صاد ممله	..	ظفر - ابو ظفر حسن الدین محمد بهادر شاه دہلی
۶۲	صابر - مرزا قادر بخش شزاده دہلی ..	۶۸	ظہیر - سید ظہیر الدین حسین دهلوی
۶۳	صادق - میر جعفر علیخان دهلوی ..	..	حرف عین ممله
..	صبا - میر وزیر علی لکنوی ....	۶۹	عارف - میر عارف علی ساکن امر و سہر
..	صبا - منو اللال لکنوی ....	..	عارف - نواب زین العابدین خان
..	صبا - منشی محمد صبا حسین ہمسوانی	۷۰	عرشی - میر احمد حسین بہادر گلان امیر الملک
۶۵	صفا - مرزا سعید الدین ....	..	والا جاہ - نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر
..	صفا - پیرن شاہ دهلوی ....	..	عرشی - منشی عبدالحی کاکور دی ..
..	صفدر - مرزا صفدر بیگ کرنالی ..	..	غریزہ - مولوی عبدالغفر خلیف مولانا صبیحی
..	صفدری - میر صادق علی ....	۷۱	غریزہ - محمد عبدالغفر خیر آبادی ....
۶۶	صغیر - میان جان دهلوی ....	..	عشق - شاہ رکن الدین دهلوی ....
..	حرف ضاد معجمه	..	عشق - حکیم میر عزت الدخان ....
..	ضابطہ - مر علی دهلوی ....	..	عشق - شیخ غلام محمد الدین ساکن میرٹھ
..	ضاحک - میر غلام حسین دهلوی ..	..	حرف غین معجمه

صفحه	نام شاعر و تخلص شاعر	صفحه	نام شاعر و تخلص شاعر
۴۲	غالب - مرزا نوشه اسد اللہ خان المعاطب	۸۰	قدرت - شاه قدرت الدود دہلوی
	بہنجم الدود بیدیر الملک نظام جنگ دہلوی	"	قسمت - نواب شمس الدولہ دہلوی
۴۵	غضنفر - غضنفر علی خان لکهنوی	۸۱	قلق - امجد علی لکهنوی
"	تنگین - میر عبد اللہ شاہ جہان آبادی	"	قلندر - شاہ قلندر
	حرف الفار	"	قمر - قمر الدین نائب خانی الدین چیدہ
۴۶	فاخر - مرزا حسین کا دہلوی	"	بادشاہ لکهنو
"	فاخر - منشی محمد فاخر حسین سہسوانی	"	قمر - قمر الدین خان اکبر آبادی
"	فدا - مرزا بلند بخت شہزادہ دہلی	"	قناعت - مرزا غلام نصیر الدین دہلوی
"	فدا - فدا حسین خان لکهنوی	۸۲	قیس - مرزا احمد علی بیگ لکهنوی
"	فراق - حکیم ثناء اللہ خان	"	قیصر - مرزا خدا بخش دہلوی
۴۷	فروغ - محمد عمر سلطان دہلوی		حرف کاف تازی
"	فصیح - مرزا جعفر علی لکهنوی	"	کامل - مرزا ناصر الدین دہلوی
"	فغان - اشرف علی خان غفیم آبادی	"	کریم - شیخ غلام مہناس ساکن کوتاہ
"	فیض - میر فیض علی لکهنوی	۸۳	کلیم - میر محمد حسین دہلوی
"	فیض - فیض الحسن سہارنپوری	"	کلیم - سید نور الحسن خان ابن امیر الملک الاجادہ
	حرف القاف	"	نواب سید محمد عدیل حسن خان ببادر
۴۸	قابل - مرزا علی بخش شاہزادہ دہلی	۸۵	کوثر - مرزا احمدی لکهنوی
"	قاسم - سید قاسم علی خان لکهنوی	۸۶	کیف - شیخ فضل احمد لکهنوی
"	قاسم - حکیم میر قدرت اللہ خان دہلوی		حرف کاف پارسی
۴۹	قاسم - شیخ قیام الدین چاندپور ضلع ملتان آباد	"	گویا - حسام الدولہ نواب فقیر محمد خان لکهنوی

صفحه	نام شاعر و مختصر شاعر	صفحه	نام شاعر و مختصر شاعر
	حرف اللام	۹۲	منظر - مرزا جان جانان .....۰۰۰۰
۸۷	لطفت - مرزا علی دهلوی ....۰۰۰۰	۹۳	معروف - نواب آبی بخش خان دهلوی
	حرف المیم	۹۴	معین - معین الدین دهلوی
۸۸	ماه - مرزا ضحایت علی بیگ لکنوی	۹۵	ممنون - میر نظام الدین صاحب فخر
۸۹	ماهر - مرزا جمیعت شاه دهلوی ..		ادستاد اکبر شاه بادشاه دہلی ..
۹۰	ماکل - میر محمدی دهلوی .....۰۰۰۰	۹۶	منت - میر قمر الدین مخاطب بلک الشعرا
۹۱	ماکل - میر عالم علی خان سہوانی		سونی پتی .....۰۰۰۰۰۰۰۰
۹۲	مادہو رام ساہوکار فرخ آباد ..		منظر - نور الاسلام لکنوی ....۰۰۰۰
۹۳	مبین - حافظ غلام دستگیر ..		منشی - میر محمد حسین دهلوی ....۰۰۰۰
۹۴	مجرع - میر مہدی حسین دهلوی ..		مغیر - سید اسمعیل حسین شکوہ آبادی
۹۵	محبت - نواب محبت خان شہباز جنگ	۹۷	مومن - حکیم مومن خان دهلوی ..
۹۶	رئیس کثیر .....	۱۰۱	مونس - سید اعظم حسین .....
۹۷	محمود - حافظ محمود علی خان .....		مجموعہ - نقشبند خان غلام نواب مظفر آبادی
۹۸	مخت - مرزا حسین علی دهلوی -	۱۰۲	مہر - مرزا حاتم علی لکنوی ....۰۰۰۰
۹۹	مغیر - محمد احسان اللہ دهلوی ..		میر - میر تقی اکبر آبادی .....۰۰۰۰۰۰
۱۰۰	مرہون - مرزا علی رضا دهلوی ...	۱۰۷	میکش - ارشاد احمد دهلوی -
۱۰۱	سرور - نواب غلام حسین خان بہادر دیو		حرف النون
۱۰۲	مشتاق - لالہ بہاری لال دهلوی ..	۱۰۸	ناسخ - شیخ امام بخش لکنوی ...
۱۰۳	مشیر - حافظ قطب الدین دهلوی	۱۰۹	ناظم - نواب یوسف علی خان بہادر
۱۰۴	مصحفی - غلام مہدانی ساکن امر وہہ		والی راسپور .....۰۰۰۰۰۰۰۰

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر	صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
۱۱۵	نثار - محمد امان دہلوی .....	۱۲۶	وحشت - مولوی حافظ رشید الدینی
۱۱۶	نساخ - ابو محمد عبد الغفور .....	۱۲۷	وزیر - خواجہ محمد وزیر لکھنوی
۱۱۷	نسیم - اصغر علیخان دہلوی .....	۱۲۸	وقار - رائے کشن کمار تعلقہ دار
۱۱۸	نصیر - شاہ نصیر الدین دہلوی	۱۲۹	مرد آباد .....
۱۱۹	نطق - مقصود احمد کاکوروی ..	۱۳۰	حرف الہام ہمزور
۱۲۰	نظام - نظام شاہ رامپوری ..	۱۳۱	ہدایت - ہدایت الدخان دہلوی
۱۲۱	نواب امیر الملک والا جاہ نواب سید	۱۳۲	ہوس - مرزا محمد تقی خان فیض آبادی
۱۲۲	محمد صدیق حسن خان بہادر .....	۱۳۳	حرف الیاس
۱۲۳	نواب کلب علیخان بہادر والی السو	۱۳۴	یاس - حافظ حفیظ الدین دہلوی
۱۲۴	حرف الواو	۱۳۵	یاس - خیر الدین دہلوی .....
۱۲۵	وحشت - میر غلام علیخان مراد آبادی	۱۳۶	یقین - انعام اللہ خان دہلوی
فہرست فروع دوم تذکرہ طور کلیم			
۱	شیخ شاہ محمد بن شیخ معروف فرملی	۱۳۷	ایضاً از منشی انصاف علی سہوانی ..
۹	سید نظام الدین تخلص بدھنا یک	۱۳۸	ایضاً از منشی شا کر حسین شا کر ..
۱۳	دیوان سید رحمت اللہ .....	۱۳۹	ایضاً از ابوالفضل سید حسن خان تخلص سلیم
۲۵	میر عبد الغلیل بلگرامی .....	۱۴۰	ایضاً از منشی صابر حسین صاحب صبا
۲۹	سید غلام نبی .....	۱۴۱	ایضاً از منشی سید جمیل احمد سہوانی
۴۵	سید برکت اللہ تخلص بہیمی .....	۱۴۲	ایضاً از مولوی عبد الباقی سہوانی
۱۴۶	خاتمہ الطبع از قمار الشعر خان خیر خان	۱۴۳	ایضاً از منشی فدا علی تخلص فارغ ..
۱۴۷	قطعہ تاریخ از نواب مرزا خان خان	۱۴۴	ایضاً از محمد ابراہیم تخلص بہ خلیل
۱۴۸	ایضاً از سید جمیل احمد سہوانی ..	۱۴۵	یہ خاتمہ بطرز تقریر مرزا احمد خان صوفی
۱۴۹	ایضاً از سید نذرت علی سہوانی	۱۴۶	ہم تھم مطبع مفید عام اگر .....



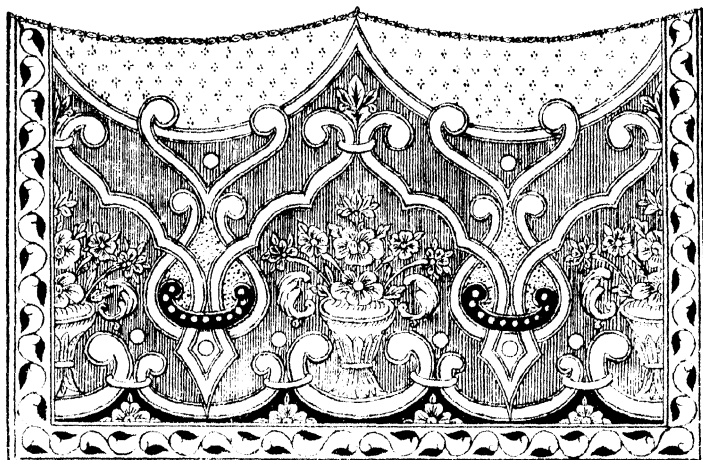
أَمَّا الشَّعْرُ بِحِكْمَةٍ أَنْ مِنَ الْيَبَارِسِ

بِهَدْيِ عَدَّتْ مَدْحًا بِثَابِتٍ هَجَانٍ بِلَيْسَاءِ الْبَيْتِ يَا بُولُ الشَّعْرُ نَوَاحِشِ قَابِ سَلِيمٍ سَبِيحٍ



بِاهْتِمَامٍ وَتَصَحُّحٍ تَامٍ امِيدَارِ حُرْمَتِ زِيَادَانَ عِلْمِي خُدَّانِ الْخَلَصِ صَوْفِي سَلَامَةِ الْمَنَانِ

مَطْبَعُ عَامِ الْكَرَّةِ جُلُودُ الْإِطْبَاعِ بِدِيرِ



بسم الله الرحمن الرحيم

کاسه سس سخن آریان نغمه گفتار کلیم پیچیده ز شایسته آن دید که آغازین نامه  
 بسپاس هوا بب جلیله خداوند آسمان و زمین صورت بخش سنی آفرین دانش پیرا  
 بینش افزا س بیاراید و بستایش گزین فرخ شور گرا می ستور برترین پایه بزرگ مانعش  
 پسین نور اولین جاودانی سعادت گرد آورد صلی الله علیه وآله و صبحه و سلم آما این  
 دامن زیر سنگ رانه پایاب آن داده اند و نه نیروی این بخشیده جانیکه عذاب  
 پر بریزد از نشسته لاغری چه خیزد سخن مختصر کنیم و عنان بسوس دیگر بر تا بیم روشن باد  
 که دل بوس چا آرزو میکرد تا پاره از اندیشه های آسمان پیام قافیه سخنان رنجیده  
 آرا س بشیر از همه جمیعت در کشد و خوشترین سر مایه ذوق فرا هم آرد و همانا بقلاد و زری  
 بخت و تنومندی همت آن آرزو س دیرینه بال کشائش کشادن گرفت دیوانها  
 بخود کشیدم و تذکره ما بهم رسانیدم خامه در دست گرفته و روش انتخاب گزیدم هنوز  
 این نقش چنانکه شاید بگریزی نه نشسته بود که تحریک احباب و تقاضای اصحاب بفرم  
 آورد که پایان این تذکره که مسما به **طور کلیم** است بر افکار نغمه سرایان بندی

زبان کردہ آید کہ ہر بیت را گنجینہ معانی توان گفت و خزینہ مضامین توان سنجید  
 ہما نابرود و فروع آراشتل کردیم نخستین فروع نظر افروز نظر گیان است بخاطر  
 فزونیہاے اشعار رخیۃ آرایان فروع دوم نظارہ سوزن نظران ست بد لکشیہما  
 افکار نغمہ سرا یان ہندی زبان ۛ

## نخستین فروع

مخفی مباد کہ موجد زبان رخیۃ ولی را گفته اند کہ ولی اللہ نام داشت و بعضے  
 ولی محمد گفته اند در زمان بادشاہ عالمگیر از اولاد شاہ وجیہ الدین گجراتی رح بود  
 و تحقیق آنست کہ قبل دسے نیز از شعر ابودہ اند در دکن اما تا زمان وسے دیگرے  
 برتبہ اش نرسیدہ و موجد گفتش را ملت ہمین باشد از زبانیکہ او دارد تا زبانیکہ  
 درین زمان رائج است خیالے تفاوت است اما بہر حال حق او ستار نش بر جمیع  
 رخیۃ سبجان ثابت است و عدول بعید از عدل اما کتبۃ نواب محمد مصطفیٰ خان  
 المرحوم الدہلوی المتخلص بشیفتہ آوراد یو اینست قطع نظر از محاورات مضمون مناسبت  
 می یابد فاسع و کن من الشاکرین ۛ

خط کے آنے نے خبر دار کیا مگر وہ کو	نشہ ہوش ہے اس بادۂ حیرانی میں
جنون عشق ہوا اس قدر زمین کو محیط	کہ پارسا کو ہوئی موج بوریا زنجیر

ہر گاہ ز بانش رواجی پذیرفت و ہنجرارے پیدا ئی گرفت سخن سبجان تقید و  
 پیش گرفتہ ہرچہ میر معر موسوی خان فطرت و میرزا عبدالقادر بیدل و میرزا عبدغنی  
 بیگ قبول بہر کیف او اہل عہد محمد شاہ بادشاہ و سنہ سی و سہ و یازدہ صد بود  
 کہ دیوان ولی از دکن در شاہجہان آباد رسید و غازۂ اشتہار بر روکشید متعدد

پیوندان بہت برگاشتند و روش ولی را تازگی با دادند از شاہ میران محمد آبروت  
و سجاد و پیام و ناجی و زکی و حاتم  
ابرو و نامش نجم الدین ست المعروف بشاہ مبارک دہلوی از اولاد محمد غوث  
گوایاری رح بود و باخان آرزو نسبت تلمذ و رابطہ قرابت داشت بصفت ایہام  
مائل بود در عهد محمد شاہ وفات یافت اوراست ۵

سرسے لگا کے پاؤں تلوک لیل ہوا ہونین	یاں تک تو فرین عشق میں کامل ہوا ہونین
گون چاہے گا گہر بسی نہس کو	جہرہ سے خانہ خراب کی ہی طرح

سجاد و میر سجاد اکبر آبادی خلف میر محمد اعظم از تلامذہ آبرو ست ہنگام ورود  
دہلی بزم مشاعرہ می آراست از دست ۵

رات اور زلف کا یہ افسانہ	قصہ کو تہ بڑی کہانی ہے
--------------------------	------------------------

پیام شرف الدین علی خان اکبر آبادی از شاہ میر شعرافانی بودند ۵

دلی کے کچ اگلاہ لڑکون نے	کام عشاق کا تمسام کیا
ایک عاشق نظر نہیں آتا	ٹوپی والون نے قتل عام کیا

ناجی محمد شاہ دہلوی در شاہ از جہان رفت و دیوانے یادگار گذاشتہ  
باصفت ایہام رغبتی داشت ۵

تری نگاہ کی حسرت سے ای کمان ابرو	ہمارے سینہ میں تودہ ہوا ہی تیر و نکا
----------------------------------	--------------------------------------

زکی جعفر علیخان دہلوی از امرائے شاہ عالم بادشاہ ۵

سکے احوال مرا صاحب مشفق نے زکی	ہاتھ سے ہاتھ ملے حیف ہی سینہ کو ٹا
--------------------------------	------------------------------------

حاتم شاہ حاتم نامش شیخ ظہور الدین مرد سپاہی پیشہ نیک اندیشہ بود مرزا  
رفیع سودا از شاگردان اوست در آغاز حال بروش و لی حرف میزد پس ہنجار  
پسینان گرفت زاید بر صد سال زندگانی کرد ۵

بهر کی زندگی سے موت بھلی تم تو بیٹھے ہوئے یہ آفت ہو بچو داس دور میں ہیں سب حاتم	کہ جسے سب کہیں وصال ہوا اوٹھ کھڑے ہو تو کیا قیامت ہو اندون کیا شراب سستی ہے
---	---

مخفی مبادورین گروہ حاتم کلامی فصیح تردد اٹا کہ سے ازینہا محاورات قدیمہ را  
ترک نگفتہ پس مرزا منظر و میر درد و میر تقی میر و میرزا اسودا و جعفر علی حسرت و  
قلندر بخش جرات و مصحفی و انشا و میر حسن و شاہ نصیر زمانا بعد از این زبان رنختہ  
را صفائی دادند کہ از تلاحق افکار شافی دیگر یافت آخر الامر از دہویان مومن خوا  
و شیخ ابراہیم ذوق و میرزا غالب و از ارباب لکھنؤ شیخ امام بخش ناسخ و خواجہ  
حیدر علی آتش زمین شعر را با آسمان بردند و تضرعہاے شایستہ بجا آوردند و نکاح  
این استادان در ضمن تذکرہ رقم خواہد پذیرفت اینجا کشف حقیقت کا منظور  
بود پس پوشیدہ ماند کہ آئین انتخاب ما آنست کہ ہر شعر کہ از دیدہ بدل فرورد  
چون در مکنون در سلک بیان کشیم و این فروہیدہ متاع از ہر کجا کہ بہ چنگ در آید  
بہ سرت تمام بر گیم ہم عام از آنکہ از دکان گرانایگان باشد یا از کالاسے بے بضاعتا  
چہ دعا از نیکی بی متاع ست نہ نظر بپایہ خداوندش آما جائے چند بینی کہ آئین نگاہ  
نداشتیم قطع نظر از رطب و یابس کریم آنرا سببہ بودہ باشد مثلاً اشعار سرب سنگمہ  
مخلص دیوانہ در غور انتخاب نبود غرض آن نیست کہ او اکلام و کچپ نبودہ باشد بلکہ  
انچہ ما یافتیم طبع نیقنادر لیکن از انجا کہ استاد جرات و از مشاہیر شعر بود ناچار  
از غث و سین در گزشتیم و انچہ ہم رسید بر نگاشتیم و علی ہذا القیاس ہر جا کہ از آثار  
اقتادہ شعری بینی وجہ داشتہ باشد گرد آوردن جمیع وجوہ طو لے داشت  
بر قصور نفیم منتخب حل نفیقد معنادر

بہ پیر میکہ گفت کہ بہت راہ نجات	بخواست جام می گفت عیب پوشیدن
---------------------------------	------------------------------

# الف محدودہ

**آتش** خواجہ حیدر علی از گرامی قافیہ سنجان لکنئوست و مصلحتی استاد اورینٹل  
زیست و آزادانہ بسر برد ۶۳ سالہ بحری از کشاکش آتش سنجان و راست دودلیوان  
دارد شعرے چند از تذکرہ مابر داشته آمد خیلے خوش گفتہ است ۷

آئیے ہی لوگ بیٹھے ہی اوٹھ ہی کھڑے ہوئے چھوڑنا میرے گریبا لکنوین دست جنون چال بے جھنڈا تو انکی مرغ بسل کی ٹپ کوچہ یار میں سایہ کی طرح رہتا ہوں اسے جان کی برابر مرنے مرنے رہا ہوں	میں جابی ڈھونڈتا میری محفل میں بیگیا کیا یہ اسکو کسی محبوب کا دامن سمجھا ہر قدم پر ہر گمان میان رہ گیا وان رہ گیا در کے نزدیک کبھی ہوں کبھی یار کے پاس ہماری قبر پر رویا کر گئی آرزو برسوں
--	--

**آزاد** مرزا اعظم شاہ نیرۂ مرزا سلیمان شکوہ لسن چند بیت از دست و  
نیکوست ۷

تمہارا جذبۂ الفت جو لجا ہے تو لجا ہے وہ بن سنور کے ترا بیٹھنا وہ شرمانا یہ تو کہنے کے لیے گاہے مرقد میں تو چین	وگر نہ کام کیا ہم بخود و نکار و زحمت میں وہ دیکھ آئینہ کننا کہ دیکھنا مجھ کو یا وہاں بھی ہو کوئی فتنہ اوٹھانا باقی
--	--

**آزروہ** مطابق آگاہ معارف دستگاہ جامع معقول و منقول حاوی فروع  
و اصول مغر فصحاح عنصر بلاغت مفتی محمد صدر الدین خان بہادر صدر الصدور  
دہلی علیہ الرحمۃ از شاہ عبدالعزیز و شاہ رفیع الدین رح دہلوی استفادہ  
داشت و از مولوی فضل امام پیر مولوی فضل حق خیر آبادی استفادہ میگرد  
یز دانش بیامزد از اساتذہ پدین بود کہ سے را از علمائے دانش آگاہ و فضلاء

آگہی پیوند ندیدہ باشی کہ سخن را بدین خوبی برکسی نشانده باشد در ہر زبان  
سادہ پرکار حرف میزند ہم در ریختہ و پارسای سخن دلکش میگردد و ہم بلہجہ تازی  
نسخہ سامری می طارزد حضرت آزر درہ و میزرا غالب و مومن خان و جناب شیفہ  
ہم صحبت بودہ اند و با یکدیگر پیوند استوار داشتہ ۷

یہ کہکے رخسہ ڈالئے او کی نقاب بین میں اور ذوق بادہ کشتی لگیں مجھے چیز سے چیز سے نکر و نامہ میرا بن دیکھے کاش مقبول ہو دماغے عدو اوس کی سی کہنے لگے اہل حشر آنکھوں سے دیکھ کر تجھے سب مانا پڑا ملنا ترایہ غیر سے ہو بہر مصلحت اسے دل نام نفع ہو سودا عشق میں تحقیق ہو تو جانو کہ میں کیا ہوں تیر کیا دل نے ملا دین خاک میں سببے سعدا ریان باہم ملاپ تھا یہ تیرے دور حسن میں کامل اس فرقہ زبادت سے اوٹھانہ کوئی	اچھے بُرے کا حال کہنے کیا حجاب میں یہ کم نگاہیان تیری بزم شراب میں یہ بھی چھاتی سے لپٹنا ہے کہ منظور میں کیا کروں وہ بھی مستجاب نہیں کہیں پریش داؤد خواہاں نہیں کہتے تھے جو ہمیشہ چین ہے چنان نہیں بسکو تو سادگی سے تری ہیگمان نہیں اک جان کا زبان ہی سوا یا زبان نہیں لکھا ہوا ہیوں تو سبھی کچھ کتاب میں جون جون کر کے وہ مٹنے سے ہم بیشتر ملے یہ رسم اوٹھ گئی کہ بشر سے بشر ملے کچھ ہوئے تو یہی رندان قدح خوار ہوئے
--	--

آشفۃ مزارنا قلی فرزند محمد شفیع اکبر آبادی استفادہ سخن از میر سوزدشت  
و انجن مشاعرہ می آراست طب نیکو میدانست ۷

وہ فراموش کار تھا دل میں تہا رہے جی میں تہا رمان دیکھتے جاؤ ہم بھی جی کہتے ہیں پیار تری قربان گھر	دم آخر جو چسکی آئی تھی بجائے اشک نکلتے ہیں پارہ ہا جگر اپنے کے ہوتے بھلا غیر کو صدقہ تو نہ کر
---	---

آشفستہ سید نور علی پور سید علی نواز رضوی از سادات بارہ دہلوی مولد ست فن  
طب از نیرنگ والا پایہ غلام حیدر خان دہلوی برگرفت و سخن بر موسن خان  
و حضرت شیفتہ گزرا نید ۵

پرسش حال نے پر یاد دلائی اونکی ہم و خشیو کا گھر ہے کہ لڑکوں کا کیل ہے عاشق کو لطف سے ہر فن و لطف عوریز ہے جلاد کی سادگی میں بھی شوخی	گور میں ہی پس مردن نہ کچھ کرام آیا دن میں ہزار بار بنا اور بگڑ گیا یہ غیر کی سزا ہے ہماری سزا نہیں میرے خون کو رنگ حنا جانتا ہے
---	--

آشفستہ گلاب سنگھ از باشندگان دہلی در عشق ز نے گرفتار بود آخر الامر  
سر خود برید و از جہان رفت ۵

اسی غم نے رو لایا زندگی بھر ہاے یہ غیر و تنگنا و سکاڑوں ک کرکاب	کہ تھک بولنا نہیں کرنے آیا جھکومت چھپر و کہیں آشفستہ یان آجائیکا
--	---

آشوب میرا داد علی خان فرزند میر روشن علیخان فروغ تلمیذ میر مہمون از  
سادات بود و آبا و اجداد اور احطاب خانی سرمایہ مہابات در دہلی نشو و نمایافتہ  
رقنا روستا و خوش دارد ۵

گنہ کے بوجہ سے محشر تلک پہنچ نہ سکے پاس آلودگی دامن قاتل نہ گیا	اسی میں پردہ رہا ہم گناہ گار و نکا کس قدر ذوق تپید سچ پشیمان ہوئیں
--	---

آہی میر عبد الرحمن فرزند میر تسکین نظر کردہ حضرت صہبائی است ۵

ہے غلط دہوم کہ نکلا تھا وہ گھر سے باہر تمہارے حسن میں گرمی نہیں ہے واعظا فلند سے لافا نہ خمار میں رکھ	شہر میں چاک کی کا تو گو زبان ہوتا اگر ہو وے تو وابستہ قبا ہو قد روان می کی ہر جس جا کوئی منجوا ہے
---	---



## الف مقصودہ

اثر سید محمد میر کین برادر خواجہ میر درد علیہما الرحمہ بارسمی آگئی آشنا و از منوی  
دانش آگاہ افکارش خاطر نشان و اشعارش دلنشین دیوانے و مثنوی گزاشت

دوست ہوتا جو وہ تو کیا ہوتا	دشمنی پر تو پیسا آتا ہے
آپ ہی نہ بل تجھے نہ کچھ اوس دلیں بہ کی	اسپر کین گے آہ کہ ہم نے ہی آہ کی
بعین حیرت ہی آپ ہی جھک گیا دیوین جو ایسا	کہ تجھ بن اب تلک کہ طرح ہم نے زندگان کی
نہر دیکھیں کچھ تو ہی تحقیق ہی کیا کام مجھے	یون تو ناحق نہیں کے شیعہ ہیں دشنام مجھے

اثر عبد الرزاق پسر عبد الرحمن تمنا از تربیت یافتگان مولوی صہبائی

ترا ہر ایک سے ملنا بت و فادشمن	کرے گا دیکھئے کس کس سے آشنا جھگو
ایک دن فاتحہ پڑھتا تھا کسی قبر پر وہ	حیلہ اک اور بی باقی ہی رسوم دیکھیں گے

احسان حافظ عبد الرحمن خان دہلوی بر عہدہ مختاری سرکار مرزا  
فرخندہ بخت نامزد بود و بصلال لفظیہ خیلے گزشت داشت و با اینہم سخن سادہ پر کار می زند  
در

میں تو اوس نوجوان پر غش ہوں	ما سے عالم تری جوانی کا
یہ شام ہجر آئی آفت زدہ کہان سے	ہو ر و سیاہ ایسے ناخواندہ میہان کا
کہان وہ گریہ وہ نالہ وہ جان لب برنا	کیسا کام ہمیشہ بنا نہیں رہتا
ہماری جان پر گرتی ہی برق غم ظالم	تجھے تو سہل سا ہے شغل سکرانے کا
پہر اعدم سے کوئی اب تلک آگتا کر	خدا ہی جانے وہاں ہیں فراختیں کیا کیا
کہنے کیا کیوں طفل اشک اپنی گلے کے ہار ہیں	اس زمانہ کے تو کچھ لڑکے ہی ناہموار ہیں

بہت دور ہے اپنے نزدیک تو بھی	تجھے یاد کا سر بہانے بہت ہیں
کشتن دل کی بھی کام آتی ہے ورنہ	فسون سیکڑوں میں فسانے بہت ہیں

**احسن** مولوی محمد احسن خلیفہ منشی محمد احمد بلگرامی اصل وصفی پوری موطن ولادت ۱۲۴۲ء واقع شدہ و نسبش تا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میرسد امروز در بھوپال بسک اعزہ منسلک است و بہ تعلیم کمین برادر مامور در حسن تعلیم نا آشنا میان پارسی معروف است از تالیفات اوست از رنگ فرہنگ کاغذی فرہنگ آئینہ حسن شجرہ صدیقیہ و صحیفہ شاہجہانی و لغات شاہجہانی و مصطلحات شاہجہانی منشأش در بنگالہ غازیہ شہرت بر رودار دسغن در ریختہ کمر گفستہ است و در پارسی بیشتر دیوان پارسی صولت عظیم آبادی کہ از ملائذہ اش بود دیدہ ام طبع ہموار داشت ۵

نکیر نیکی سر شوریدہ کی ہم چارہ گری	اپنے سر پر نہیں لینے کے ہم احسان اپنا
اثر دیکھو شہیدان محبت کی تواضع کا	نکلتا ہے میرے سینہ سے تیرا کمال و کمال
تن کا یہ نقشہ کہ بل سکتا نہیں چون نقش پایا	دل کی وہ حالت کہ سو سو بار او چلا جائے ہر
گمان ذوق کرم تو نکر خدا کے لئے	و فایمن کرتا ہوں ظالم تری جفا کے لئے
ہمارا تذکرہ لازم ہے قیس کے مابعد	خبر ضرور ہے جس طرح مبتدا کے لئے
وہاں بھی ناز سے تم میرا خون بہا دینا	کروں میں حشر میں دعویٰ جو فوج نہا کے لئے
یہ سر کہ بار گراں ہے بدوش جان احسن	اگار کما ہے کسی تیغ آزمائے کے لئے
دیر تک تھیرے وہ پس کشتن	بدگسانی کا مجھ پر احسان ہے

**اختر** قاضی محمد صادق خان از قاضی زادگان ہوگلی نواح کلکتہ از غازیہ حیدر پادشاہ لکنؤ خطاب ملک الشعرا یافت پس از غدر ہندوستان جامہ گزافہ از تالیفات اوست صبح صادق و نور الانشا و محمد حیدریہ و نقود الحکم و تذکرہ

## آفتاب مالتاب و دیوان پارسی و رنجتہ ۵

جان دی بخنے ہوئی تب فخر جبرائیل سے نجات  
عقلا اسلئے کچھ چیز لگا رکھتے ہیں

اسیر نشی مظفر علی خان لکھنوی ارشد تلامذہ مصحفی در سایہ عطفوت فرمانروا امپور  
بسر می برد پیشتر در عہد واجد علی شاہ بادشاہ اودہ مورد مکارم خسروانی بود و بہ تدبیر  
مدبر الملک میر مظفر علی خان بہادر بہادر جنگ مخاطب در فارسی نیز دستگاہے دارد و  
در رنجتہ اوراد یواہر انہاست سخور رنجتہ گوشت و این چند بیت از ۵

ثبات اپنا نہوا خون کسی پر دم حشر  
ناز نے غمزہ پہ غمزہ نے ادا پر رکھا  
کو سے قاتل کو جو چلتا ہوں تو سایہ ڈر کر  
پوچھتا ہے لئے جاتے ہو کمان تم مجھ کو

## اشک قطب الدین نام از تلامذہ داغ دہلوی است خیلہ خوش گفتہ ۵

خون رنجش نہ کچھ اندیشہ بید ادا آیا  
لکھد یا خط میں او نہیں وقت پہ جو یاد آیا  
چرخ کی چال زمانہ کا طریقہ سیکھو  
ہے یہی شرم تو کب شیوہ پیدا دیا  
دلین مرے رہا دل دشمن کو چوڑ کر  
تیر نگاہ یار بھی ہے آبر و پسند  
کتے ہیں مجھ سے صرف یہ بچو تو مول العز  
دل ہے پسند دل کی نہیں آرزو پسند  
میری قسمت میں خوشی کب تھی بجز رنج و الم  
مین تو کٹکا تھا وہیں اپنا مقدر دیکھ کر  
خاکساری جو نہکانے سے لگا دے مجھ کو  
تو رہوں چین سے خاک در جانان ہو کر  
ادا کتنی ہے میں لون ناز کہتا ہوں میں لکھو  
ابھی سودا نہیں دل کا خریدار و نکلی ہاتھ میں  
ملائی جا بیگی اوسن تکیہ صورت حور و غمان سے  
بڑا موقع تو ہو یہ دیکھئے وہاں ہم بھی ہو گئے  
دل اوسے فتنہ گر کا پیر و ہے  
فتنہ بچتا ہے جسکے دامن سے  
خبر دار اسکو چین آنے ندینا  
قسم لی اوس نے میرے ہفتین سے  
بزم دشمن میں مجھ کو رہنے دو  
چاہئے اک بُرے بھلے کے لئے  
اوسکی محفل کی دیکھنا تہذیب  
بات کا انتظام ہوتا ہے

اے جنم اگر کمی کچھ ہو ہم سے لینا عذاب فرقت کے

**افسوس** میر شہر علی خلف میر مظفر علی نبش تانا امام جعفر رضی اللہ عنہ منتہی  
میشود مرزا جوان بخت راہدم خیر سگال بود و میر حیدر علی حیران را تلمیذ رشاد و پیوند  
در آخر ایام عمدہ انشا رکالچ کلکتہ بد و باز گشت ۵

دیکھتے ہی اسے حاضر ہوئے مر جانیکو وہی احباب جو یان آئے تھے سمجھانیکو

**افضل** میر افضل علی فرزند میر قاسم علی قاسم از پدر خویش ہرہ سخن بردتا ۵

دل سے شکوہ زبان تک اگر بن گیا شکر آپ کے ڈر سے  
کیا مزا ہو جو وہ دربان سے اپنے کمین کوئی یاں آنے پائے مگر افضل آئے

**اکبر** اکبر خان کین برادر شیعہ فتنہ دہلوی از مومن خان با ستفا ضہ پڑا ختہ نیکو سنجیدہ  
است ۵

ہو انہ شوق سے اوس کو چین گذر اپنا ہم تو یوں ہی رہو خفا ہو تو خوش رہو  
بہمیشہ پیچھے رہا ہم سے نامہ بر اپنا آئے تھے طلب سے کہ رخصت کیا چلے

**امیر** منشی امیر احمد کین فرزند مولوی کریم احمد لکنوی نبش تاحضرت شیخ مینا  
قدس سرہ میر سدرانوئے ادب پیش منشی مظفر علی اسیرت کردہ امروز بہ اوستادی  
فرمان فرمائے راہپور سر فراز است از تالیفات اوست مرآۃ الغیب گوہر انتخاب محامد  
خاتم النبیین مضامین دل آشوب مجموعہ واسوختہا و قصاید و بعض ثنویات مثل  
نور تجلی و ابر کرم و مسد سے نعتیہ مسمی بہ ذکر شاہ انبیا و سر مہ بصیرت از گرامی سخن  
سجاست و نامی اوستادان گفتار خود انتخاب کردہ نزد نامہ نگار فرستادہ ذوقما  
کہ بخشید نتوان گفت ۵

اس قدر ہے دراز جسد کی رات پر ٹرپنے سے جی نہیں بھرتا

نوجوان لوگ کیا نہیں کرتے  
 وہ آئے کہینچ کے تلوار سبکدشا دیکھا  
 غم اور سکا حشر تو فتنے پختا ہے میر سیرینہ میں  
 لاکھوں اوس لپی کے دیوانے تیری غمیں عشق نے  
 بہا غن ہو کر جو ٹوکڑ سے بولے  
 چلے جو آج بتاتے تری گلی کی راہ  
 عشق کے نام سے معشوق کو ہوتا ہی گریز  
 ڈراؤن حشر کی فریاد سے تو کہتے ہیں  
 بھکو دیکھا تو غم سے بولے  
 عمر کو سارا زما نا گذران کہتا ہے  
 روتے ہیں ترے مریض پہرون  
 روز آنے کو جب کسا بولے  
 کرتے تو ہو امیر سوال اوس سے حشر میں  
 اسے شبِ فرقت عجب اندہیر کی یہ بات  
 بسملون سے بھی نازا وٹھوائے  
 جو قصد کہ دل کعبہ نشینوں کے چرائے  
 تم کو آتا ہے پیار پر غصہ  
 مینے کہا کہ پھیر دو دل کیا کر کے تم  
 کہئے نا آشنا تو کہتے ہیں  
 غیر و نکے حال پر تو بہت لطف ہی ہے  
 باقی نہ کوئی دل میں الہی ہو سکتا ہے

دل لگا یا تو کیا گناہ کیا  
 امیر آج بہت ہم نے تھکوا دیکھا  
 کہاں ہو وہ جو دل نام اک یہاں بیمار تہا تھا  
 ایک مشت استخوان کا نام مجھوں رکھ دیا  
 مصیبت کا مارا یہ دل تھا کیا  
 میں آج خضر سے ہی سخت بدگمان ہوا  
 جی میں ہی آج سے عاشق ہوں شبِ فرقت  
 ہمارے آگے تمہاری وہاں ہو گا کون  
 آپ ہی مجھ کو پیار کرتے ہیں  
 دنِ جدائی کا مگر عمر میں محسوب نہیں  
 چھاتی سے لگا کے دردِ دل کو  
 اک تمہیں مجھ کو پیار کرتے ہو  
 اور اوسکو گرجو اب نہ آیا تو پہر کہو  
 ساری دنیا میں تو دن اک میر گھر میں رہا  
 ہاے انداز میرے قاتل کے  
 ناکا ہے بڑے گھر کو ترے دزد خانے  
 مجھ کو غصہ یہ پیار آتا ہے  
 بولے ہم اپنے تیر کا پیکان بنائینگے  
 یہی باتیں ہیں آشنائی کی  
 ہم پر ہی لطف حال ہمارا ہی غیر ہے  
 چوڑا برس کے سن میں وہ لاکھوں برس ہے

مسجد میں بلاتا ہے ہمیں زائد نہ فہم  
 ماتہ ڈالائے دامن پر تو بولے ناز سے  
 دم جو کلام فرقت میں تو ہم یہ سمجھ  
 مرے ہی سامنے دامن اوٹھا کر ناز سے چلنا  
 نہو گا بند جب تک نقد جان باقی ہے غالب ہیں  
 جگر کو دون کہ دل کے دون تباہی ایک تامل  
 نظر آیا وہ چہرہ ہوتے ہوئے کبھی حشر  
 خلعت ہیں کے آئینگی تھی گہرین آرزو  
 پہلو میں میرے دل کو نہ ای درد کر لاش  
 بت شکے وقت نزع نہ بالین یہ ہم بٹھ  
 اہل محشر یہ ہے احسان سر دیوانے کا  
 بہار آئی ہر اسے دست جنون یا عید آئی ہر  
 چھانی ہر ہاتھ بھاڑ کے اوسین شراب ناب  
 کسی گنہ پہ کوئی قتل ہو میں کتابوں  
 شب وصال بہت کم ہی آسمان سے کہو  
 جب کہا میں شب غم کوئی غنچہ از تہا  
 قریب ہی یار روز محشر چھپے گا کشتو کا خون  
 وہ مزادیا تر پنے کہ یہ آرزو یار ب  
 جب میں کتابوں کہو گے کیا خدا کے سامنے  
 مرے آنسوؤں نے مجھے بخشوایا  
 گل ہوا غنچہ تو آواز یہ اوس آئی

ہو تا کچھ اگر ہوش تو میخانے نجاتے  
 پیرا دامن چوڑے اپنا گریبان پہاڑ  
 دل جو رہا تو مزا نیکی لئے جان گئی  
 مجھی سے پھر کد اولٹا مرے جاگ گریبان کا  
 سخی کے کہہ کا دروازہ ہر جا کا پیر گریبان کا  
 کہ دوپاسو میں یہ یہ ایک قطرہ آب پنا  
 اوٹھائی اوس نے جملن بکیر پرہ گریبان کا  
 یہ حوصلہ ہی گور و کفن سے نکل گیا  
 مدت ہوئی غریب وطن سے نکل گیا  
 ہوتا ہے آج خاتمہ گفت و شنید کا  
 سر کو ٹکرا کے دریاغ ارم توڑ دیا  
 گریبان سے گلے ملے چلا ہی جاگ دانا کا  
 کیا صرف کار خیر مرا پیر بن ہوا  
 کہ اس سے مجرم ہوا ہوگا آشنائی کا  
 کہ جوڑ دے کوئی ٹکڑا شبِ جدائی کا  
 درد نے اوٹھ کے کہا کیا یہ گنہگار تھا  
 جو چپ رہیگی زبان خیر نہ تو کیا آستین کا  
 مرے دونوں پھلو و نین دل میقرار ہوتا  
 کہتے ہیں نکو تبادین روز محشر کا جواب  
 بڑے کام آئے یہ لڑکے چل کر  
 جمع پیر دل نہیں ہوتا ہی بریشان ہو کر

بولا وہ بت سر ہانے مرے آکے وقت نزع  
 کا ٹا ہوا ہوں سو کہہ کے لیکن نہاں ہوں  
 تو نے تو اے سیاہی شہاے تارا جگر  
 کہتی ہے ہر بلک تری زلف دراز سے  
 اسے برق تو ذرا کہی تڑپی ٹھہ گئی  
 ٹھکرا کے میرے سر کو وہ کہتے ہیں ناز سے  
 خنجر کو چوس چوس کے کہتے ہیں میرے زخم  
 وہ آؤر وعدہ وصل کا قاصد نہیں نہیں  
 نہاں رہتا ہی آئینہ سے وہ بیگانہ خوب سون  
 مزلے لیکے رکڑا ہی گلا شمشیر قاتل سے  
 نکلا اے یاس یون برباد میرے خانہ دل کو  
 صورت غنچہ کہان تاب حکم مجھ کو  
 میں تو کیا عکس سے آئینہ روکتا ہے  
 زائد امید رحمت حق اور جھوٹے  
 کانٹوں سے کہو سنبھال لینا  
 وصال پر ہے جو وصل امتحان کر دیکھو  
 مری طون سے کہے کوئی حضرت غم سر  
 شتاق شہادت کو وہ دو ہاتھ لگا کر  
 دل تلکے وصال کا سودا ٹھہ گیا  
 آرائش او سک نہ لہنے کہ کہہ کرے گا

فریاد کو چلے ہو ہماری خدا کے پاس  
 کٹھنوں کا اور اپنے عدو کی نگاہ میں  
 دہشتا لگا دیا مرے سخت سیاہ میں  
 بچھوٹے سے قد پہ میرے سنا بنا بلا ہونین  
 یان عمر کٹ گئی ہے اسی اضطراب میں  
 لو ایسے مفت سجدے مری آستانے میں  
 ظالم مرے بہرے ہوئے تمہیں کہاں کے ہیں  
 سچ سچ بتا یہ لفظ اونہیں کی نہاں کے ہیں  
 حیا دیکھو نہیں آتا ہے اپنے روبرو برسوں  
 بزرگ زخم ہم نہیں منسکے روئے ہیں لہو برسوں  
 اسی گہر میں جلایا ہے چراغ آرزو برسوں  
 منہ کے سو گھر سے ہوں آئے جو تبستم مجھ کو  
 پیار کی آنکھ سے دیکھا نہ کرو تم مجھ کو  
 پہلے شہر اب پیسے گنہگار بھی تو ہو  
 آتا ہے عیش اک برہمنہ پا کو  
 امیر یون ہی سہی چند روز مر دیکھو  
 بہت رہے مرے دلیں اب اور گھر دیکھو  
 کہتے ہیں لگاؤ بہت آتی نہیں مجھ کو  
 الفت کی آنکھ بیچ میں دلال ہو گئی  
 ہنسنا گلے میں ماؤنہ نہ لٹھا ہو گئی

کرنے انکار مرے خون سے اے تیر فگن  
 سب کو پاس بنو نکا ہوتا ہی یہ ہے عفو کا حکم  
 اللہ سے قدر میرے گنا ہون کی روزِ حشر  
 سو جانیں ہوں تو تیغ پہ تیری فدا کروں  
 بجوئے بیٹھ کے مسجد میں نکرے واعظ  
 غیور کے ساتھ وفا کر کے وہ مجھ سے بولے  
 حشر میں عذر گنہ کیا ہی بتا تو رکھو  
 لگی دل کی بجھائے بکسی میں کو الیسا بھر  
 چھوڑے کہیں نہ کیسے پر غم نے اوسے بچ  
 نہ توڑ دآئینہ جانے ہی دو کہ ایک ہی  
 شوخی حسن لاکہ اوں کو کیا طاق مگر  
 یقین ہو اجو گرا دانت کوئی پیری مز  
 ماتہ تک مفتی وقاضی کو لگانے ندیا  
 منہ پانہ آرسی میں دیکھو پ  
 ایک قطرہ ہی نہ پینا مگر اے جانِ بھان  
 مکالے جاتے ہیں ہر روز اوسکے پاس خل سے  
 جفا دیکھو جنازہ پر مگر آئے تو فرمایا  
 شب و صلت قریب آنے پائے کوئی غلو  
 آنکھ کہتی ہے یہ دل سے کہ کر گئی برباد  
 کہتا ہے وہ صنم کہ رہیں ہم تمہارے گھر

دیکھ کچھ کہتی ہے سُرخ ترے سونار دلی  
 بیگنا ہونے سے صف آگے ہو گنہگاروں کی  
 تعظیم کو گھڑی ہوئی میزانِ حساب کی  
 کیا جلد کٹ گئی ہے گھڑی اضطراب کی  
 ایسی شے ہے کہ قیامت پہ اوٹھا رکھی ہے  
 یہ وہی بات ہے جو تم نے بتا رکھی ہے  
 کہ مبادا تمہیں بھولے تو مجھے یاد ہے  
 مگر اک گریہ حسرت کہ بیتا بانہ آتا ہے  
 کچھ رہ گئی تو میرے مقدر میں رگڑے  
 تمہارے دینے والوں میں یارِ باقی ہے  
 پھر لڑکپن ہے ابھی آنکھ جھپک جاتی ہے  
 کہ آج کھل گئی کھڑکی قضا کے آنے کی  
 دخترِ رز تو بڑی صاحبِ عصمت نکلی  
 سنبھلی کی نہ چوٹ رو برو کی  
 اوسی انداز سے کہ لے کہ نہیں توڑی سی  
 ترے عاشق نہ ٹھہرے ہم عدو کا مدعا ٹھہرے  
 کہو تم ہو فاطمہ کے کہ اب ہم ہو فاطمہ کے  
 ادب ہم سے جدا ٹھہرے حیات سے جدا ٹھہرے  
 خواہش وصل تجھے حسرت دیدار مجھے  
 لیکن یہ شرط ہے کہ خدا درمیان ہے

**انشاء** انشا اللہ خان خلف ماثار اللہ خان مصدر تخلص از مشاہیر قافیہ بختان



ظرافت شعار در مرشد آباد از خلوت کدہ عدم برآمدہ و در پایان روزگار بزمہ شینا  
وزیر الممالک نواب سعادت علی خان در آمدہ از بیشتر فنون بہرہ مند و در بزمی  
صاحب دستگاہ بلند پرگو بود اما منتخب گفتارش دیکچپ آمد ۵

گلبرگ تر سجدہ کے لگا بیٹھی ایک چوبنچ	بلبل ہمارے زخم جگر کے کھڑک پر
نہ چھیرے نگہ باد بہاری راہ لگا پنی	تجھے آنکھیلیاں سو جہی بین ہم بزمی
چھیرے کا تو مزہ جب ہے کواور سنو	بات میں تم تو خفا ہو گئے لو اور سنو
گالی سہی ادا سہی چین چین سہی	یہ سب سہی پر ایک نہیں کی نہیں سہی
چند مدت کو فراق صنم و دیر تو ہے	چلو پھر کعبہ ہی ہو آئین بہلا سیر تو ہے
گر نازنین کے کہنے سے مانا بڑا ہو کچھ	میری طن کو دیکھئے میں نازنین سہی
گالیان سیکڑون دین پاؤں جو ڈا ہنجر	محنتیں خوب سی کین خوب سے انعام لئے
دو بوسونین راضی ہوا میں تو وہ بکو	تیری تو کسی طرح سے نیت نہیں بھرتی

انور سید شجاع الدین نام عرت امر اور مرزا دہلوی خلف سید جلال الدین خوشنویس  
اوستاد بہادر شاہ از تلامذہ ذوق است گویند امر و زدر جیو پر پاسے افشردہ  
این مایہ از گفتارش بدست آمد بس نیکو میسر اید ۵

وہ آنکھیں نہیں ہاسے کیا ہو گیا	وہ کافر تو اب کچھ نیا ہو گیا
نہ میں سمجھا نہ آپ آئے کین سے	پسینا پونچھے اپنی جبین سے

ایجاد مرزا رحیم الدین پسر مرزا حسین بخش از شاگردان مولوی صہبائی  
است ۵

لگے ہم سے نظر اپنی چورانی	وہ سمجھے جس گھڑی لطف نظر کو
---------------------------	-----------------------------

بائے الموحده

محشر شیخ امداد علی خلیفہ شیخ امام بخش لکھنوی از تلامذہ ناسخ است در اسرار  
در گذشت ۵

کہ انہ خاک نہ ڈالو یہ میں نہائے ہوئے	کہا کسی نے نہ اتنا ہمارے دفن کیوت
برائے مانئے دو دن کا پیار دیکھ چکے	جو بات کل تھی ملاقات میں وہ آج نہیں

برق فتح الدولہ غشی الملک مرزا محمد رضا خان فرزند مرزا کاظم علی از ناسخ  
فیض پذیر بود باواجد علی شاہ بادشاہ سابق او وہ بہ کلکتہ شد و از اسباب ۱۵۶۷  
برگرایے نیستی گاہ گشت ۵

دیکھ لینا مجھے تم موسم گل آنے دو	قیس کل نام نہ لو ذکر جنون جانے دو
تم جو غیر دن سے ملے مکون غیرت آئی	ہم تو اپنوں سے ہی بریگانہ ہوئے الفت

برکت برکت علی خان خیر آبادی مختار فرمان فرما سے پٹیا لے نیک برمی گذارد ۵

ایک دم کے بھی لئے باسج بھلائے کوئی	نعم اوٹھانا یہ مرے دل کا ٹھکانے لگ جائے
پالے خدا نہ ڈالے کسی بدگمان کے	جھگڑ کاڑ کا سا جو پایا تو یوں کہا
ذرا دم کو کوئی آیا ہوا جاتا ہے پہلو سے	نصویر میں تر کر کوئی چھیرہ تو کہتا ہوں

بسمل عبدالحکیم برادر زادہ مولوی صہبائی پارسى آشنا بود و از فن طب  
و حکمت بہرہ مند ۵

تو ہر بدن کے لئے آج دل کمان ہوتا	اگر نہ تیغ نگہ سے اسے سجاتا میں
پیر و مرشد خیر تو ہے آپ کو یہ کیا ہوا	حضرت بسمل کی حالت دیکھ کر بولا قہقہیں

بقا بقار اللہ اکبر آبادی پور حافظ لطف اللہ خوشنویس میر و مرزا را در یافتہ  
مر و ظرافت پیشہ درست اندیشہ بود بہارسی از مرزا امین مستفیض و در ریختہ از  
شاہ حاتم و میر دردستفید ۵

راہ بس زاپنے آئے تھے یہ آنکھیاں	سڑھری مل کے مرے پاس جانا کیا تھا
---------------------------------	----------------------------------

دیکھ آئینہ جو کہتا ہے کہ اللہ سے میں  
اوسکا میں چاہنے والا ہوں بقاؤہ برین  
بلند صفر علی بیگ خط استعلیق و شکستہ نیکو می نگاشت از مرزا اصا بر بہرہ اللہ  
بود

ایک بوسہ بہ یہ لڑائی حیف  
دس نہیں سو نہیں ہزار نہیں  
بیان خواجہ احسن اللہ از خاک پاک دہلی است مولانا فخر الدین رام پور  
عقیدت شمار و مرزا مظہر رح را تمیزد رشادت پیوند بود در حمتہ اللہ علیہا در حیکما  
فر و شد حرف خوش میزد

ست آئیو اسے وعدہ فرماؤں قلابی  
جس طرح کنار و زگرز جاییگی شب بھی  
بیان کون ہے اب تلک پوچھتے ہو  
تغافل کے قربان تجاہل کے صدقے  
بیتاب عباس علی خان برادر زادہ ذاب محمد سعید خان بہادر مرعوم فرمان  
فرماے رام پور شیوہ سخن از حکیم موسیٰ خان آموختہ سخن دلکش میگزارد

بیدار ہو ارباب کا غم دلمین اندنوں  
بیتاب غم ہی کہانے میں اب کچھ نہ نہیں  
سحر نہ دیکھنی بکو نصیب ہو یارب  
شب وصال بھی اپنی ہی دعا ہو گی  
بیدار میر محمدی دہلوی بامرضی قلی خان نسبت تلمذ درست داشتہ و بالانا  
فخر الدین رحم پیوند ارادت محکم در اکبر آباد عنصری پیوند گیت

کروں ہوں شاد دل اپنا ترے تصور سے  
اگر یہ شغل نہ تو تو کیا کیا کرتا  
فراق سے باز نہ خواہ مت باز نہ  
اب تیرے شکار ہو گئے ہم  
آج لگتی ہے کچھ بغل خالی  
کون سینہ سے لے گیا دل کو  
خواب میں ایک بھی شب یار نہ آیا بیدار  
اس تمنا میں کہی دن ہوئے سوئے سوئے

ہیما رشیخ علی بخش از خاک پاک قصبہ آنولہ متعلقہ کشتری بریلی از اول عمر  
سودا سے سخنگوئی در سر میداشت در شباب شوق بہ لکھنؤ گذر کرد و در تلامذہ

مصطفیٰ انتظام یافت بہ کمال شہرت سخن او نواب محمد سعید خان سروری آرا  
ریاست رامپور بواسطہ حکیم سعادت علی خان بہادر جنرل فوج طلب داشتند  
باصرار رئیس محترم الیہ شاگردی آخون زادہ احمد خان غفلت تخلص رامپوری  
اختیار نمود صاحب زبان مغزدار است و استاد قیامت کار چندین دیوان  
غزلیات و قصاید فراہم آورد و پریشان ساخت ۵

کون پرسان ہے حال بسمل کا سأس آہستہ لیجیو بیمار ہر روز وہ پہر جاتے ہیں در تک ستر اگر بیمار کو غفلت ہے بہت خیر نہیں آج کیا سفر کا ارادہ جو بزم جانان سے نہیں دیگی دشت تنگدہ میں	خلق منہہ دیکھتے ہی متاع کا ٹوٹ جائے نہ آبلہ دل کا کچھ جذب محبت کو لگی ہے نظر ایسی ہر چند کہ تھی حالت غش کل ہی پالیسی کوئی گلے نہ ملا موت کے سوا جہہ سحر اوٹھو بیسار جو مرضی خدا کی
--	---

## تاء فوقانی

تائبان میر عبدالحی جہان آبادی نژاد از دودہ حضرت علی موسیٰ رضا  
رضی اللہ عنہ بدیع الجمال لطیف الاعتدال بود در غنفلوان شباب در گزشت ۵

تو دیکھ مجھ کو نزع میں مت کر وہ کہ سیر بعد کس سطح کی زمین گزرتی ہیں خستہ کس سے فریاد کرو نہیں کہ وہ ہر جانی سحر	مجھ سے بہت ہیں ایک نہوگا تو کیا ہو ہے وصل سے زیادہ مزا انتظار کا آہ اس بات میں میری ہی تو رسوائی
---	--

پیش مرزا جان نامش اسمعیل دہلوی مولد فرزند مرزا یوسف بیگ از اولاد  
سید جلال بخاری رحمۃ اللہ علیہ در لکھنؤ بر نافت مرزا جہاندار شاہ بسر بردہ پسر

در بنگالہ بجر کہ نواب شمس الدولہ در آمد سینکرت نیکو میدانت درین فن از تلامذہ  
میر در دہو در حمتہ اللہ علیہ بیشتر مقطعات میگفت ۷

ہمین تو اشک کے قطرہ کا بھی ہر تہا مناشکر | پہلے وہ لوگ بین جنگے تین دل تھام آنا کر

تجلی میر محمد حسن دہلوی المعروف بہ حاجی پور میر محمد حسین کلیم خواہر زادہ میر تقی  
میر ظرافت منش جو آنے بود ۷

آکھیں خدانے دیکھنے کو دی بین میر بچا | دیکھا تری طن جو کسی نے تو کیا ہوا  
وہ اتو بہین بھول گئے ہیں یہ تجلی | جب ہم نہیں ہونے کے بہت یاد کرینگے

سلیم منشی محمد انور حسین سہسوانی تلمیذ شیخ علی بخش بیمار در ہر دوزبان  
پارسی در ریختہ پنچلہ گوست و در صنایع و بدایع اور انامہاست و در تاریخگوئی بدھو  
دارد دو دیوان داردیکے در پارسی دیگرے در ریختہ مثنوی و قصائد مزید علیہ  
اکنون سترگ نامہ در تحقیق الفاظ ترتیب دادہ است ۷

کاٹ سر میر امرا بلکا بدن ہو جائیگا | کام میر انامہ تیر اتیغزن ہو جائے گا  
حسال یہ اوں کی انجن میں ہے | ہر سخن معروض سخن میں ہے  
دیج نی تازہ او بچ وہ میری فریاد کی | باغبان لوٹ ہے حالت بُری صیاد کی

سلیم شیخ امیر اللہ فرزند مولوی عبدالصمد فیض آبادی سخن طرازی از  
نسیم دہلوی آموختہ دیوانے دارد مثنوی نالہ تسلیم و مثنوی دل و جان اور است  
گویند امر و زور را سپور از متوسلان ریاست است ۷

نہیں معلوم گزیرے آج کس سے | مزاہبے دشمنی میں دوستی کا  
ہاے کب تک نہ میں کھلوں گکار دشت جنون | اتو دامن بھی نہیں ہے کہ بھل جاؤں گکار  
ایتنے صدمے دئے کہ آخر کو | ہاتھ اوٹھانا پڑا دعا کے لئے

تسکین میر حسین دہلوی از اولاد سید حمیدر بود کہ فرخ سیر از ہم

## گذرانید در ۱۲۹۹ وفات یافت ۵

چپ لگی جھکو تو چرچا ہی پھر وہاں ہوگا ہر صبح وہ ڈھونڈے گا کوئی تازہ خریدار تک وہ بھی تو غیر دے وہ اخلاص نہیں ہے خوبصورت نہ کوئی تو نہ بدنامی کستے میں بخش ظاہر میں مزہ آتا ہے تمہیں بھی کہو لہنی زلفین پڑیگی یہ تو سچ ہے کہ جو تم چاہو گے کہ گزرو گے دہم آتا ہی مٹا کر خط پیشانی مارتے اب یہ حالت ہے کہ اونسابہ درد	راز اپنا نہ خموشی سے ہی پھان ہوگا صورت مری ہر روز بدل جاتے تو اچھا جو ربط کہ اس دست و گریبان میں دیکھا سچ تو یہ ہے کہ ہر اہوتا ہی اچھا ہونا یوں ہی تم مجھ سے خفا ہو کے ذرا الجھا دلِ گم گشتہ گرا پسنا نہ پایا پر یہ ممکن نہیں سمجھو کہی بیدار نہو اسمین لکھا نہو اس در کی جہیں سا کو میرے بچنے کی دعا مانگے ہے
--	--

**تصویر** بٹن نام دہلوی سواد روشن نکرہ بود آما طبع خوشی داشت نجیب  
زادہ بود اما از آشوب زمانہ پیشہ نیچہ بندان گرفتہ ۵

کہنہ بین آیا تو شکو آپ لکھ اپنے ظلم رہا ہونے پہی ہم تو ہر نفس ہی کے گرد کچھ مزا شور ہم نے تمہارے سے دیا یہ بھی کوئی ہنسی ہے کہ نصحت کا لکھ نام آج کی شب نہ خفا ہو ترے قربان سے	بیمہ زہ رکھنے کو میرے وہ پشیمان سی رہا کہاں وہ جا میں کہ جو بال و پر نہیں کہتے یوں تو زخمونہ بہت ہم نے نکلان لڑے سو بار بیٹھے بیٹھے مجھے تم رو لاسکے کل تو لیوے ہی لگی بد لاش بہر ان سے
--	---

**عشق** سید محمد دہلوی از تلامذہ میر عزت اللہ عشق یا میر قدرت اللہ خان  
تاسم پدر میر عزت اللہ عشق واللہ اعلم ونیز سے قرابتہ با ایشان داشت تعلیم  
دانش جویان مدرسہ انگریزی شاہجہان نامزد بود ۵

سارے دیکھو آتا ہے عشق وہ کون	بارے کہ بتو ہوا خوش دل محزون تیرا
------------------------------	-----------------------------------

دوسرے شام تو کیا ہے ولے | کچھ وہ آنکھ نہ بین آتا

**تمنا** کیے از اقامت پذیرندگان گلکته ۵

جو اس طرف سے گذر ہوا ہے تو قبر عاشق ہی آکے دیکھو

نگاہ حسرت سے گرنے دیکھو بلا سے تیوری چڑھاکے دیکھو

گٹھے ہیں سب زخم خون چکدہ بزرگ گلہائے نور سیدہ

تمام اعضا بین گو بریدہ مگر نہ عادت گئی ہنسی کی بہ

**تمنا** اسحاق خان دہلوی خیلے عاشق مزاج بود اوقات خود وقف صحبت

نازنینان داشت یکے طبعش از اعتدال برگردید طیبیان منعمش از وقایع کردند

در آن حال شعرے گفت و ہو ہذا ۵

اپنی تو یہ صورت ہو کہ جون بلب تصور پر | پرواز کی طاقت نہیں اور پاس چمن ہے

**تنہا** محمد عیسیٰ از دہلی ست از مصحفی تہذیب گفتار پرداخت ۵

میں جو روٹھا تو مناکر مجھے وہ یوں لولا | کہنے کیا کرتے جو ٹکونہ منا تا کوئی

**توقیر** عبد القادر پنجابی در دہلی اقامت گزیدہ بود ۵

زخمی تری نگاہ کے آخر کو مر گئے | کہہ کہہ کے ہائے ہائے جگر ہائے ہائے دل

ہم تو خاطر سے تری غیر کو بھی تعظیم دین | رشک پر کہتا ہے بیٹھو اپنی یہ عادت نہیں

بتو نکو چاہنا اور حضرت توقیر یہ صورت | بظاہر تو نظر آتے ہو تم مرد مسلمان سے

## شام مثلث

**مناقب** نواب شہاب الدین خان خلف الرشید نواب ضیاء الدین خلج کا لیس

مرزا غالب است ہنگام شورش بند جامہ گزاشت خیلے نغمہ گفتار بود ۵

<p>اوس عصر میں کہتے تھے سپیار سے طوفان          گہر بیا بان میں بنایا نہیں مہنے لیکن          جو کام میں غیر کے ہو میں صرف          تمنا نہیں بھگو پر وانگی کی          نہ لپٹیں نہ ہوں قتل انصاف یہ ہے          دلکا سودا ہے خفا ہونیک کی کچھ بائیں          دانے پانی کی خبر لینے کی توفیق نہیں          رنجش سے گرہا ہو تو ایمان نہ نصیب          رکھتے ہیں لوگ خلوت دشمن کا اتھام</p>	<p>بچپن کا ہے یہ نام مرے دیدہ ترکا          جسکو گہر سمجھے ہوئے تھے وہ بیا بان نکلا          افسوس وہ دلربا ادا میں          وہ اب غیر کی شمع محفل ہوئے ہیں          کہ ہم خود بد آموز قاتل ہو چکے ہیں          گفتگو رہتی ہے بائیں کو خرید کر کے          کھیلنا جانتے ہیں مرغ گرفتار کے ساتھ          کافر بتوں کو کہتے ہیں عشاق پیار سے          بے پردگی میں پردہ ہی پردہ اٹھاتی ہے</p>
---	---

## جستہ نازی

**جرات** شیخ قلندر رنجش خلف حافظ امان دہلوی سخن از جعفر علی حسرت آنخت  
 اما از و برات در گزشت و با و ستادی نام بر آورد در ستار نوازی مہارت  
 شایستہ و در ستارہ شناسی دستگاہ بایستہ داشت جرات و انشا و مصحفی  
 در یک زمانہ بودہ اند و با یکدیگر مطارحہ کردند در عمر نوزدہ سالگی بصارتش زوال  
 گرفتہ در شمسہ قالب تہی کرد و ہنجارش عاشقانہ است و از جملہ معاصران در شیوہ  
 خویش ممتاز ہے

<p>جنون کا نامہ پہنچتا ہے اوس سحر ترک          دور سے کل مہنے اوسکے آستان کو دیکھ کر          غم سے گشتنا یہ مر اسبہ میں بڑھاتا ہوا ہے</p>	<p>اونہیں کا کاخ ہے جرات ہی نامہ پر ہوتا          رو دیا کن حسرتوں سے آسمان کو دیکھ کر          جو مجھے دیکھے ہی سود کینے جاتا ہوا ہے</p>
--	---



<p>وہ نہ آئے تو یہ ہو جائے غلط قاتل نہ مجھ سے موڑیو نہ قتل تو یہ تو کیونکر میں کہوں کچھ نہیں بھانا مجھ کو سنیو شوخی کہ یہ کتا ہر وہ قاصد مرے حیلان ہو نہیں وہ کو بجے جو عین صل ہیں میری سیتابی سے محفلین یہ پھر کا ہوا تو بزرگ مہر ہی گردش ہر جگہ سارے دن کچھ لگاؤ کا سبب اور نہیں پر جرات روداد اوس سے کیئے تو نہ پھر پھر</p>	<p>کہ بن آئی نسین مر تا کوئی پ ملک شرم کچھو مرے گردن بھکائے کی کچھ تو بھایا ہے کہ جو کچھ نہیں بھانا ہر جگہ نامہ لے پر ابھی وہاں جا نہیں تاخیر لگا کہتے ہو تم کہ چل بے اوسیکو تو پیار کر اوٹھ کے ہونے نہ لگے یہ مہر قرآن کہیں جو تم پھر آؤ تو پیارے پھر میں ہمارے دن یہ وہ چاہے ہے کہ اسکو بھی لگائے کہے کیا چیکے سے کہے ہے وہ شامت نصیب کی</p>
--	--

دم آخر نہ پوچھو وضع اوس بدظن کے آنے کی

کہ اگر نقش پر کہنے لگا غولی بھانے کی

یاد اوس گبرے ہم نے بنت کئی بوسے

ہمارے ہی تو کیا ہمارے دینار نکالی

جلال حکیم سید ضامن علی فرزند حکیم اصغر علی لکنوی ارشد تلامذہ -

فتح الدولہ برقی قصیدہ در مدح پیر عالی گہر فرستادہ بنظر نامہ گرد آور ہم سید

خیلے خوش گفتہ است ۵

آج کچھ لپٹے ہی جاتے ہیں وہ آئینہ سے

آج تو وہ ہی نہایت ہم کو مضطر دیکھ کر

فریب جبکا تا شا نگاہ یار کو دے

غم نصیب نہیں محبت کر خوشی کا کیا کام

حشر میں چھپ نہ سکا حسرت دیدار کارا

دعا ہمیں تمہیں دیتے سب اہل حشر پھر سے

نشہ بخود کئے دیتا ہے خود آرائی کا

کچھ پکارے جانب چرخ شکر دیکھ کر

وہ داغ ڈھونڈتے ہیں جسم داغدار میں

کہیں نہیں تو نہ آیا بوتہ شرم مجھ کو

آنکھ کی بجٹ سے پہچان گئے تم مجھ کو

تمام ایک ہی جگہ سے میں روز محشر تھا

ہماری جان بخش ہو شوخ و شیرین کو نہ اوس دل کی دکھایا اوس نے جلوہ اور میں نے کچھ نہیں بکھا دیکھو نہ دیتے ہیں اوس کو کہیں شمع اور شمع غم نہیں ترک جو کی دل نے رفاقت میری روئے تقدیر کار و نا کوئی کسکے آگے	کہ جس پر پیار آجاتا ہے تم سے خوب صورت کو گو ای اسکی دینی ہوگی چکر میری چتر کو تم خدا ترس تھے اک کام ہمارا کرتے میرے روئے کو منالائیگی حسرت میری وہ تو ہنستی ہی نہیں شکے مصیبت میری
---	--

**جلیل** سید جلیل احمد ابن مولوی سید اولاد احمد ابن سید آل احمد شاہ ابن  
سید نظر محمد شاہ المودودی النقوی السمسوانی کان اللہ لہم سال ولادتش  
۱۲۳۳ ہجری از متوسلان ریاست ہوپال است اور است ۵

جس کا کشتہ ہو جہان وہ ستم ایسا دایا تھا وعدہ وصال جو شکوہ نوشام سے	کیا بڑا ہولے تھے کیا خوب ہمیں یاد آیا پیغام مرگ آکے اجمل نے سنا دیا
---	--

**جمیل** سید جمیل احمد ابن منشی سید امتیاز علی ابن مولوی سید مراد علی ہسونی  
سال ولادتش ۱۲۵۰ ہجری زانوی تلمذ پیش مولوی سید سبط احمد کہ از بزرگان  
اوست تہ منوہ اصلاح سخن پارسی از منشی انوار حسین تسلیم و در ریختہ از منشی  
صابر حسین صبا سیکرہ و حالا متوسل ریاست ہوپال است از وست ۵

بار عصیان نہ گنگار او تھا کر لجا میں کچھ بلبلو نکو یا دین کچھ تیر کو نکو حفظ بہت اوس گل کے بلبل ہیں اور جتنے کیون نہیں	ایں خدا راہ میں لٹ جاسیہ سامان کا عالم میں ٹکڑے ٹکڑے مری داتا کے پیر بھی پر خارا کھائے بیٹھے میں کاغذ یا بانکے
--	--

**جوہر** عبد الہادی فرزند مولوی عبد اللہ از اہل نپوتی کہ قصبہ البست متصل  
لکھنؤ سلسلہ نسبش تا اولین خلیفہ رسول اللہ صلعم میرسد کتب درسیہ در رامپور  
خواندہ و کتاب پارسی از آبا و اجداد خویش نمودہ و فن طب از مرزا مظفر خلف  
سیح الدولہ آموخت و مشق نستعلیق از میر عوض علی تلمیذ حافظ ابراہیم بہم رساند

الحال بذریعہ قصیدہ در سرکار بھوپال توسل یافتہ در ہر دو زبان پارس و رنجینہ فکر میکند  
رنجینہ آرائی از نشی امیر احمد اکبر بدست آورده ۷

ہمارے دلمین ہی آیا تو نہ چہ پائے ہوئے	اس آئینہ میں ہی وہ شوخ بیجا بن تھا
دل اوس نے بھکھو چو پیر تو ناز نے یہ کہا	کہ ایک یہ ہی ہے انداز دل رانی کا
ہزار فسق کرے شیخ پر گسان نہیں	عجب جگہ ہے نہاں خانہ پارسائی کا
سگ جانان ہماری ہڈیاں کہا نیلوتا کر	اوپر قاعدہ اک ذرا ہٹ کر ٹھہرے

**چوشش** شیخ محمد روشن عظیم آبادی از خوش گویانست جادو عرض نیک  
پہودہ ۷

قیس پھر تا جو را دشت میں دیوان تھا	اوس کو لیلی ہی کے دروازہ پہ مچا تھا
بیکسی سے یہی گلہ ہے مجھے	تسام لیتی ہے ہاتھ قسات کا
توانائی تو کریشی جدا آغوش سے بھکھو	کرامت دیکھو اسے ناتوانی پر شمع بھکھو

## حاصلہ

**حالی** مولوی الطاف حسین خاں خواجہ ایزد بخش یانی پتی امر دزد در دہلی  
است در صحبت حضرت شیفۃ خیلے بسر بردہ مرزا غالب رافر و میدہ یادگار است  
و در لغز سرانی ناوہ کار ختہ از گفتارش دیدہ ام و بر خے شنیدہ ام نمازہ دان  
لفظ و رتبہ شناس معنی است ۷

روز و داع بھی شب ہجران سے کم نہ تھا	کچھ صبح ہی سے شام الم کا ظہر تھا
نہیں بھولتا اوس کی رخصت کا وقت	وہ رور و رو کے ملنا بلا ہو گیا
ملنے ہی اونکے بھول گئے کلفتیں تمام	گو یا ہمارے سر پہ کبھی آسمان نہ تھا

کل ظرافت دیکھنا ہے ترے راز دار کا  
پھر روکنا پڑا دل امیدوار کا  
کس کو دعویٰ ہے شکیبائی کا  
کچھ دل سے بین ڈرے ہوئے کچھ کمانے ہم  
اسے عشق بہا گئے ہیں اسی امتحانے ہم  
اب ٹھہرتی ہے دیکھنے جا کر نظر کمان  
عالم میں تم سے لاکھ سہی تم مگر کمان  
اب وہ اگلی سی درازی شب بھر انہیں  
وہ اشارے کہ تری جنبش مژگانیں نہیں  
بہت کیوں آج مجھ پر مہربان ہو  
ہم بھی آخر کو جی چرانے لگے  
اب لیا چشمہ لبتا تو نے

آج امتحان ہے نالہ بے اختیار کا  
اویچھے بین طعن وصل عدو پر دم وصال  
تم نے کیوں وصل میں پہلو بدلا  
اب بہا گئے ہیں سایہ زلف بتانے ہم  
رضعت ملی ہے وصل میں تحریک شوق کو  
یہ جستجو کہ خوب سے ہی ہو تر کمان  
ہم جیسے مر رہے ہیں وہ بیات ہی کچھ اور  
بیقراری تھی سب امید ملاقات کے ساتھ  
خلوت خاص میں رہ رہ کے عدد سیکھ گئے  
مجھے ڈالا ہے سو و ہم و گمان میں  
سخت مشکل ہے شیوہ تسلیم  
رہبر و شنہ لب نہ گھبرا نا

**حسرت** مرزا جعفر علی خلیف ابوالخیر عطار دہلوی در لکھنؤ جا داشت شاگرد  
سرپ سنگ دیوانہ بود یک چند بسر کار مرزا جہاندار شاہ بسر برد آخر از جان جہانیا  
برید در شہ از جان رفت ۵

کون دیکھے گا بھلا اسمین ہے رو کی کیا  
خوابین آنیکی بھی تم نے قسم کھائی کیا  
این شعر در دیوان حسرت بنظر رسید و اہل تذکرہ در دیوان جرأت آورده اند  
والہداعلم ۵

ساقی مے دے کہ اہل عیلس  
کس کا ہے بگر جب یہ بیدا کرو گے  
پانی پانی پانی پکاریں  
لودل تمہیں ہم دیتے ہیں کیا یاد کرو گے  
یہ تہی اک ستم کر خوابین بھی مشکل کے دکھا گئے  
کبھی نہ برسوین آتی تھی سوا و سطل سی جگا گئے

**حسن** سید غلام حسن خلف میر غلام حسین ضاحک تلمیذ ضیاء الدین  
ضیاء ہراتی اصل دہلوی مولد از خوان نوال نواب سردار جنگ برہمی داشت  
منوی بدر میر از دست در سندہ آخشی پیکر بر انداخت خوش گفته ۵

مینا اشارہ کو سمجھنے نہ لگے غیر کے وہ پر چھڑا حسن نے اپنا قصہ ناز سے عشوہ سے غم سے لگاتے ہیں جو کوئی آئے ہی نزدیک ہی بیٹھے ہر ترے تیرے ہمنام کو جب کوئی پکارے ہی کہیں دی تھی یہ دعا کس نے مرے دلو الہی ساتھ دیکھوں ہوں کیسے جو کسی کو سزا	مین نے اس ڈر سے کہی اوسکو نثار کیا بس آجکی شب ہی سوچے ہم وہ جسے چاہتے ہیں اپنا بنا لیتے ہیں ہم کہا تنگ ترے پہلو سے کرتے جا میں جی دھڑک جاتا ہے میل کہ کہیں تو ہی نہو اوچڑے یہ گہرا یا کہ پھر آباد نہو دے مین ہی جی رکھتا ہوں مجھ کو ہی ہوس لیا
---	--

**حکیم** محمد پناہ خان فرزند سید شریف خان زرخش تلمیذ خواجہ میر درد  
دراو ائل تیار اخص میکرد در تاریخ و موسیقی کمالے داشت و در فن طب  
دستگاہے ۵

پوچھتے کیا ہو حکیم جگر افکار کا گھر مرزا رحیم الدین دہلوی فرزند مرزا رحیم الدین رسا گویند امر و زور رامپور است شطرنج پس خوب میازد ۵	ایک تکیہ سا ہے اوس شوخ دلیوار کے پاس
---	--------------------------------------

دیکھنے پائے نہ دل بہر قیامت میں آو اک نہ اک نہ جان جاتی آتش میں ہی جلا ٹایا خاکین اور او سپہ کتے ہیں کہ مجھے ممکن ہے کہ رحم اس میں کافر کو نہ آئے سنا ہے یا رکھتا ہے کیسے کام آؤنگا	روز محشر وصل کی شب کے برابر ہو گیا مرگئے او سپہ تو اسکے دل ہی میں گہر ہو گیا کچھ امتحان محبت کا کر نہیں آتا پر ہو گیا حال دکھانا نہیں آتا جو یہ سچ ہے تو میں ہی اپنی قسمت آراؤنگا
---	---

دشن کو دیا میرے لئے وہ ہی فلک ہے حق میں حیا کے یار و دعا کیجیو کہ وہ وہ ناتوان ہوں کہ آیا نظر نہ تو کموں نامح نہ دل سے ترک محبت کا کر کلام	جو کینہ کر مینے دل مضطر سے نکالا مصرف وقت مرگ ہی یاد تباہیں تھا قضا پھری مرے ہستہ کے گرد ساری ایسی سنے تو میں ہی نہ سمجھا لیا کروں
<b>حیران</b> میر حیدر علی خواجہ تاش جعفر علی حسرت در بہار از دست کسے از ہم گذشت و دے نیز قائل خویش را از ہم گذرانید ۵	
دیکھہ زخمی مجھے اوس کو چھ قاتل والے	ہنسکے کہتے ہیں کہ آ زخم جگر سلوالے
<b>خادم مجسمہ</b>	
<b>خضر مرزا خضر سلطان</b> فرزند ابوظفر بہادر شاہ از مرزا نوشہ تربیت یافتہ ۵	
گالی سے کون خوش ہو مگر حسن انفاق کہتے ہو وہ بھی ہوس پیشہ ہی جیسا تو ہے	جو تیری خوتھی وہ ہی ہر آمد عا ہوا جہد سے اک چہرہ ہوئی شکوہ عدو کا نہوا
<b>خلیل</b> میر دوست علی خلف سید جمال علی از رفقا و مرزا نادری شاہ پوری شیر در لکھنؤ می بود با خواجہ آتش نسبت تلمذ داشت دیوانے از دست ۵	
میرے دل میں اگر آپ آئیے گا جا سجان عاشقونین نام جدائی کا نہ لو	داغ کی طرح سے رجائے گا موت کا ذکر نہیں کرتے ہیں بیمار و غنیم
<b>خلیل</b> شرف الدولہ محمد ابراہیم خان بہادر وزیر محمد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ کشمیری موطن لکھنؤی مسکن بود در ہنگام شورش ہند کشتہ شد اکتساب سخن از نواب عاشور علی خان کردہ ۵	
روح قالب سے یہ کس کس نکلی	دل کسی اور ہے بسلا نیگا

# وال مہملہ

داع نواب مرزا خان خلف نواب شمس الدین خان بہادر برگزیدہ ترین تلامذہ  
خاقانی ہند شیخ ابراہیم ذوق است و از مشیران خاص فرمانرواے راسخ و پابور  
غائبانہ اتحادی است ہر چند تلامذی صوری صورت نہ بستہ درین نزدیکی گفتار دلیلو  
خویش را فراہم آوردہ گلزار داغ نام دیوانے ترتیب دادہ است بعد طبع کیے نزد  
نامہ گرد آور فرستادہ شوخی کہ در کلام اوست بندہ ندانم کہ امر وز دیگرے را  
دادہ باشند و زبانیکہ اور انجشیدہ اند فی زمانہ ناہیج کے راہی سر نیست بیشتر ازین  
ستایش گفتار وے چہ تو انگفت خیر الکلام باقل و دل فرستم نیست ورنہ از بہر  
کلام او انتخاب میزد و بقلم ہی کشیدم انیکہ می بینی از چند جا برداشتہ ام **ع**

چوڑ دیتے ہیں یہ منہ چوم کے سو فارو  
غضب و ددل بیکڑ کر بیٹھ جانا بیقرار و نکا  
پھپھو لوٹے میرے سینہ پہ عالم سوزار و نکا  
پھر او سپر مبل تانا باے دل امیدوار و نکا  
میرے ہی نام سے تو آئیے گا  
حسرت اوس دیکھ جس دلیں پہ پہنا ہوا  
پہر محبت نکرے گا اگر انسان ہوگا  
خون ہو کر آگیا غم بنگیا ستم ہو گیا  
اتنی سی بات کہہ کے گنگار ہو گیا  
جسوقت آنکھ کھل گئی دیدار ہو گیا

چوس لیتے ہیں مرے زخم زبان پر کمان  
ستم وہ چشم کاخستہ ترستہ چلنا اشار و نکا  
خدا اجانے ہوئی ہیں دفن کیا کیا حشر تیغ  
تراک وعدہ دیدار اور وہ ہی قیامت پر  
لے ہی تو آئیں گے اوسے ہمدم  
ہو کے ظاہر تو کیا عشق نے اک حشر پیا  
کو سا ہوں جو نصیبو کو تو کہتا ہے وہ شوخ  
عشق کیا شوری وہ پیشہ کی کہ دلیں شوق وصل  
اک حرفت آرزو پہ وہ مجھ سی خفا ہوئے  
جسکی بغلیں شکوہ وہ ہوا و سکود کیستے

خدا کریم ہے یوں تو مگر ہے اتنا رشک  
 بتائیں لفظ تمنا کے تکو معنی کیا  
 ہماری نیت یہ تم جو آنا تو چار آنسو گر کرے  
 لئے تو جلتے ہیں چشم دل تمہیں بھی دل سخن بیکر  
 مری تقدیر کی گشتگی سب میں بُری ٹھہری  
 بنا تا ہے وہ ظالم تودہ تیر ستم ہی مری  
 کسی کی شرم آلودہ نگاہوں میں یہ شوخی ہے  
 بہت آنکھیں ہیں فرسواہ چلنا دیکھا ظالم  
 گرہ کیسی لگی تھی کھل پڑی کس راہ میں فتنے  
 حوران خلد بولتی ہیں بڑھ کے بولیاں  
 ملی جو یار کی شوخی سے اسکی بے چینی  
 ڈوب کر سینہ میں اس نگ سے پیکان نکلا  
 نام اوسکا تو مرے دل میں نہاں تھا نہج  
 دل میں لے دے کر رہا تھا ایک قطرہ خون کا  
 بوسہ لیکر دل یا ہی اور پہنا لالہ میں داغ  
 کیا تھا دفن کشتہ کو تمہارے قبلہ و لیکن  
 وہ میر چھڑنا آغاز الفت میں شکایت سے  
 تمہاری رہ گزریں لوگ دیوانہ بنا دیں  
 بزم اغیار کا مذکور ہے میرے آگے  
 ترے دستِ حنائی میں ہی ہے چور  
 وصل میں با سے وہ اتر کے مر ابوالہٹنا

کہ میرے عشق سے پہلے تجھے جمال دیا  
 تمہارے کان میں اک حرفِ ہمنے ڈال دیا  
 ذرا رہی پاس آبرو بھی کہیں ہماری ہنسی نہ کرنا  
 ہمارے پہلو میں بن گیا مگر تمہیں ہی پہلو ہی نہ کرنا  
 حسینوں کے لئے اک حسن ہی برگشتہ تر کا نکلا  
 کہاں اوڑھتا ہے لیکر قبر کو مردہ مسلمان  
 اسے دیکھا اوسے دیکھا ادھر تا کا اوڑھنا  
 کف نازک میں کاٹا چپ بجائے کوئی تر کا نکلا  
 نظر آتا ہے خالی راج گوشہ تیرے دامان کا  
 نیلام ہو رہا ہے تمہارے شہید کا  
 تمام رات دل مضطرب کو پایا گیا  
 دل سے بے ساختہ نکلا کہ وہ ارمان نکلا  
 ہائے کجغت ترے منہ سے یہ کیوں نہ نکلا  
 کچھ نیازِ غم ہوا کچھ صرف مرگان ہو گیا  
 کوئی جانے مفت میں حضرت کو نقصان کیا  
 خدا جانے کہ منہ اوسکا فرشتوں کی کد پر آیا  
 وہ رکھ کر ہاتھ کا نو پیر ترا کہنا کہ بہر پایا  
 کہا مجھ سے ترا دل ہو کسی نے کچھ اگر پایا  
 وہ بھی اسطرح کہ افسوس ہاں تو نہوا  
 کسی کو ہاتھ کا سچا نپایا  
 اسے فلک دیکھ تو یہ کون سے گہرا آیا



وعدہ پر مری اور کئی قیامت کی ہر تکرار  
 جھکی ہی جاتی ہو کچھ خود بخود جیسا وہ آنکھ  
 زائد بڑی کریم ہے پیر معان کی ذات  
 اے شیخ جسکو جو نہ لیلیکا بڑے کا شوق  
 عمر کیونکر نہ بسر کیجے عسافل ہو کر  
 بزم اغیار کا ظاہر ہے اثر آنکھوں پر  
 جانب چرخ اشارہ سے بتایا اوسے  
 ترے بیمار کو آتی نہیں موت  
 حور و ن کا انتظار کرے کون حشر تک  
 خدا ہے کوئی پوچھے حشر میں ہم ہر تکرار گے  
 میخانہ کے قریب تھی مسجد بیلے کو داغ  
 ولین سگائی ہیں قیامت کی شوخیان  
 نہیں ہر غور او نہیں ہی ستم رسید ویکے  
 مجھ کو تباہ چشم مروت نے کر دیا  
 خبر سن کر مرے مریکی وہ بولے رقیبوں سے  
 ملے مجھ سے تو فرمایا تمہیں کو داغ کہتے ہیں  
 اجل کا نام لین تقدیر کو رو میں مجھ کو سیر  
 کس سے وعدہ ہے جو گہرائے ہوئے بہتے ہو  
 چھین لین دلکو اگر وہ تو یہ مجبوری ہے  
 عرصہ حشر میں اللہ کرے گم مجھ کو  
 دیکھنا چھیر سر حشر مرے پاس کر

اور بات ہے اتنی کہ اود ہر کل ہر اد ہر آج  
 گری ہی پڑتی ہو بیمار نا تو ان کی طرح  
 وان سب عبادتین ہیں وضو بے وضو  
 جنت کو میں پسند جنس کم کو تو پسند  
 کہ ملا ہے ہمیں اک قطرہ مے دل ہو کر  
 مہربان آنکھ کی خفت مرے سر آنکھوں پر  
 جب کہا میں نے مرا صبر پڑ گیا کس پر  
 پڑ ہے جائے کوئی بسین کہاں تک  
 مٹی کی بھی ملے تو رہا ہے شباب میں  
 کہ وہاں تم کس پر تے تو کہیں ہم ہر تکرار  
 ہر ایک پوچھتا ہے کہ حضرت اود کہاں  
 دو چار دن رہا تھا کسی کی نگاہ میں  
 وہاں وہ چرخ کو قائم مقام کرتے ہیں  
 لمجائے تو چوراؤں کی سیکی نظر کو میں  
 خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مریو میں  
 تمہیں ہوا ہ کامل میں تمہیں رہتے ہو اکام میں  
 مرے قاتل کا چرچا کیوں ہر سر سو گوار و میں  
 یہ وہ گردش ہے کہ میر بھی مقدر میں نہیں  
 میں کہے جاؤنگا محتاج ہوں مقدر و میں  
 اور بھر و نہ ہونڈے گہرائے ہوئے تم مجھ کو  
 کہتے ہیں کون ہوں میں جانتے ہو تم مجھ کو

دیکھنا پیر مٹان حضرت زاہد تو نہیں  
 عدم سے سب آتے ہیں یاں چار دنگوں  
 تم آئینہ دیکھو تو ہم بھی یہ دیکھیں  
 بھیجی موت کو فرما دکی وہ کیا جانے  
 اوسکی بیدار نہ چوڑی نہیں عالم میں  
 لیکے دل آپ جگر چوڑے گئے سینہ میں  
 گو چپ ہو یہ جیش لب کہہ ہی ہر صفا  
 دلیں قاتل کے رکاوٹ ہو تو ہو  
 رنج روشن کے آگے شمع رکھو وہ دیکھتی ہیز  
 یار کا پاس نزاکت دل نا شا د ہے  
 باہم اک وعدہ فردا پہ نوشتہ ہو جائے  
 تاثیر ہوئی ہے کس نظر کی  
 تلوار مجھی کو ہے مری آہ  
 یہ بھی احسان ہے جو وعدے ہوں  
 بڑا مزاج ہو جو محشر میں ہم کرین شکوہ  
 ملے تو حشر میں لے لون زبان ناصح کی  
 ایک تو حسن بلا اوس پہ بناوٹ آفت  
 حشر میں لطف ہو جیوانے ہوں درد و تپان  
 خوشنوائی نے رکھا ہکو اسیر صیاد  
 شرکت غم بھی نہیں چاہتی غیرت میری  
 گئے ہیں اور یہ کہتے گئے ہیں

کوئی بیٹھا نظر آتا ہے پس غم مجھ کو  
 نہیں ہوتی منظور نصرت زیادہ  
 کہ ہے کونسا خوبصورت زیادہ  
 منہ سے شیریں کے ابھی دودھ کی لہرائی  
 نالے گھبرائے ہوئے پھر تے میں دیو سے  
 اک رقم یاد رہی ایک رقم بھول گئے  
 قاصد کے منہ میں بھرتی ہر شوقی جوابی  
 خنجر اپنے دم سے اچھا چاہئے  
 اور ہر جاتا ہے دیکھیں یاد ہر پر لڑنا ہے  
 نالہ زکنا ہوا تہمتی ہوئی فریاد رہے  
 کہ مری سہو کی عادت ہی مجھ یاد رہے  
 وہ آنکھ نہیں ہے ناسہ بر کی  
 وہ بھی ظالم تری کسر کی  
 دوسرے تیرے قیامت کے  
 وہ منتوں سے کہے چپے ہو خدا کے لئے  
 عجیب چیز ہے یہ طول مدعا کے لئے  
 گھر گاڑین گے ہزاروں کئے سنور نیوالے  
 وہ کہیں کون ہو تم ہم کہیں مرنیوالے  
 ہم سے اچھے رہے صدقے میں اتر نیوالے  
 غیر کی ہو کے رہے یا شب فرقت میری  
 ہسل جاؤ گے اپنے ہم نشین سے

نہیں آتا تجھے گراے تمنا  
وقت نظارہ کی کشش حسن نے کمی  
طرز قدسی میں کہی شیوہ انسانین کہی  
دلین بے لطف رہی خار تمنا کی غاش  
زبان دے نہ عدد کو کہ یہ تو وہ شمع ہے  
چھین لین حشر کے دن تھے نہ حورین نہ بکھو  
مرگ دشمن کی دعا مانگ کہے پچھتا یا ہون  
حسن مجسم رہا کہ عشق رہا  
قتل پر اپنے باندہ دیتے ہم  
سال معلوم ہے قیامت کا  
پیغامبر کی بات پر آپس میں رنج کیا  
وقت خرام ناز و کما دو جہد اجدا  
فرصت کہ ان کہ ہم سے کسی وقت تو ملے

نکلنا سیکھ لے جان حزن سے  
آنکھوں کو لیکے ساتھ میں میری نظر کمی  
ہم ہی اک چہرے تھے اس عالم کا نہیں کہی  
نوک بنگر نہ پایہ کسی شکر گان میں کہی  
ترے دہن میں رہے یا مرے دہن میں ہے  
اونکو حسرت ہے کہ یہ بھکولے ہم میں ہے  
کہیں ایسا نہ وہ غیر کے ماتم میں ہے  
غیب کی کچھ خبر نہیں آتی  
ہاتھ اونکی کس نہین آتی  
بات کہنے میں پر نہین آتی  
میری زبان کی ہے نہ تمہاری زبان کی ہے  
یہ چال حشر کی یہ روش سماں کی ہے  
دن غیر کا ہے رات ترے پاس آنی ہے

ورد خواجہ میر دہلوی رح بن خواجہ ناصر عندلیب شخلص رح سلسلہ نسب پاکش  
در فقہ امام الطریقۃ خواجہ خواجگان بہاد الدین المعروف بہ نقشبند رضی اللہ عنہ  
می رسد و در امر انوار طہر خان کہ بعد سعادت مہد جاگیر بادشاہ از ناموران  
بودہ است میر درد علیہ الرحمۃ در فنون سپاہگری دستگاہے بلند و در موسیقی  
ہمارتے شایستہ داشتند تا ادا دل حق منزل بسوے فقر کشید پیوند ارادت با پدر  
پاک گوہر خویش درست کردند و پس از تکمیل تنہونی سلک نقشبندیہ برگرفتند  
از اکابر اولیاء بودہ اند و اجلۃ اتقیا علاوہ این کمالات در سخنوری نیز از استادانند  
زبانے شستہ دارند و بیانے دلربا و کلام ایشانرا قبولے خاص است نزد

## اساتذہ سوداگوں پر ۵

مین کیا کمون کہ کون ہوں سودا قبول در  
 جو کچھ کہ ہوں سو ہوں غرض آفت رسیدہ ہوں  
 از تالیفات ایشانست نالہ درد و آہ سر و درد دل و شمع محفل و ایشان زاد و نالہ است  
 یکے در پارسی دیگرے در ریختہ ۵

سینہ و دل حسرتوں سے چھا گیا  
 قتل عاشق کسی مشوق سے کچھ دور نہ تھا  
 بے کوتاہی اجل کی طرف سے ہر ذرہ مین  
 پھرتی ہے خاک سیری صبا در بدر لئے  
 بارے مجھے بتا تو سہی کیا سبب ہوا  
 فلک سمجھ تو سہی ہم سے اور گلو گیری  
 اپنے بندہ پہ جو کچھ چاہو سو بیدار کرو  
 کاش تا شمع نہ نونا گذر پر روانہ  
 کہو ہنسنا کبھی رونا کہو حیران ہو رہنا  
 دل بھی تیرے ہی ڈنگ سیکھا ہے  
 اگلے معانفہ کو اگر کیجئے معاف  
 تیری گلی مین مین نہ چلوں اور صبا چلے  
 روندے ہر مثل نقش قدم خلق یاں مجھ

بس ہجوم یاس جی گھر گیا  
 پر ترے عہد سے آگے تو یہ دستور تھا  
 اک عمر سے اسیر ہوں زلف دراز کا  
 اسے چشم اشکبار یہ کیا تجھ کو ہو گیا  
 پھر مجھ پہ مہربان ہوا تو غضب ہوا  
 یہ ایک جیب ہے سونار تار رکتے ہیں  
 یہ نہ آجائے کمین جی مین کہ آزاد کرو  
 تم نے کیا تھر کیا بال و پر پر وانہ  
 محبت کیا پہلے چٹکے کو دیوانہ بناتی ہے  
 آن مین کچھ ہے آن مین کچھ ہے  
 لگجاؤن اب گلے سے مکانات کے لئے  
 یوں ہی خدا جو چاہے تو بندہ کی کیڑے  
 اسے عمر رفتہ چوڑ گئی تو کمان مجھے

دیوانہ رائے سرپ سنگھ ہمیشہ زادہ راجہ مہاراجن در پارسی چار دیوان  
 دار دازانجا کہ از مشاہیر اہل فکرت است و استاد حدید علی حیران و جعفر علی  
 حسرت این دو بیت از نو ہشتہ آمد ۵

جان پر آہنی ہدم میری خاموشی سے  
 بات کچھ بن نہیں آتی ہر بابا ظہار بغیر

دل ہی کی تیری تیغ کے آگے سے ٹل جائے  
رستم کا کلب بگڑی کہ زبرہ پگھل نہ جائے

## ذال مجسمہ

**ذوق** شیخ محمد ابراہیم دہلوی المخاطب بہ خاقانی ہند اوستاد ابو ظفر بہادر شاہ  
دہلیہ شاہ نقیر دہلوی صاحب قوت فکر خدا داد است بر جمیع اصنان سخن قدر تے  
کہ اور است در ریختہ سرایان نتوان یافت گفتارش در پاکی زبان و بلند بی معنی  
و شوخی اشارت و کرسی نشینی ترکیب و بست قافیہ و نشست ردیف طراز کیتانی دارد  
از نائیدہ نغز لعلی اولاحقی معلوم و از خوان نادرہ سنجی اور انصیبہ سفروض زبانش را  
پاکیزگی غاشیہ بردوشش بیانش را شایستگی گرد راہ جامہ و سہ جگر کا و چکا مرادش  
دلخراش رباعیات و سہ ناخن بدل زن مقطع اش شور انگیز ۷

کام جنت میں ہی کیا ہم سے گنگار و نکا  
تم وقت پر آہو پیچے نہیں ہو ہی چکا تھا  
جو مانگا تو کہا آنکھیں نکال کے کیسا  
اب آہ آنشیں سے بھی دل مر د ہو گیا  
نشتہ کا نام سنتے ہی منہ زرد ہو گیا  
موت کے جی میں مگر یہ نہ بچان لینے لگا  
رنگ میرے دلیں کیا کیا چٹکیاں لہجے لگا  
مجھ سے یہ کہہ دن کے بدلتے آسمان لینے لگا  
واقعی مجھ سے بھی یہ شوریدہ سر اچھا ہوا  
یہ ادھر صدقہ دیا تو نے او دھر اچھا ہوا

ہم بین اور سایہ تر کے کوچہ کی دیوار و نکا  
میں بھر میں مرنیکے قرین ہو ہی چکا تھا  
بغل سے لینگے دکنو نکا لکڑہ صدیج  
اس سے تو آج وہ بیدر د ہو گیا  
سینہ میں بواہوس کے بھی تھا آبلہ مگر  
نیچے جب مول وہ بانکا جو ان لینے لگا  
تیر چٹکی میں لیا اوس نے پی جان عدو  
بھکو ہر شب بھر کی ہونے لگی جون و زحشر  
سکے مجھوں نے مرے شور جنو نکو یوں کہا  
مجھ کو صدقہ کر اگر ہے بد مزہ تیر مزاج

ذوق کے مریکی سکر پیلے تو کچھ سرک گئے  
 حبش جان تظر ہو ٹوٹ پیہر وہ شوخ کب آیا  
 تامل کبھیو ذوق تپیدن دیکھے کیا ہو  
 لگائی زلف کو شانے جب لونگی چکارا دل  
 ترے ڈر سے نہ آیا پاس کی نیچا لون کے  
 کہے ہے خجھر قاتل سے یوں گلو میرا  
 نہوا آب شہادت سے گلو تر نہوا  
 اوس نے جب مال بہت رد و بدل میں آیا  
 ساتھ اونسکے ہیں ہم سایہ کی مانند ویکو  
 دل مانگنا مفت اور یہ پھر اوسپہ تقاضا  
 یوں لائے وان سے ہم دل صد پارہ و نہو  
 چشم و نگہ کو تیری بدنام کیوں کریگا  
 کرے ہے شرع کا پاس نک مدام شرب  
 فرقت کی رات جی چکے ہم تار زمان صبح  
 ریش سپید شیخ میں ہے ظلمت فریب  
 ٹھہری ہوا دیکھے آنکی یان کلچ جاصلان  
 کچھ نہیں حرف دل نہیں تہاں کی تکی تہنگ ہو کر  
 خوب روئے آج ہم سنان یا مونچ بیکر  
 کہا پتنگ نے یہ دار شمع پر چڑھ کر  
 تو نے گل کو سر پر کہا جہن میں توڑ کر  
 رہ کھے کون ہر قربان مری اس جتو نہر

پھر کہا تو یہ کہا منہ پھیر کر ایسا ہوا  
 اگر چلم میں ہی آیا تو ہم جانیں گے آیا  
 کہ اب تک ذبح کر نیکا نہیں قاتل کوڈ آیا  
 یہ گستاخی ہمارہ تو سی اے بے ادب آیا  
 مگر رونا کبھی چوری سے بعد از نیم شب آیا  
 کمی جو مجھ سے کرے تو پئے لہو میرا  
 مستعد جب وہ ہوا مائے تو خجھر نہوا  
 ہم نے دل اپنا اوٹھا اپنی بغلیں مارا  
 اسپر ہی جدا ہیں کہ لپٹنا نہیں آتا  
 کچھ قرض تو بندہ یہ تمہارا نہیں آتا  
 دیکھا جہان پڑا کوئی ٹکڑا اوٹھالیا  
 مرگ و فضا کو تیرا عاشق نہ لے مر گیا  
 حرام ہے نہیں لیکن نک حرام شرب  
 ہوگی اذان گورہاری اذان صبح  
 اس مکر چاندنی پیکر ناگسان صبح  
 اے جان برب آمدہ اب تیری کیا صلاح  
 نکلا آیا جوارہ انکھوں کی دل میں مٹھا خدنگ ہو کر  
 یاد آیا بکھو مجنون بید مجنون دیکھ کر  
 عجب مزا ہے جو مرے کیسے سر چڑھ کر  
 میں بھی حاضر ہوں کہا غنچہ نے یہ منہ پور کر  
 میں کہوں میں تو کہے میں کے چھری گرد پزیر

بانی نیتج عشق سے جسے کہیں پہناہ  
 ترے خرام کے پیرو میں جتنے ہیں فتنے  
 ترے قاتل بتاتے نہیں تجھے قتال  
 ساقی لڑائیوں سے تری چاہتا ہوں  
 نازک کلامیان میری توڑیں ہر کلام  
 نہ چوڑا تار دشت نے ہماری جینے لائیں  
 تو کہے غنچہ کہ اول لب پہ دھری خوب نہیں  
 ہم اپنے جذبہ دل کے اثر کو دیکھتے ہیں  
 خطا پڑھ کے اور بھی وہ ہوا بیچ و تاب میں  
 اسیر درد و غم میں ہوں لیکن جان لب میں ہوں  
 جو مانگوں موت دروچہ جو چھو گونہیں یہاں  
 سینہ و دل یہ مرے زخم جگر بہتے ہیں  
 مر گئے پر بھی تغافل ہی رہا آنے میں  
 جس جگہ بیٹھے ہیں بادیدہ غم اوٹے ہیں  
 رکھ لکڑی بس اب اسے چرخ نہ اتنا ہلکو  
 جتنے عاشق ہیں ہم ایک کا ہے ایک عزیز  
 باعث رشک ہوا خون ہمارا ہلکو  
 اسپہ مرتے ہیں کہ کیوں غیر کو تو نے مارا  
 اک حلاوت ہر عدوتیں ہی اوس ظالم کی  
 تو ہنسی سے نہ یہ کہہ مرتے ہیں ہم بھی ہیر  
 کہانے پینے کی قسم کہانی ہی تجھ میں ہم نے

قرب حرم میں ہی ہیں تو قربانیوں میں ہم  
 قدم سب ان کے رقتہ خرام لیتے ہیں  
 جب اونسے پوچھو اجل ہی کا نام یہی ہیں  
 باہم لڑا کے شیشہ و ساغر کو توڑ دوں  
 میں وہ بلا ہوں شیشہ سے تھر کو توڑ دوں  
 مگر تار نفس سیدہ میں سمجھو یا گریبا نہیں  
 چپ کہ منہ چھوٹا سا اور بات بڑی خوب نہیں  
 وہ پہلے نرم میں دیکھیں کہ ہر کوئی چھوٹا ہیں  
 کیا جانے لکھد یا اوسے کیا اضطراب میں  
 اور اوسے لب تلک جیتا ہوں میں کوئی عجب نہیں  
 کہ نام عشق ہوں اور اس قدر حسرتا طلب نہیں  
 سنسنے دو چار گرو بہتے ہی گھر بستے ہیں  
 بیوفا پوچھے ہے کیا دیر ہے لیجائے میں  
 آج کس شخص کا منہ دیکھئے ہم اوٹے ہیں  
 ہم نے جانا کہ کیا خاک سے پیدا ہلکو  
 شمع سے چاہتے ہے خون کا دعویٰ ہلکو  
 تجھ میں دیکھے ہے غش جسے کہ دیکھا ہلکو  
 وہ نصیب اوسکو ہوئی تھی جو تمنا ہلکو  
 کہ اگر زہر بھی دیتا ہے تو میٹھا ہلکو  
 مار ہی ڈالے گا بس رشک ہمارا ہلکو  
 ورنہ ہے زہر تو ہر طرح گوارا ہلکو

ہم تبرک بین بس اب کر لے زیارت مجنون  
 لیسک اذان ناقوس جرس باخندہ قلقل نالہ  
 دن کٹا جائیے اب رات کہ بہ کاٹنے کو  
 نکالوں کسطح سینہ سے اپنے تیر جانان کو  
 تم مسی ٹکڑہ غرقہ سے نکالا منہ کرو  
 عبت تم اپنا رکاوٹ سے منہ نہاتے ہو  
 اسے دوش وقت نالہ کے رکھلے جگر پہ ہاتھ  
 جنون کی حبیب ری پرین خوب چلتی ہاتھ  
 اوٹھ چکا وہ ناقون جو رہ گیا  
 ترے کوچہ کو وہ بیمار غم دار الشفا سمجھے  
 ہر اک گردش میں سواندا زنا رفتہ زائچھے  
 گاہ ہجوم یاس میں ہر دل گاہ ہجوم حسرتیں  
 لیتے ہی دل جو عاشق دلسوز کا چلے  
 اسے غم مجھ تمام شب بھر میں نہ کھسا  
 لیجائیں میرے کشتہ کو جنت میں بھی اگر  
 اباد نکوشش جنت میں بہت دریا لگاتے ہیں  
 رخصت ای زندان بنون بخیر دیکھ کا ہے  
 سر بوقت فرج اپنا اسکے زیر پائے ہے  
 بلے استنا کہ وہ یان آئے آتے رہ گئے  
 حاضر ہیں مرے توسن و حشت کی جلو میں  
 کھلتا نہیں دل نہ ہی رہتا ہی ہمیشہ

سر پہ پھرتا سچ لئے آبلہ باسکوں  
 دل کہنے میں ہان کوئی ہو پر ایک نوا کی لکڑی  
 جسے تو پاس نہیں دڑی ہو گھر کا ٹخنہ کو  
 نہ پیکان دلو چھوڑ کر نہ دل جوڑی ہو پیکان  
 اور نہیں گرانے تو جاؤ کا لامنہ کرو  
 وہ آئی لب پہ ہنسی دیکھو مسکراتے ہو  
 ورنہ جگر کو روئیکا تو دہر کے سر پہ ہاتھ  
 سلوک سینہ سے بھی کچھ تو کر لے چلتے ہاتھ  
 دب کے تیرے سایہ دیوار سے  
 اجل کو جو طبیب اور مرگ کو اپنی دوا سمجھے  
 فلک کو ہم کسی کافر کی چشم نہہرہ سا سمجھے  
 ہی ہمسرہ سپاہی پیشہ ہر تاشکرت شکر ہے  
 تم آگ لینے آئے تھے کیا آئے کیا چلے  
 رہنے دے کچھ کہ صبح کا بنی ناشتا چلے  
 پھر پھر کے تیرے گھر کی طرف دیکھنا چلے  
 گرے تھے اشک کے قطرے مگر دو چار دامن سے  
 غمزدہ خار دشت پہر تلوار کھجائے ہے  
 یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے  
 آف رے بیتابی کہ یان تو دم ہی نکلا جا  
 باندھے ہوئے گسار ہی دامن کو کر سے  
 کیا جانے کہ آجائے ہے تو اس میں کہ ہر



بالین یہ کہا میرے ہنگامہ محشر نے  
 الہی کس جگہ کو مارا سمجھ کیے قاتل نے کشتی ہے  
 دل کی معاش غم سے غم کی تلاش ہے  
 ہے تیرے کان زلفِ معنبر لگی ہوئی  
 بیٹھے بھرے ہوئے ہیں خیمِ می کی طرح ہم  
 کرتی ہے زیرِ برقع فانوس تاک جھانک  
 اسے ذوقِ دیکھ دخترِ رز کو نہ منہ لگا  
 پھینکے ہر ایک جنبشِ مژگان میں وہ پری  
 لڑتے ہیں گن نصیب سے گا ہر فلک ہی جم  
 رہے جو نیشہ ساعت وہ مکدرِ دونوں  
 ہائے رے حسرت دیدارِ میری ہائے کوہی  
 نہیں جز شمعِ مجاور میرے بالین مزار  
 دل سے کچھ کہتا ہوں میں مجھے ہر کچھ کہتا  
 تو جو آجائے تو اسے درِ محبت کی دوا  
 کبھی افسوس ہے آتا کبھی رونا آتا  
 بھولانہ مجھے قتل گہ عام میں قاتل  
 مڑے جو مرنیکے عاشق بیان کہہ کر تے  
 غرض تھی کیا ترے تیر و نکو آبِ پیکان سے  
 دروازہ میکہ کا نکر بندِ محبت  
 پھنچا ہے شب کند لگا کر وہاں رقیب  
 ساقیا عید ہے لا باوہ سے مینا بہر کے

لو اوٹھو کہین حضرت کیا دیر لگائی ہے  
 کہ آج کو چہ میں اس کے شورِ باجی و زنب قتلگانی ہے  
 ڈرتا ہوں دل سے میں کہ بڑا بد معاش ہے  
 رکھے گی یہ نہ بال برابر لگی ہوئی  
 پر کیا کر میں کہ مجھ سے منہ پر لگی ہوئی  
 پروانہ سے ہے شمع مقرر لگی ہوئی  
 چھٹی نہیں ہر منہ سے یہ کافر لگی ہوئی  
 اس اپنے ناتوان کو پرے کوہِ قاف سے  
 فرقت کی رات کم نہیں روزِ مصاف سے  
 کبھی مل ہی گئے دو دل جو کدورت والے  
 لکھتے ہیں ہائے دو چشمی سے کتاب والے  
 نہیں جز کثرتِ پروانہ زیارت والے  
 دونوں اک عالمین میں بیخِ مصیبت والے  
 میرے ہمدرد ہوں بیدارِ نصیحت والے  
 دل بیمار کے ہیں دو ہی عیادت والے  
 اللہ سے ترا حافظہ کیا یادِ غضب ہے  
 مسیح و خضر ہی مرنے کی آرزو کرتے  
 مگر زیارتِ دل کیونکہ بے وضو کرتے  
 ظالمِ خدا سے ڈر کہ درِ توبہ باز ہے  
 سچ ہے حرامِ زادے کی رستی دراز ہے  
 کہے آشامِ پیاسے میں مینا بہر کے

نہیں مژگانِ برخونِ خارِ غم تو دل نشین  
 ہم تم سار و اپنا سیکو نہیں پاتے  
 کیون ہم نے دیادل تجھے اور سنگدل اپنا  
 کھول دے آنکھیں دمِ زنجِ ند کیوں گاتجھے  
 جب میں دنیا سے چلا سر پہ یہ بھولی حشر  
 دور کر بالوں کو سر پر سے کسے ہے لیلی  
 میں تو اوان آنکھوں کی گردش کا بلا گوان بگو  
 جو پاس مہر و محبت کین یہاں بکشا  
 الہی کان میں کیا اوس صحنہ نے پہونکد یا  
 وبالِ دوش ہے اوس ناتوان کو سر لیکن  
 رہے ہے ہول کہ برہم نہومزاج کین  
 جو دل قمار خانہ میں بت سے لگا چکے  
 نہ ہر اب بھی ہے بادہ تو کر لینگے نوش جان  
 باز آیا دیکھنے سے نہ آتشِ خون کے دل  
 زبان پیدا کروں جو کیا سینہ میں بگاڑ  
 فلک کیا فتنہ سازی میں ہو ہر چشمِ فتنہ  
 ایسا نہو کہ آتے ہی آتے جوابِ خط  
 اے شمعِ تیری عمر طبعی ہے ایک رات  
 فلک تو ٹیڑھ ہو کر صبح سے ناشا چلتا ہی  
 چلا پہلو سے اوٹھکر جبکہ وہ آرام جانِ دل  
 کون وقت اے وا گذر اجمی کو گھبراتے ہیں

جنوں یہ نہ شتر کیسے کین ڈوب کین نکلے  
 تم پاتے ہو ہکو تو چھری کو نہیں پاتے  
 کبھت ہم اوس سخت گڑی کو نہیں پاتے  
 پر چھری اپنی میں گرد نہ تو دیکھوں چلتی  
 تو اکیلا نہیں ہمہ تر سے میں ہوں چلتی  
 پر نہیں کان پہ جنوں کے ذرا جون چلتی  
 کہ نہیں تیری ہی وان گردش گردن چلتی  
 تو ہم بھی لیتے کسی اپنے مہربان کے لئے  
 کہ ہاتھ رکھتے ہیں کانوں پہ سب اذان کے لئے  
 لگا رکھا ہے ترے خنجر و سنان کے لئے  
 بجائے ہول دل اونسے مزا جہان کے لئے  
 وہ کعبتین چوڑ کے کعبہ کو جا چکے  
 ساقی بیالہ منہ سے ہم اب تو لگا چکے  
 سو بار آبلے اسے آنکھیں دکھا چکے  
 دین کا ذکر کیا یاں سری غائب ہو گیا ہے  
 گرا تھا یہ بھی اُنک سر ملو دوسکی ترکان  
 قاصد جوابِ زندگی ستار دے  
 ہنسکر گذار یا اسے رو کر گذار دے  
 مگر سید ہی نظر سے تیری اپنا کام چلتا ہی  
 کہا آرام نے مجھے کہ لو آرام چلتا ہے  
 موت پڑتی ہی اجل کو یا تھا آتے ہوئے

کہہ ہوتی آدمیت اگر ہوتے آدمی  
 سر تو بے تن پر مرے تیغ غم کی واسطے  
 کیا تابی لعل جو برق لاگ رکھے  
 ہوس میں کعبہ کی کیون شیخ تجا نہ مگر کہ  
 کوئی کمر کو تری ہو اگر کمر تو کہے  
 گریخ کا بوسہ دیتے نہیں لب کا دیخے  
 تم دو گہری کو آؤ تو میں لب پہ جان کو  
 کہتے ہیں آج ذوق جہان سے گزر گیا  
 عزیز ذائقہ لیلیٰ کے دیکھو گئے شہر غم سے  
 ذکر کچھ چاک جگر سینہ کا سن سن اپنے  
 آج تمنا غفلتانی سے بین گم رہتے  
 اب تو کہہ کہ یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے  
 مری طاحت سے اب تو حقیقت بھی مار کر رہی ہے  
 اگر اوٹے تو آزر دہ جویشے تو خطا بیٹھے  
 باقی ہے شیخ کو ابھی حسرت گناہ کی  
 جو کہو گے تم کہیں گے ہم ہی مان یوں ہی  
 ہم تو نئے دلو جذبہ لے کہیں گے جائیں گے  
 جاے ہے زیر غفلان ترے دیوانو کی  
 قسمت برگشتہ دیکھو انکہ کی تھی ادھر  
 سنگھ تو نے رو کا سبکو میرے پاس آنے سے  
 جو پوچھے زاہد خشک اپنی دار وین کی بوی

یہ خوب و تو خور ہوئے یا برے ہوئے  
 پر لگا رکھتے ہیں وہ جھوٹی قسم کو واسطے  
 دوزخ ہی ہو تو انکی جلیو نہ آگ سے کہ  
 یہاں تو کوئی صورت بھی ہو ان اللہ ہی اللہ  
 کہ آدمی جو کہے بات سوچ کر تو کہے  
 وہ ہی مثل ہے پول نہیں پنکھڑی سی  
 ٹھیرا رکھوں کہ اور ہی یان دو گہری سی  
 کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے  
 اگر مجنون کو بلجائیگی خدمت ساریانی کی  
 کر کے میں مضبوط ہنس نہ کیوں ہوں لڑنے  
 کل کے جو وصل کے عالم میں نظر میں پھرتے  
 مر کے بھی چین نہ پایا تو کہہ رہ جائیں گے  
 مری تو بہ یہ تو بہ تو بہ ہتھنار کرتی ہے  
 لگا یا جی کو اپنے روگ جسے جی لگا بیٹھے  
 کا لا کرے گا منہ بھی جو ڈاڑھی سیاہ کی  
 آپکی یوں ہی خوشی ہر مرہان یوں ہی سی  
 پر بڑے پتھر میں یہ شکل ہے کہیں گے جائیں گے  
 مدون چہاں چکے خاک بیا بانوں کی  
 سو ہی اگر تاسہ ہر گان حیا سے پر کی  
 اجل ہی اگر کہی آئے تو شاید کچھ بنائے  
 اگر ہر ہیز کی پوچھے کہوں پر ہیز گاری سے

## راہِ محملہ

**راحت** مرزا محمود بیگ پورا احمد بیگ روحی الاصل دہلوی مسکن از قلاۃ  
مومن خان سپاہگری وسیلہ معاش اور بوداقت گوشہ انزو پذیرفت ۵

صبر و قرار و تاب و توان رفتہ رفتہ سب غیر و نئے جو اشارے محفل میں ہیں تمہاری اجل پہلے آوے کہ وہ پہلے آوین یہ چاہتا ہوں کہ راز نہان نہ افشا ہوں	آجائیکے کمین سے دل رفتہ گر ملا سمجھیں وہ یا نہ سمجھیں پر یہ غلام سمجھا یہی راہ مدت سے ہم دیکھتے ہیں ترسے دہن سے زیادہ مراد میں بن جائے
--	---

**راغب** شیخ غلام علی از شاگردان مرزا فدوی و میر تقی در ۱۳۳۸ درگزشت  
از تالیفات اوست مثنوی راز و نیاز بندہ دیدہ ام خوش گفتہ است و حسن  
عشق و سبیل نجات و اوراد بوانے ست ۵

حیا کے پردہ میں مارا ہی ایک عالم کو گذرے جو وہ خیال میں تو ناز کی سی ہوا ملین حضرت راسخ ہو کر تو یہ پوچھیں اونکی جناب میں ہم کو تہلکہ و کعبہ و یکسا تھا گل نہ میں کا شش اس جگہ کی ہوانے کیا	شہید میں تو ہوں ان شرمگین نگاہوں کا یہ رنگ ہو کہ پھول ہو جیسے ملا ہوا
--	--

**راغب** احمد حسین برادر زادہ حافظ محمد بخش عرف حافظ مٹو ۵

یارب اسے تو چین دے جھکوندے بند میں نے کہا سر کٹنے میں کیا کیا نہ لطف	جتنا ہے میرے حال یہ دل غمگسار کا کننے لگے آؤ اگر ہے کوئی سر اور
---	--

**راتم** بند رابن نام از سکنا سے متہرایا جان آباد و از شاگردان  
میرزا منظر برج رسوا دوا ۵

کے کیا درد دل ببل گلوں سے یاں تک قبول خاطر کیجے تری جفا کو	اوڑا دیتے ہیں او سکی بات بندسکر تا سب کہیں کہ راقم رحمت تری وفا کو
رحمت رحمت علی از خوشان و شاگردان حضرت صہبائی در پارسى و رنجتہ فکر میکرد از تالیفات اوست نالہ ببل و انتشار حدیقہ رحمت و منشوی شکایت فلک	
طعنہ ابتک بین کہ رخ کی مگر کیا قدر تبیین	میں نے اک روز کہیں کھائی تھی تو کتنی قسم
رشک میر علی اوسط لکمنوی از تلامذہ شیخ ناسخ دیوانے دارد	
وہ زندہ ہوں کہ کروں قرض کر کے میخواری	جو روز جمعہ ہونے کیجئے کی نوین تاریخ
رشکی نواب محمد علیخان خلف الرشید نواب مصطفیٰ خان شیفتہ دہلوی از خوشہ چینان خرم فیض مرزا نوشہ اسد اللہ خان غالب است در ہر دوز بان رنجتہ و پارسى سخن دلکش میگزارد خیال خوش گفتہ است	
مانگی جو اوسنے جان تو غیر وں پہ آہنی کیا کیا بنا کے ہم نے سنایا قیب کو قیس کی دہوم چ رہی ہے مگر ہو گر گون ابتدائے عشق میں نشکی کا حال رات کو بات نہ کی اوس نے سحر تک ہم سے یہ منصب بلند ملا جو کس کو مل گیا وہ وہ کئے ہیں جرم کہ ہم ہونگے اور سے	حالانکہ اک ہنسی تھی فقط امتحان نہما مضمون تیرے نامہ الفت طراز کا عشق اس سے سوا نہیں ہوتا رحم آتا ہے مجھے او سکی جوانی دیکھ کر اور جو کچھ کہ ہوا قابلِ اظہار نہیں ہر مدعی کے واسطے دار و رس کہان کیا کیا امید واری تعذیر کر چکے
رفعت مرزا پیار سے دہلوی از دو دمان امیر تیمور گورگانی ست و شاگرد عبدالرحمان خان احسان و مولوی صہبائی	
ہم خوش تھے کہ محشر میں تو دیکھیں گے وہ دیدار کچھ آنکھ کا گیا نہ کیا کچھ خیال کا	لیکن یہ قیامت ہی کہ محشر نہیں ہوتا مارا گیا دل اور یہی بے قصور تھا

میں ایک وہ بھی کہ تم ہی ہو اور کون از دنیا ماتے پانی ہی چوائے کونہ آیا دم نہ	اور ایک ہم ہیں کہ منہ تکتے ہیں نہ مانہ کا کوئی جز گریہ حسرت تو ہے بیمار کے پاس مر گئے ہم اتنے ہی احسان میں
---	--

مر مر مر زافع الملک بہادر ولیعہد ابو ظفر سراج الدین بہادر شاہ واز تماندہ  
ذوق دہلوی ست ۵

آئیں تو اسکو دیکھ کے ہوتی ہیں تیرا کیا قتل ظالم نے کس کس ادا سے	بن دیکھے دل تڑپنے لگا اسکو کیا ہوا ملا مجھ کو قسمت سے جلا دیا میرا کیا ہے ہوا ہوا ہوا
--	---

سرخ میر محمد نصیر محمدی خلف میر کلونیرہ و سجادہ نشین خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ  
در موسیقی دستگاہی داشت و ریاضی نیکو میدانست و شعر نیک می شناخت  
مومن خان کہ بادے نسبت خویشی و دامادی داشت در تاریخ و نبات اوح  
قطعہ گفت ۵

شیخ زمان شہزاد ہر روز بی سال و نفا گفت بہ مومن ملک خواجہ محمد نصیر	فکر بلندم رہ جنت ما و اگر نت در قدم ناصر و در دنگو جا گرفت
---	---

این بیت اور است ۵  
دل بہ جیکے لئے پہلو میں تپان رہتا ہر  
یون سنا ہے کلاو سے ہی خفقان رہتا ہے

رند سید محمد خان خلف نواب سراج الدولہ غیاث الدین محمد خان نیشاپوری  
از باشندگان فیض آباد در لکنو طرح اقامت انگلند از شاگردان خواجہ آتش  
بود و تادیوان دارد ۵

رخ کو پوشیدہ عبت ماہ لقا کرتے ہیں دل نہیں دیتا میں اس واسطے آزر دہ	اچھی صورت کو چھپاتے ہیں بڑا کرتے ہیں روٹھے جاتے ہوا سی بات پر آؤ آؤ
---	--

نگہ پاس کر کیوں تو یہ کہتا ہر وہ شوخ  
پھر بڑی آنکھ سے اس نے مجھے دیکھا دیکھا  
**ریزنگین** سعادت یا رخاں دہلوی تو رانی الاصل پورٹھما سپ بیک خان بان  
ریختی ایجاد اوست سیاحتاً کردہ و مرحلہ ہا پیو دہ بود کلام خویش فراہم آورد  
نورتن نام کردہ در جادی الثانی ۱۲۵۸ھ ہشتاد سالہ در گزشت در گشتنجا  
می آرد از غرائب امور آنکہ میگفت درین سال رخت بعدم آباد میکشم چون سبب  
پرسید نگفت سالہاست کہ بیخواست مصرع تاریخ فوت خود بر زبان آورده  
کہ درین سال ازان جہانے شدن من خبر میدہد و قصہ شاہ حاتم کہ او شاد  
او بود نقل کرد کہ ہم برین منط ایشان را اتفاق افتاد خلاصہ ہیچمان دیدہ شد  
انتهی اوراست ۷

کر اپنے دل میں تو نصاف میں ہوتا ہو تو کیا  
کلمے میں ڈال کر باہین منا تا تیرا یا دایا  
قسم ہر ایک عالم کو رولادیتا ہے اسی رزنگین  
وہ اوسکی جھٹکیاں کہ اگر تر مجھو ہو جانا  
جو پوچھتا ہوں تغافل سے کیوں جلاتے ہو  
تو وہ کہے ہر تجھے جانکر جلاتا ہوں  
اوس میں چھپ کے دیکھ لو برا وہ غیر کو دیکھے  
بہلا یوں دیکھنا دیکھو تو دیکھا جاتے مجھے

**روشن** روشن شاہ مولدش بریلی سکنش میرٹھ ۷  
دیکھ کے مجھ کو منہ کو چپا یا اور حیا کا نام کیا  
واہرے قیری دانشمندی آئین ہی کا کیا  
آئینہ نہیں ذرا ٹھہر تو نا دیکھ لین اوسکو  
اقرار یہ ٹھہرا ہے دم باز پسین سے

## زار مجھ

زار حافظ امام بخش نابینا از باشندگان تحانیس پارسی آگاہ بود و با موسیقی  
آشنا اعمال کارگر میدانت ۷

آشنا ہوتی ہے اوس سے جو دشنام تو ہم  
 دلیں کہتے ہیں کہ دشنام ہمیں کیوں نہ ہو  
 زکی شیخ مہدی علی مراد آبادی خلف شیخ کرامت علی خطاب ملک الشعر از  
 واجد علی شاہ داشت رسمی آگہی از علماء فرنگی محل اندوختہ از فن تاریخ خیلہ آگاہ بود  
 دیوانے دارد

دشت ہے آشکار ز لہجہ کے حال سے  
 ترک ملاقات کی پوچھو نہ بات  
 دہوم دیوانے اوڑاتے ہیں پر زانو کی  
 گاہے غم فراق کبھی آرزوئے وصل  
 آنکھیں بیان کرتی ہیں افسانہ خواب کا  
 ہم سے نہ ملنا اوسے منظور تھا  
 شمع محفل کو لگا دیتے ہیں پروانے پر  
 کیا ہوئے دا لگی جو کبھی دل لگا رہے

## سین محلہ

سالک مرزا قربان علی بیگ خلف نواب مرزا عالم بیگ اقل روزگار سے  
 استفادہ از والا خدمت مومن خان ستفید و بیشتر زمانے باستفاضہ تربیت  
 از غیر عرفی و فخر طالب مرزا غالب ستفیض بودہ حیدر آبادی مولد دہلوی  
 مسکن است امروز در حیدر آباد است درین نزدیکی دو تاقصیدہ در یارسی  
 زبان یکے در مدحت پدر والا گزنامہ گرد آور و دیگر دستایش والیہ این ریاست  
 دام اقبالما فرستادہ بندہ ہم مطالعہ کردم خوش سنجیدہ است اورا دیوانے است  
 ہنجاہ سالک نام دارد

بتوں کی بزم کہ کوئی نہیں جہان اپنا  
 تم غیر کے ہوئے تور با کیا جہان بین  
 جان یوں سہل دی فرمادے عاشق ہو کر  
 خدا کو کر کے چلا ہوں نگاہ بان اپنا  
 گویا ہمارے واسطے کچھ ہی بنا تھا  
 پہلے قبائلی بھی اللہ عطا کرتا تھا



کیل ہر بات میں ہے فتنہ محشر ہونا  
تیز چلتی ہے سخت جانوں پر  
رہی آشنائی فقط نام کی  
نیند اوڑنے سے بڑا لطف شب وصل علی  
میرا ہوا شیانہ اور آداب جلا ہوا  
کیا کیا سزا ملی ہے مجھے وصل کے عوض  
میں نکلتا تری محفل سے اکیلا رکاش  
ساکھ جو کوئی عشق میں مجھ کو برا کہے  
مایوس و ناامید ہیں کیا مدعا سے ہم  
کاش اے سپہر تجھے ہی کہتے تو سہل تھیں  
فرط نشاط وصل سے بڑر کہ مر جائیں  
آخر تو لائینگے کوئی آفت فغان سے ہم  
تم آگئے تو ہوش کمان میزبان ہو کون  
چپ چپ بڑے ہوئے تے ابھی خانقاہ میں  
ترے کوچہ کی مجھ پر راہ ہے تنگ  
ہوتی ہر دم فزاکت میں لڑائی کیا کیا  
یہ بھی قسمت کہ ہوا نام ہمارا سا لک  
کہنے کا غیر کے تو کیوں یقین نہیں  
طلب وصل یہ کہتے ہو بہ تکرار نہیں  
پھرتے ہیں داد خواہ ترے شرمین خراب  
شکر کیجے مگر افسردہ سے ہو کر کیجے

اور ابھی سیکھتے ہیں آپ سگر ہونا  
دم نہ چڑا جائے تیغ قاتل کا  
وہ نام آشنائے زبان رہ گیا  
ہائے پہونچا ہے کہاں شور سلاسل  
مجھ بھی گئی تھی آگ تو بجلی کو کیا ہوا  
میں نے شب فراق کو روز جزا کہا  
غم یہ ہے ساتھ مرے غیر کا ارمان کلا  
تکٹا ہوں منہ کو اور یہ کہنا ہوں دوست  
کہتے ہیں اور کہتے ہیں کس التجا سے ہم  
وہ خواہشیں کہہ رکتے ہیں اوس ہونے والے  
ذکر غم فراق ہے چھڑیں بلا سے ہم  
حجت تمام کرتے ہیں آج آسمان سے ہم  
آج آپ اپنے گھر میں ہیں کچھ میھاں ہم  
کچھ کچھ لکے ہیں بہت پیر مغناں سے ہم  
کہ آنا ہے نگاہ پاسبان میں  
سرمایار جواز نو پہ وہ دہر لیتے ہیں  
بے نقط ہی وہ سناٹے میں اگر لیتے ہیں  
پر تیری آنکھ راز کی تیری امین نہیں  
خوش ہوں دو یقینین اثبات ہر انکار میں  
تو پوچھتا نہیں تو کوئی پوچھتا نہیں  
تا وہ صورت ہی سے جانے کہ کلا کرتے ہیں

وہ اشارہ کہ تری نرگس فتانین نہیں  
تیر ہیکے تو کمان دار کی تقصیر نہیں  
قتل کو آتے ہیں اور ہاتھ میں شمشیر نہیں  
اجل بنکر ہی کوئی مہربان ہو  
ورنہ اس طرح ہی جو چاہو کو تم مجھ کو  
آسمان شکستہ ستارے کہیں تم مجھ کو  
زندہ گویا کہ نہیں چوڑنیکے تم مجھ کو  
ہم سے تو رات کٹ نہ سکی انتظار کی  
خندہ صبح قیامت ہی سہی  
آگیا کچھ لسا دیا آگے  
اے اہل حشر تم تو نہ کہنا خدا الکی  
ہو نہیں وہ کشتہ کہ پٹیا کرے جلاؤ مجھ  
پیغام موت کا مجھے اب جا بجا سے ہی

مبتذل ہو کے گرفتہ محشر بن جائے  
لاغری سے نظر آتا کہیں پنجر نہیں  
اعتبار نہ ناز ہے کیا کیا اون کو  
وہ دشمن دوست ہو یا آسمان ہو  
شکر کیجیے کہ نہیں تاب تکلم مجھ کو  
اوسکو دیکھو کہ وہ ہر جیسے ہو کر دشمن  
غصہ قاتل کا بڑا یا ہے یہ طعنہ دیکر  
اے خضر اتنے دن تیرے کیوں کمر سربوئے  
کوئی تو بات ہنسی کی نہ کہے  
جان ہی دیکے عشق میں ہوئی خیر  
میان بھی جو وہ ستائے کسی بگینا کو  
ہو نہیں وہ صید کہ رو پارے صیاد مجھ  
آبادہ ستم فلک و یار کہینہ جو

پھر شتاب خان دہوی از تلامذہ مرزا صابر دیوانے وارد ۷

میکدہ کی پہلے جو موجد ہوا تعمیر کا  
تجھ کو ظالم ہی میسر کوئی مجھسا نہوا  
عجب لطف کا ہے یہ نسیان تمہارا  
یہ بھی بڑا ستم ہے کہ ہم پر ستم نہوا  
تو آتے تیغ کھینچ کے اور مجھ میں دم نہوا  
کھلائے آنے کا یہاں اونکے مدعا تجھ کو

ہو غریب رحمت حق وہ عجب انسان تھا  
اوسکو ظالم جو کہا میں نے تو بنکر بولا  
رکسا یا د تم نے مرے بھولنے کو  
ہم لطف سے تو گذرے پتھر اجھا شکا  
لینا ہے امتحان تو اب لے کہ پھر کہیں  
کچھ آج کل مرے دلمیں گذرتے ہیں عیار

سرور رجب علی بیگ فرزند مرزا اصغر علی لکھنوی از شاگردان

نواز شش حسین خان نواز شش دیوانے دارد و فسانہ عجائب از دست ۵

کسی خوشی کمانگی ہنسی کیسا اختلاط | ہکونہ چھپر و تم کہ وہ اب ہم نہیں ہے

سرور اعظم الدولہ نواب میر محمد خان خلف نواب ابوالقاسم خان از تلامذہ

جان بیگ سامی و از امراء دہلی بود دیوانے دارد و تذکرہ از و یادگار از ریختہ

پیشین و پسین دران قلمی نمودہ بہارسی ہم فکر سیکر در شہادہ درگزشت ۵

دیوانے ہم نہیں ہیں کہ فضل بہار میں | کہنے سے ناصحونکے گریبان رفو کوں

غیر لایا اوسے ان بہر تماشاد م نزع | دوستوں سے نہواوہ جو ہوا دشمن سے

سکندر خلیفہ محمد علی مرثیہ گوجابی از تلامذہ محمد شا کر باجی خود را از شب شتر

نجات نداشتہ از وطن بدہلی و از دہلی بہ حیدرآباد رفت و از حیدرآباد بلک عدم

شتافت استخوانش بہر بلا فرستادند ۵

سحر گذرا چمن میں کونسا غور شیر و یار | کہ شبنم گل کے منہ پر اب تلک بانی چھوکتی ہے

سودا مرزا رفیع انجہ حضرت شیفتہ در ترجمہ اش نگاشتہ بندہ را خیلے خوش آمد

بنابرین کلمہ چند نقل برداشتہ نظر افروز از باب مطالعہ باد و ہونہ از بزم فقیر غزلش بہ

از قصیدہ و قصیدہ اش بہ از غزل و اگر کوئی غزلش از اشعار سیر کن مملوست

و قصیدہ از ان خالی زیادہ ازین چہ توان گفت کہ قدما را مانند فصحاے متاخرین

بیرامون خاطر و جاگزین دل نہ لسن بود کہ ہر شعر دلپذیر آید و ہر بیت خاطر نشین لہذا

در کلام اینان رقص و اجل واقع شدہ چہ در قصیدہ و چہ در غزل مع انہما اولون

و الموجدون و الا خاطر بجمیع فنونھا متعذر للمتقدمین و للہ در

من قال العلم للمتأخرین پس بنابرین مقدمات برین بزرگان دار و گیر ز نہار

نہاوار نیست و طعن و تعرض لایق نہ معذرا در اشعار منتخب ایشان باید نگریست کہ در

رقت عالی و مکانت فنیحہ جلوہ ز نور گرفته و بدل علی ذلک ما قال شرف لافاضل

فخر الامثال قدوة المحققین مولانا صدر الدین المتخص بہ آزرده در  
تذکرہ خود کہ بایجاز و اختصار تمام در حال ارباب نظم ریختہ نوشتہ است تحت ترجمہ  
میر تقی المتخص بہ سیر در شرح کلام دے حیث قال پستش اگرچہ اندک پست  
است اما بلندش بسیار بلند مرزا از اقسام شاعری در شنوی فکر معقول نیست  
ایامی رکیکہ بسیار گفتہ و بان شیوہ داشتہ و مضامین دلاویز می یافتہ کلیات  
از دست آورده اند کہ سوداروزی بر آستانہ شیخ علی حزمین رسیدی  
خواندن شعر یافت و بر خواند

ما و کلتیرے سید پنچوڑا زمانہ میں  
تڑپے ہی مرغ قبلہ نا آشیانہ میں  
شیخ فرمود تڑپے ہے چہ معنی دار و گفت اے می تپد شیخ بہ کرم پر دانت و  
بلک الشعر اخطاب فرمود

<p>آدم کا جسم جبکہ عناصر سے مل بنا کونین تک ملی ہی جس دل کی محکومت زبان ہے تکرار میں فاضل شکستہ بالی کی چیمہست باد بہاری کہ میں جو نکمت مگر ہر نا کچھ اپنی چشم کا دستور ہو گیا مباد ہو کوئی ظالم تر اگر بیان گیر یہ تو نہیں کہتا ہوں کہ سچ مچ کرو نہنا جی تک تو دیکے لون کہ جو ہو کار گر کہیں تو نے سودا کے تین قتل کیا کہتے ہیں بوسہ ہنس کر نہ یا اوسنے سوائے دشنام کیفیت چشم اوسکی مجھے یاد ہی سودا</p>	<p>کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا قسمت کہ اک نگہ پر جا اوسکو ڈال آیا کہ جسے دل سے مٹایا خشن ہائی کا پھاڑ کر کپڑے ابھی گھر سے نکل جاؤنگا دی تھی خدا نے آنکھ سونا سور ہو گیا مرے لہو کو تو دامن سے دبو ہو سو ہو جھوٹی ہی تسلی ہو تو جیتا ہی رہو نہیں اے آہ کیا کروں نہیں بکثا اثر کہیں یہ اگر سچ ہے تو ظالم اسے کیا کہتے ہیں سو بھی یہ بب نہ ملا کوئی تو مجبوری میں ساغر کو مرے ہاتھ سے لہو کہ چلا میں</p>
---	---

سودا خدا کے واسطے کر قصہ مختصر  
 پیغامبر نے دیر لگائی تو بے دلی  
 مت پوچھ یہ کہ رات کئی کیونکہ مجھ پر  
 سودا جہان میں آکے کوئی کچھ نہ لے گیا  
 عجب بیدار حسرت پر مری صبا دکر تاپے  
 قاصد کو اپنے ظالم جو کچھ میں دون سجکا  
 ہے قسم سمجھو فلک سے تو جہان تک جا ہے  
 تصویر میں ترے کہیو صبا اور لا ڈالی سے  
 گل جھیکے ہی غیر و نکی طرف بلکہ مٹ بھی  
 سودا تری فریاد سے آنکھوں میں کئی رات  
 سودا کے جو بالین بیاوٹھا شور قیامت  
 بدلاترے ستم کا کوئی تجھ سے کیا کرے  
 اتنا لکھا یو مرے لوح مزار پر  
 سب کے سوتا ہوں یہ کہدین کہ پہنا  
 بیخوابی سے مرنے پر شب بچر میں سودا  
 دشنام تو دینے کی قسم کہائی ہے لیکن  
 ہے پرستی ہر مری باعث آمرزش خلق  
 ایدل یہ کس سے بگڑی کہ آتی ہر فوج شک  
 انصاف کس کو سوچئے اپنا بجز خدا  
 سودا کو جرم عشق سے کرتے ہیں آج قتل  
 خواہ کعبہ میں تجھے خواہ میں تبخانہ میں

اپنی تو نیند اوڑ گئی تیرے فسانہ میں  
 دہڑکے ہی دل کہ یہ نہ کہے رات ہو گئی  
 اس گفتگو سے فائدہ پیارے گزر گئی  
 جاتا ہوں ایک میں دل بجز آرزوئے  
 دکھاتا ہے مجھے اوسکو جسے آزاد کرنا ہر  
 جیتا بچرے تو اجرت ورنہ یہ نہ ہوتا ہر  
 جلوہ حسن اوسے حسرت دیدار مجھے  
 گلے لگ لگ میں روایات تصویر نہالی سے  
 اسے خانہ بر انداز چمن کچھ تو ادھر بھی  
 آئی ہے سحر ہونی کو ظالم کہیں مری بھی  
 خدا ام ادب بولے ابھی آنکھ لگی ہے  
 اپنا ہی تو فریفتہ ہووے خدا کرے  
 یار تک نہ دیکھیا تو کوئی خدا کرے  
 بالین پر مرے شور قیامت اگر آئے  
 اب کہنے کو افسانہ کوئی نوحہ کر آئے  
 جب یکے ہی وہ مجھ کو تو اک جنبش لب ہے  
 تو بہ صد قوم نے کی ہر مری بخوار سے  
 لخت جگر کی نقش کو آگے دہرے ہوئے  
 منصف جو بولے میں سو تجھے ڈر ہوئے  
 پہچانتا ہے تو یہ گندگار کون ہے  
 اتنا سمجھوں ہوں مریا کہیں دیکھا ہر

جس روز کسی اور پہ پیدا کر دے	یہ یاد رہے ہیکو بہت یاد کر دے
<p>سونہ محمد میر ولد میر ضیاء الدین نسبش تا حضرت قطب عالم گجراتی میر سرد بخاری موطن دہلوی مولد بود خط شفیقہ و نستعلیق خوش منی نگاشت در موزن تیر اندازی نیک منی شناخت اشعار بہ طرز مطبوع میخواند در عهد آصف الدلہ بہ کلمنور رفتہ در او اہل تہمت مخلص میکرد ہر گاہ میر تقی در لکھنؤ آمد سونہ تخلص خوش قرار داد ہشتاد سالہ در تلم از جان رفت ۷</p>	
کعبہ بی کا اب قصد یہ گراہ کرے گا	جو تم سے ہو ہو گا وہ اللہ کرے گا
<p>ہم اوس سے ہم سے بگڑ گئی تو خفا ہو مجھ کو رولا دیا</p>	
<p>دے میں ہی کیا ہوں کرو فی میں یہ بنایا منہ کہ بنایا کھینچ کر تیر مار بیٹھے بس لوگ کہتے ہیں مجھے یہ شخص ہے شوق کین مگر جانیکا قاتل نے زالا ڈوب نکالا ہر</p>	
سونہ مولوی عبدالکریم خلف حضرت صہبائی تازی آشنا پارسی آگاہ دیو	سونہ ہے یا شکار ہے کیا ہے
<p>عاشقی معلوم لیکن دل توبے آرام ہے سہو سن پوچھتا ہر کس نے اس کو مار دیا</p>	
<p>نکدین تھے انتہائے عشق کی مدت سیر ہم صبار قیصر کتنی تھی راہ کچھ ورنہ میں بڑا بول جو بولا تا شب و صلت یز ابھی دہین ابھی آنکھوں میں ابھی دامن ہم اب کوئی سوز سے نہینے کی نکالو صورت سونہ گو بیگانہ ہی پر بزم میں رہے تو د پاس نے میں نہ کشتو تھے لگے دیر کین</p>	
<p>بارے یہ عقدہ ہمیں اگر تر خنجر کھنکا ستم یہ کیوں مرے شبت غبار یہ ہوتا سو وہ آگے مرے ہنگام سحر آ ہی گیا اشک میں بھی تری شوخی کا اثر آ ہی گیا خیر تقصیر ہوئی ابتوا دہر آ ہی گیا رفتہ رفتہ یہ بھی ظالم آشنا ہو جائیگا لے لیا موت نے گھر ہی تری دیو کہ پاس</p>	

بوسہ پہاوسن میں کہ جس کا نہیں سراغ جان سینہ میں نظر آنکھوں میں دم ہونٹوں پر	ہلٹی تری زبان بخت بیدار دگر نہیں اک آنے سے ترے کام میں اٹھے لاکھوں
آج یان رسوا ہوا کل ان خرابی میں تھا	یوں ہی گھٹ گھٹ کر مری توقیر آج بھی

سید میر غالب علیخان مخاطب بید الشعر اسرگودہ انشا پر دازان  
دفتر شاہی بود نوشته اند تاریخ ایرمان سراے کہ اکرام نام کے از نقیبان حضور  
والایرون دروازہ لاہوری ساختہ بود و الحال از و نشانے ماندہ بسیار  
ب لطافت و پاکیزگی گفتہ **لله درہ** **۵** امشب کرے کن بسرے اکرام پوزیز  
تاریخ و فاش کہ پایان مرزا امیر خسرو دہلوی دفنش کردہ اند و بر سنگ  
مزار وے کندہ این ست **۵** اکرام بیاسود بیاسے خسرو انتہی اور است

**۵** سبب کیا پوچھتے ہو مجھے میرے زار رونے کا  
کسی کو کچھ مرض ہے جھکے آزار رونے کا  
نہ غار نہ گلگونہ نہ ہی رنگ حسنا تو  
یہ دہرک لگی ہو عشق میں کچھ اور بھی  
اے خون شدہ دل تو تو کسی کام نہ آیا  
وہ مرض اور ہے جس کو خفقان کہتی ہیں  
ماصح کی ہند سچ گویاں کان ہی نہیں  
حالت مری اجی نہیں کیا جانے کیا ہو  
یار و مرے بالین سے نہا و ٹونہ جاؤ

## شین معجمہ

شادان مرزا حسین علی دہلوی خلیفہ مرزا زین العابدین رضا  
از علامہ مرزا غالب **۵**

کوئی کینچے لئے جاتا ہے ادھر دل میرا	ہائینہ دیکھے کہتے ہیں یہ منہ پھر کے وہ
-------------------------------------	--

غیر و نہیہ بین وہ لطف کہ بڑی ہستی میں ہمیشہ نزدہ اسے یاس کہ پھر آئی نصیب بتا دے وہ یہ کہتے ہیں جو کرتے ہو دعبابی کرلو پوچھتے ہیں کہ تمنا تو بتاؤ کیا ہے پھرتی ہے کوئی چیز آنکھوں میں ہماری ناتوانی دیکھنے کو	ہمیر یہ ستم ہے کہ سوا ہونین سکتا حسرت ایدل کہ او نہیں معذرت پیرا دیلا ہم ہرزانگو دکھا دینگے اثر ہونے تک جاستے ہیں کہ نہیں تاب تکلم مجھ کو یہ مرے بخت کا تو خواب نہیں وہ آکر پوچھتے ہیں تم کسان ہو
---	--

**شایق** خواجہ فیض الدین عن خواجہ حیدر خان پور خواجہ خلیل اللہ  
از سکنائے ڈاکہ از شاگردان مرزا غالب پیارسی ہم سخن میگفت دیوانے  
مختصر دارد

اوسے نے کیا مجھ کو سواے عالم	کہ جسے تجھے عالم آرا بسایا
------------------------------	----------------------------

**شیر** مرزا غیاث الدین دہلوی خلف مرزا قمر الدین شہید اخص  
نیرہ شاہ عالم بادشاہ از تلامذہ ذوق دہلوی ست

شر خدا سے ڈرو کل تم سجدہ بت میں	اور آج نگویہ دعویٰ ہی پارسائی کا
لاکھ پروردہ میں وہ پوشیدہ رہا پرہمنے	دیکھا جب دلی مگا ہونے نظر آ ہی گیا

**شرف** میر امام علی ابن میر قادر علی فرخ آبادی

منہ سے بوسہ تو نہ مانگینگے حسین یا مر جاہل	جان جائے تو نہیں غم ہی مگر آن ہے
وصل میں ہو کے ہم آغوش نہ بولے یہ ترش	اب تو فرمائیے کچھ اور یہی ارمان ہے

**شیر** مرزا روشن الدولہ خلف مرزا آغا جان متضطر فرزند مرزا  
سلیمان شکوہ نسبت تلمذ با مرزا رحیم الدین حیا داشت در داستان  
طرازی کمالے ہم رساندہ بود

کام تو کچھ بھی نہیں ہر حشر میں اپنا مگر	آن کلینگے تری خاطر اگر آنا ہوا
---	--------------------------------



ناتوانی کا حیرانہ کہ اوٹھانے نہ دیا  
 شعلہ علی رضا خان ولد نواب ذوالفقار خان بزرگان و سے در سر کا حیدر آباد  
 با خطاب نوابی بر مناصب جلیلہ ممتاز بودند امروزی و سے نیز بر بقیہ آن تیول کہ  
 پدر بزرگوار اور ابو دور اضلاع چھنڈ واڑہ بفرخت تمام و قناعت مالا کلام بسری بڑ  
 مزدے سنجیدہ و خوش صحبت است فکرے بلند و ذہینے ارجمند دارد در فن شعر و شاد  
 معین ندارد ہمان طبعش اوستاد است و فکرش رہنماست چون خال حضرت شہیر  
 است مدتے ہم مشق و ہم مشورہ ایشان بودہ دیوانے فراہم آورده

است ۵

مانند آسمان ہے سدا سے خمدگی  
 کیوں کاٹوں اپنا آپ گل میں نصیب غیر  
 وحشت کے امتحان کا افسوس رہ گیا  
 بیمار کس کو آنکے دیکھیں گے وہ خدا  
 بر با کسی سے حشر بھی کوئی نہ ہو سکا  
 اسے شعلہ کہو عرض جنوں ہی تھا پسند  
 دلیں کی جسے جگہ مجھے وہ ٹیڑھا ہی رہا  
 اس بحث نا صواب میں کیوں نہ جانے جان  
 عدو کو گالیاں دیتے ہیں مہ لیکن خصلت شر  
 زحمت سعی سچے کو یہ اچھا ہے خیال  
 کیا جلد بر آتی ہے کماندار تمنا  
 شب بہ اس نہ ہم نے بٹھا رکھا  
 پیری سے پیشتر ہی کہی میں جوان تھا  
 دنیا میں کیا کوئی مرا قاتل نہیں رہا  
 جب قیس تھا تو شعلہ شوریدہ سر نہ تھا  
 اچھا تو اونکا سنتے ہی بیمار ہو گیا  
 دنیا میں ہم نے پہلے کوئی نو صگر نہ تھا  
 جنگل و گرنہ قیس کے بابا کا گھر نہ تھا  
 گر رہا تیر ہی سینہ میں تو ٹیڑھا ہو کر  
 میں دل کو آزماؤں مجھے آزمائے دل  
 ہم اونکے منہ کو تاکو بھی دین دشنام کچھ نہیں  
 لیکن تھا کچھ جو ہم خط تقدیر سو ہے  
 کچھ دلیں گذرتی ہی ترے تیر سے پہلے  
 میرے زانو پہ کوئی سوتا ہے  
 شکریا غلام حسین دہلوی از تلامذہ میر تقی و شعراے پائے تخت

اکبر شاہ بود ۵

نیم بسمل ارسنے گر چوڑا شکتیا غم نہیں  
پر یہ غم ہے اعتبار دست قاتل اوٹھ گیا

شمس میر آغا علی لکھنوی از شاگردان قاضی محمد صادق خان اختر  
است ۵

بناوٹ کی نہیں ناز کر اچان جیو نہیں  
خدا جب حسن دیتا ہے نزاکت ہی جاتی ہے

شیم میر قدرت علی ابن میر انتظام علی سہوانی مشق سخن از منشی صاحب  
نمودہ گا ہے گا ہے بانامہ نگار بر میخورد صلاح از ناصیہ اش می تراود ۵

اے جنون تو مجھے لیجا نیگا اباد و کبر  
شہر او نکا نظر آتا ہے بیابان او نکا  
تبی یہ تمت کی بُرائی کہ تجھے اوظالم  
سارے عالم کے سینوں سے میں اچھا سمجھا  
نامرادی نہ چھپی پردہ تصویر میں ہی  
جسے دیکھ مجھے محروم متنا سمجھا

شوریش غلام احمد نام فرزند محمد اکبر قبائل نویس از شاگردان مومن  
خان ۵

نامہ جو بنا لاسے ہی قاصد تو صغم کا  
ایمان نہ کہو نا کسی مایوس کرم کا  
چشم عاشق ہو دور یا کو کوئی دی تشبیہ  
بس و میں رو نیکا ہو جائے بھانا بھگو

شہرت مرزا حاجی نیرہ شاہ عالم بادشاہ از عبد الرحمن خان احسان کسب  
این فن نمودہ پس نسبت تلمذ ہمیر ممنون درست کرد پس از حضرت آزر دہ باسقا  
پرداخت ۵

ہم بڑی چیز سمجھتے تھے پہنچانے میں  
کلا اک جام کی قیمت ہی نہ ایمان اپنا  
غبار اوٹھانے ترے دل سے ورنہ اوظالم  
ہماری جان کو اک یہ بھی آسمان ہوتا  
ماتے جی بہر کے وہ فیدار میسر نہوا  
حشر کا دن شب غم کے ہی برابر نہوا  
یون بیٹھتے ہو جیسے کسی کو کسی سے کچھ  
مطلب نہیں مراد نہیں مدعا نہیں

بہ تو خبر نہیں ہو کہ کیا حال ہو پھر آج شہر کا بار بار ہے آتا جگر بہ ماتمہ

**شہید می** منشی کرامت علی خان ولد عبدالرسول خان از باشندگان لکنئو  
 و از شاگردان مصحفی و نصیر دہلوی بود از عروض و حساب بہرہ وافر داشت بیشتر در  
 پنجاب و گجرات بسر برد و بہ دہلی نیز رفتہ و بہ بہوپال ہم آمدہ در ۱۲۵۵ھ بہ حجاز  
 رخت کشید بعد ادا سے حج ہنجاہ مدینہ پیش گرفت در انتشار راہ بیمار گشت ہمانا  
 چارم صفر ۱۲۵۶ھ بود کہ بروضہ مبارک نظر انداخت بہ علوی عالم شتافت دیوانہ  
 دار دہندہ دیدہ ام ۷

خوار رہتا ہے پیرانا تو پیشمان نیا  
 تجھے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا  
 کیا قیامت ہے نئے شخص پہ آنادل کا  
 جیتے جی اللہ سے اک عور حبت مانگتا  
 موت یہ ہے کہ وہ کم عصلہ نازان ہوگا  
 ہے تجھے بڑی میری شب تار کئی دن  
 کیا ہی حسرت لگا کچھ مجھے مرغوب نہیں  
 مرے زانو پہ زانو بے تکلف رات دہر بیٹھے  
 افسوس شہیدی تری تربت نہیں ملتی  
 بن آئے کسی شخص پہ یہ جاتے ہیں کیسے

قد ر سب چاہئے والو مکی ترے دیکھ چکے  
 عام بن اوسکے تو الطاف شہیدی سب پر  
 نئی باتیں نئی گما تین نہی جاہت نیا پیار  
 شرم آتی ہو ورنہ ان بتوں کی ضد سے میں  
 دوست نے خاطر دشمن سے کیا جھکواک  
 اسے روز قیامت ادب اسکا ہی تجھے فرض  
 نزع کے وقت شہید لیے جو حسرت پوچھی  
 قیامت تک نہ ہو لو نگاہ سانسنگی جا کا  
 ناکامی جا وید کی ہم مانتے منت  
 وہ وقت تو آنے دے بنا دینگے شہیدی

**شہید میر** حافظ خان محمد خان خلف مولوی غلام محمد خان فرزند غلام حسین خان  
 رامپوری موطن پدر بزرگوارش بعدہ ہائے جلیلہ ممتاز بود و خودش نیز از  
 مدتے درین دیار باعز از تمام بسر می برد و از سرکار فیض آثار خطاب بقضائے الشعرا  
 دار و بخدمت میرزا نوشہ اسد اللہ خان غالب مدتے مشق سخن سجا آورده در

پارسی اوستا و قیامت کار است توجہ اور بختیہ معطوف نیست بلکہ ازان روز  
 کہ پائے اقامت بہ بھوپال افشردہ است گاہے اتفاق رختیہ سرائی نیفتاد اینچا  
 کہ بریک دوسیت انحصار رفتہ است و درین نامہ ثبت گشتہ و این بیتمانیز کہ  
 از افکار دیرینہ اوست در اثنائ کلام بسبع بحر دستور رسیدہ است دانی کہ  
 برین قدر در وصف وے اکتفا کردیم چرا کہ دیم و دوسبب دار دیکے آئکہ شیوہ  
 ما انحصار است غیر الکلام ماقبل و دل دیگر آئکہ وے اوستا و دست روشن  
 سخنوری از و آموختہ ام و آنچه یافتہ ام از فیض او یافتہ ام اگر درستایش  
 گفتارش آنچه واقعی ست تحریر کنم از ارباب مطالعہ کمر بودہ باشند کہ گمان  
 مبالغہ نبرند کہ سخن شناس و ادافہم کیاب است معہذا مجموعہ غرلیات و قضایا  
 وے کہ در پارسی زبانست بیدین کہ گواہ حسن طبیعت اوست ۵

پوچھو نہ اہل عشق کو کیا ہن کہاں کی ہن کوئی ہوا ونکی حشت دکل علاج ہو مین نامدار ہجر وعد و کامگار وصل بزم جانان مین جو جانان ہوں تو فراتے ہن غیر تباہ دست مے ہم کامیاب	اچھے مین جس طرح کے مین جو مین جہا مین اک ہم اگر نہیں نہ سہی مدعی سہی وہ کام کر گیا ہے تو مین نام کر گیا ایک یہ بھی مے ایام کی شامت آئے بار بھی قسمت سے اچھے پڑ رہے
--	--

**شیدا** میر مجھ جو جان در ایام شباب ازین خاکدان رحلت کرد از  
 تلامذہ موسیٰ خان بود با حضرت شیفتہ نرد مودت میباخت ۵

ناشکر ہم نہیں مین او ہر کو گاہ ہے دریا مین کہین کہین مژگان ہی تر نہو وہ شمنی مین پور ہوں مین بات ہی نہیں	پر وہ نگاہ جس سے عنایت عیان نہیں مر جائے کوئی اور کیو خبر نہو کہتے مین ز ہر دیکے الہی اثر نہو
--	---

**شیفتہ** نواب مصطفیٰ خان بہادر فرزند عظیم الدولہ سرفراز الملک نواب

ترتیب خان بہادر مظفر جنگ ترجمہ حافلہ اش از تذکرہ شمع انجمن و صبح گلشن  
 دریاب انجمن مناسب اینجاست پیشکش نظر ارباب مذاق است حضرت شیفہ از  
 آوان صبا بشوق سخن مصروف بود و عمرے درین شغل بسر برد و در مراتب نظم و نثر  
 ادائے خاص دارد و بہر دوزبان رخیۃ و پارسی سحرے کہ می طراز دازن پرس  
 کہ مدتے بروش او حیرت گزارده ام و فیضی کہ صفت او معنوی افتد یافته ام  
 سبحان اللہ سخن از کجا بہ کجا کشید قصہ مختصر کم وے در رخیۃ شیفہ تخلص  
 میکنند و در پارسی خسرتی و از ثلاثہ حکیم مومن خان کسے ہجاء او برخواستہ میرزا  
 نوشہ و حضرت آزرده را باوے مودتے کہ در میان بودند توان گفت و در الغد  
 کہ پدر بزرگوارم بدہلی رفتند و از حضرت آزرده کتاب علم میکردند با جناب شیفہ  
 ربطے خاص داشتند تو فی رحمۃ اللہ تعالیٰ فی سنۃ ستہ و ثمانین  
 و مائتین و الف الحدیۃ درین نزدیکی مہر و زلف گستر نواب مرزا خان خانان  
 بطلب نامہ نگار دیوان رخیۃ حضرت شیفہ روان داشتہ و ممنون لطف ساختہ  
 از جابے چند انتخاب کردہ آمد

۵

<p>اے مرگ آ کہ میری ہی رہجائے آبرو          ندیا ہائے مجھے لذت آزارنے چین          میری ناکامی سے فلک کو حصول          گہرا کے اور غیر کے پہلو سے لگ گئے          خوبی بخت کہ پیمان عدو          کسلے لطف کی باتیں ہیں پھر          ہائے اوس برق جان سوز بہ آنا دکا          ہر ترا سلسلہ زلف ہی کتنا دل بند</p>	<p>رکھا ہے اوسنے سوگ عدو کی فات کا          دل ہوا رنج سے خالی ہی توجی بھر آیا          کام ہے یہ اوسی ستمگر کا          دیکھا اثر یہ نہالہ بے اختیار کا          اوسکو ہنگام قسم یاد آیا          کیا کوئی اور ستم یاد آیا          سمجھے جو گرمی ہنگامہ جہلا نا دلکا          پھنسنے سچے بھی مشکل تھا چٹنا نا دلکا</p>
--	--

کہتا تھا وقت نزع کے ہر اک سے شیفتہ  
 کہتے ہیں بیو فاجھے میں نے جو یہ کہا  
 ایسے کریم ہم ہیں کہ دیتے ہیں بے طلب  
 یاں عجز ہے ریا ہی نہ وان ناز و دلفریب  
 ہیں جان بلب کسی کی اشارت کی دیری  
 اسے جوش شکرت قرب عدو ابھوت اوٹھا  
 طوفان نوح لانے سے اسے چشم فایدہ  
 کچھ اور بیدلی کے سوا آرزو نہیں  
 سحر او نکو ارادہ ہے سفر کا  
 جس لب کے بوسے غم لے او لب سے شیفتہ  
 بزم دنیا میں ہر دو شخص کو کب حدیش نصیب  
 اسے عدو کسے رنا زان ہی سمجھ تو آخر  
 اسے جان لب پیرا کے ٹہرنے سے فایدہ

دینا کسی کو دل تو وفادار دیکھ کر  
 مرتے رہتے تم ہی یہ جیتے ہیں جب تلک  
 پھنچا دو یہ پیام اجل جان طلب تلک  
 شکر بجا رہا گلہ بے سبب تلک  
 دیکھ ہے اوس نگہ کو قضا اور قضا کو ہم  
 بیٹھے ہیں دیکھ بزم میں کس التجا سے ہم  
 دوا شک بھی بہت ہیں اگر کچھ اثر کرین  
 اسے دل یہ یاد رکھو کہ ہم ہیں تو نہیں  
 قیامت آنے میں شب در میان ہے  
 کبخت گالیاں بھی نہیں تیرے واسطے  
 سو تجھی کو رہے جھکو تو یہ غم ہی اس ہے  
 جس سے ہم غوار ہوئے میں یہ وہی غم ہے  
 رہنا ہوا تو رہ گئے چلنا ہوا چلے

## صاد مملہ

صابر مرزا قادر بخش خلف مرزا کرم بخت بہادر نبش تاجا نذر شاہ بادشاہ  
 دہلی میر سدا ز تلامذہ عبدالرحمن خان احسان و مولوی صہبائی علیہ الرحمہ بود  
 تذکرہ گلستان سخن بنام او غازی شہت دار از گلستان سخن انتخاب اشعار  
 کردہ آمد و درین نامہ نگارش یافت ۵

نام شراب لے کے گنگار ہو گیا

محفوظ رہا، تو او لب میگوئے ساقی

ہے نگاہ آشنا کو ہر جگہ جلوہ سے ربط ہماری خاک میں اتنی کمان رسائی ہے وہ ہی بت قاتل ہے جسکو عمر بھر پوجا گئے مرا ہوں قبر میں ہی اسی خوف سے کہ مائے مجھ سے ہی چاہتا ہے وہ ہر بہنم کی دوا ظالم جفا کشی کی ہوس تو نکال لوں مرگ شب وصال کی غولی ہے دور نہ غیر	دیر بھی کعبہ تھا جب میں ناصیہ فرسا ہوا نہ جانیں دلمین ترے کس طرح عبا کیا ڈر ہو منہ کیا لیکے جاؤں داور محشر کو تیار پوشیدہ زیر خاک کین آسان نہو سمجھا ہے اپنے ظلم کا اک قدر دان مجھے تجسس استم شمار لیک کا کسان مجھے رکنا نہ گدین تابہ سحر میہماں مجھے
---	---

**صادق** میر جعفر علی خان دہلوی از مالیفات اوست بہارستان  
جعفری ۵

شرم سے نام وہ نہیں لیتا	پھر ہمارا خطاب ہے کوئی
-------------------------	------------------------

**صبا** میر وزیر علی ولد میر بندہ علی لکنوی از تلامذہ خواجہ آتش بود دیوانے  
دارد در اشعار در گزشت در سخن سخنان لکنو غنیمت است ۵

کیا بنایا ہے بتوں نے مجھ کو	نام رکھا ہے مسلمان میرا
-----------------------------	-------------------------

کو چہ عشق کی راہیں کوئی ہم سے پوچھے  
خضر کیا جانیں غریب اگلے زمانے والے

**صبا** منو لال لکنوی از شاگردان مصحفی ۵

چرخ کو کب یہ سلیقہ تہا ستم گاری میں	کوئی معشوق ہے اس پردہ زنگار میں
-------------------------------------	---------------------------------

**صبا** منشی محمد صابر حسین فرزند منشی احتشام الدین محمد سہوانی از چند ماہ پہلے  
اقامت در بہوپال افترده در پارسی از مولوی نجف علی خان صاحب سفرنگار نایت  
نسبت تلمذ دارد و در ریختہ زانوئے تلمذ پیش مولوی محمد ایوب خان گلشن تخلص  
راہپوری تہ کردہ و چندے بندت برادر بزرگوار خود منشی محمد انوار حسین تسلیم  
شوق سخن نمودہ سپس بزر وطیبت خدا داد ترقی فن کردہ در معاصران خویش

ممتاز آمد در تارِ نیکوئی محسوس روزگار است ہر چند در راہِ پور از کمالان این فنون  
موجود بودند لیکن میگویند کہ بمقابلہ تارِ نیکوئی و صنعتِ نگاری و سہ انگشت  
حیرت بندان و از مقابلہ ہشیام امروزیہ در ملک اوست غزلے چند است  
کہ در شاعرۂ کلیفش دادہ اند و پیوند محبت او با نامہ نگار خیلے استحکام دارد  
از منتہات دوران است از تالیفات اوست مثنوی شوکت خسروی پیرداز  
سکندرنامہ در ستایش والی راہِ پور و لسان العجم در فن لغت و سراپا سہ سخن  
در مصطلحات

<p>اوسے غم دوست ٹھیلوں تو یہ دہشتاں تم ذرا یاس سے کھدو کہ ماتم میں ہے عیش کا ٹاسا کھٹکتا دل پر غم میں ہے گھر کے دلمین مکر دیدہ پر غم میں ہے فقیر مست کو لمبائے چلو بھر پیالے میں سویدا دلمین بتائی نکمہ میں ہر داغ لالہ میں اندیشہ نہ دلمین ہونہ آنکھوں میں جیا ہو چلتا ہوا نسخہ ہو تو عاشق کی دوا ہو ہو خیر تری شرم کی جیتوں کا بھلا ہو کچھ پتے ہیں تری نزاکت کے بین نشان مجھ میں ٹوٹی تربت کے یہ بھی سن لینکے وقت فرصت کے مرچکے ہیں صبا تو مدت کے بچ گیا ناک کان سے قاصد</p>	<p>جگر کو دلوں کو برابر تولی کہا ہی کوئی ارمان نہ باقی دل پر غم میں ہے نر ہے عاشق غم دوست الہی دل شاد درد ہو جائے محبت تری آنسو ہو جائے بھلا ہو خیر کی بہت رہی بیخانے والے میں ہر اک جا پر نیا ہر نام اونکے خال سنگین کا اغیار سے خالی ہو شب وصل کی خلوت چٹکی کوئی خاکِ قدم یار کی دیدو لمبائے فقیر و نسہ ہی آنکھ ایشہ خوبی نا توانی میں لاغری میں مرے مردہ دل ہوں شکستہ خاطر ہوں چھوڑ کر وعظ میکدے کو چلو کون ہے کسکو کوستے ہو آج کیسا خط کا جواب خیر ہوئی</p>
--	---



قصداً جو نوحہ خوانو نہیں اصل ہر سو گور نہیں  
 کونسا وقت ہے تنہائی کا  
 ٹھہریے ہم بھی تو اسے بندہ نواز آتے ہیں  
 ہم وفا سے وہ جفا سے کہیں باز آتے ہیں  
 پیشِ حمان سے یوں ہی بندہ نواز آتے ہیں  
 تیرے کوچہ میں جوار باب نیاز آتے ہیں  
 کچھ گئی ہے مانی وہ ہندو میں  
 آنکھ کہولی حسانہ صلیا دین  
 ملکیا شیون مبارک باد میں  
 کٹ گئی شبِ نالہ و فریاد میں  
 دیکھیں کیا کیا ہیں اثر فریاد میں  
 ہو گیا تما تمہاری یاد میں  
 ہے مزہ سبکو تری بیداد میں

ہوئے ہیں کشتہ حشر کے دشمن مستار نہیں  
 لگو آئینہ سے فرصت ہی نہیں  
 دل جو تابو سے چلا نالہ دل کہ اوٹے  
 اپنی اپنی ہے ادا ڈنگ سے اپنا اپنا  
 ہائے وہ اوسکا شب وصل بگڑ کر گستا  
 شکل درداوٹتے ہیں گر بڑھتے ہیں آنسو ہو کر  
 کھینچتے ہی اون کی ابرو کی شبیمہ  
 ہم ندیدے کیا کہیں لطیف چمن  
 کسے آنے سے یہ شادی مرگ ہے  
 تم نہ آئے تو بھی اک جلسہ رہا  
 کہتے ہیں صد سے کرینگے اور ظلم  
 دل ہی اب پہلو تہی کرنے لگا  
 راد خواہی کون محشر میں کرے

**صفا** مرزا سعید الدین کہیں برادر مرزا رحیم الدین حیا وہم شاگرد آؤ

پوچھتے ہیں کہ کمان بہتے ہو اور جانی ہیں  
 کھڑے ہیں بیٹے ہیں اور اتنا نہیں کہتر سند سے  
 کہ بجز دشت ٹھکانا نہیں دیوانوں کا  
 کون ٹکرائے ہے دیوار سے سردیکو تو

**صفا** پیرن شاہ فرزند رتن شاہ دہلوی سے تلمیذ ذوق دہلوی

میں نے بوسہ طلب کیا تو کسا  
 یہ خرابی ہے منہ لگانے میں

**صفدر** صفدر بیگ خلف حیدر بیگ از سکنا سے کز نال

بوسہ مانگا تو وہ کہنے لگے صفدر افسوس  
 اب تک تم مری عادت سے خبردار نہیں

**صفدر** کی میر صادق علی کہیں برادر میر نظام الدین ممتون کا فرے بیگنا ہشر

از ہم گذرانید ع این ماتم سخت است کہ گویند جوان مُرد ۵

نہن معلوم دلیں صفدری کے درو کیسا	کہ ہر دم ہاتھ سینہ پر وہ بیٹا بانہ رکھتے ہیں
صفدری قد کو کہیں اوسکے کما تا گل سر	سید ہی اوس شوخ نے کیا کیا نہ سنائی گجھکو

صفیر میان جان دہلوی از تلامذہ مومن خان ۵

کہتے ہو جان جائے تری اور تمہیں ہو جان	ہے ہے خدا خواستہ یہ تمہنے کیا کیا
ہوا ہو سہو تو پھر خوب یاد کر لیجے	کہ رہ بجائے کوئی جو ر استخان کے لئے

## ضابطہ

ضابطہ مہر علی موطنش دہلی ست ۵

حشر میں خاک سے سب لوگ تو بکے لیکن	قبر عاشق سے جو دیکھا تو دہوان سا نکلا
نام کی تو شرم کر ضابطہ خدا کی واسطے	یہ تر اگر یہ تجھے آخر بہا لیجائے گا

ضاحک میر غلام حسین پسر میر عزیز اللہ دہلوی ۵

کیا دیجئے اصلاح خدائی کو و لیکن	کافی تھا ترا حسن اگر ماہ نہ ہوتا
---------------------------------	----------------------------------

ضیا میر ضیاء الدین دہلوی در غظیم آباد پائے اقامت افشرہ در ۹۴ھ یا

۹۵ھ آنجہاں فی شد از شعرائے نامی ست ۵

نے دل جلا ہوں آہ نہ میں سینہ لفتہ ہوں	میں داغ یاس و حسرت یلون رفتہ ہوں
---------------------------------------	----------------------------------

## طالب

طالب مرزا سعید الدین خان دہلوی برادر غور و نواب شہاب الدین خان

شاقب از تلامذہ میرزا غالب است گویند امر و زمشورہ سخن با مولوی الطاف حسین  
حالی میکند ۷

وہ جب کرتے ہیں طالبِ عدہ رہتا ہے بیجا گناہ	ہمیشہ آس میں اور یاس میں اور شوقِ جزائیں
درسے اوسکے اوٹھے اوٹھائے ہوئے	نا تو انی ذرا سنبھال ہیمن

**طرب** مولوی رحیم بخش نواسہ شیخ نور محمد قادری تھانہ سری رح استقامت  
علمی از مولوی صہبائی بنودہ و اصلاح شعر از مولوی عبدالکریم سوز گرفتہ ۷

بہت ہی ملتی ہر کسی طرب سے کچھ صورت	موایط اسے ترے در پہ اک جوان کیسا
اور ملتا ہی نہیں مجھ کو ٹھکانا کوئی	پھر پھر اگر ترے دروازہ پہ آجاتا ہوں
کیون کیا ترک ملاقات کو رفتہ رفتہ	یوں ہی کمد و کہ ترے طے سحر عارِ نجمہ

**طرز** احمد حسین دہلوی از شاگردان مرزا قیصر ۷

بڑی بین حسرتیں خون گشتہ لاکھوں	مے مدفن سے اوسکی رہگذر تک
اتنا تو صبر دے ہیمن یارب کہ بہر وصل	جلدی کریں نہ اوسن تیرا شناسے ہم
ابکے لمبائے وہ تو کام نہیں	اگلی پچھلی حکایتوں سے ہیمن

## نظامِ مجملہ

**ظفر ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ دہلی احوال و اوصاف نثر بیان**  
ستغنی سے در اکثر خطوط دستی تو انا داشت سخن بر شاہ نصیر دہلوی میگزرا نید  
سپس نسبت تلمذ سجادانی بہند ذوق درست کرد بعد وفات ذوق خدمت و استاد  
بہ میرزا غالب متعلق گشت و سے را چہار دیوانست فرصت کجا کہ بانتخاب آنا پر دایم  
این بیتے چندست کہ از تذکرہ چند برداشتیم خدائش بیامرزاد خیل خوش گفتہ ۷

جو دیکھوں بزم میں اوس شوخ جنگجو کی طر ہمارے آگے ہی ذکر اگلے دوستدار و کا جنوں میں کیا مری پیوند پیر ہن میں لگے	چھری کو دیکھ دیکھ دیکھ مے گلو کی طر پڑانے مڑ دونکی وہ ہڈیاں اوکھارتے ہیں کہ ایک تار ہی چوڑا ہو تو کفن میں لگے
--	---

کبھی تو آؤ ہمارے گھر میں سنا ہماری ہی چار بائین

ہم بتو کے دل کو جذب دل سے کہنیے جائیگے نہ پوچھا کوئی اپنے پاس پوچھا جبکہ وقت اپنا بیشہ بہتہ ہیں اوکی مصاحبت میں ہی ہم کو کیا کام ہر ہم کون شکایت والے قیمت جنس دل اپنی میں کہوں کیا تم سے لے دوں گا اپنی جان ملک بیکر تمہیں اب تو خطر میں نے لکھا تلگو ہوئی مجھے خطا قتل عالم کو کر دو تم اور قضا کا نام لو نہ دیا بوسہ نہ منہ نہ لگا یا منہ سے او سیکو دو سبھتے ہیں وہ جو کچھ نہ کہے میں جو کہتا ہوں بیوفا ہے رقیب	عجب ہے شکوہ رقیب کا یہاں ہزار منہ ہیں ہزار بائین پر بڑے پتھر ہیں یہ شکل سر کہنیے جائیگے اجل کو آفرین ہی وقت پر ہو پچی تو یہ ہو پچی ظفر ملاتے ہیں جو ہاں ہاں نہیں سے نہیں کچھ کہیں یا نہ کہیں آپکی صحبت والے پوچھو کیا دیتے ہیں بازار محبت والے اے نالو ہاتھ آئے بقیمت اثر تو لو پہر نہیں کہنے کا کہنے تو مچکا لکھن دن اے بتو تم نہ لو دیکھو خدا کا نام لو آپ کہتے رہے یوں ہی ہمیں کیا کیا منہ سے کہے جو ان سے جواب و سوال دشمن ہے وہ مجھے کہتے ہیں کہ تو کیا ہے
---	--

**ظہیر** سید ظہیر الدین حسین عرف نواب مرزائی دہلوی  
خلف میر جلال الدین خوشنویس استاد محمد بہادر شاہ از شاگردان ذوق  
دہلوی بود

مانا کہ تم سے دل نہیں ملتا نہیں ملے کوئے دشمن سے گزرنا کیا تھا	کیا مجھ سے خاک میں بھی ملایا نہ جائیگا اے وہ رفتار قیامت ہی سہی
---	--

## عین مملہ

**عارف** میر عارف علی از باشندگان ام وہہ و شاگردان مصحفی از عرض و ضحیہ تافیه خیلے آگاہ بود آخر الامام در مراد آباد طرح سکونت رنجیہ و ترک شعر و شاعری گفتہ ہذا خلق اللہ پیش گرفته ۵

رات ساری مجھے دونوں کی تسلی میں کٹی | ہاتھ دلیپ سے اوٹھایا تو جگر پر رکھا

**عارف** نواب زین العابدین خان خلع نواب غلام حسین مسرور تخلص از جرعه نوشان سرچشمہ فیض میرزا غالب بود دیوانے دارد در ۱۲۶۱ جلش در سید از گفتار و سے می تراود کہ دستگاہے بلند درین فن داشتہ ۵

سکھایا ہر اسے چلنا اوٹھا کہ جسے داما کھا  
دشوار ہے آناتری آنکھوں میں حیا کا  
چھٹیرنا تھا تو کوئی شکوہ جیسا کرتا  
اب مانتا ہے کون بڑا میری بات کا  
کہا ٹینگے کیا نہ اگر زہر میسر ہوگا  
یہ بھی ہے فضل خدا جو مجھے آرام میں  
کیا لطف ہم نے شکوہ اوٹھائے غائب میں  
لب جان بخش تر سے دیکھیے کیا کہتے ہیں  
دل سے ارمان نہ نکلتے تو کیوں نہ نکلتے  
کوئی جھوٹ مرے سر پہ بلا آتی ہے  
کہیں آپس میں اگر ذکر وفا آتا ہے

ہماری خاک سوا سکوکہ دیکھ کی تھی یا نہ  
شونخ وہ بھری ہر کہ ذرا جان میں یا تھی  
سخت شرمائے میں اتنا نہ سمجھتا تھا انہیں  
دیوانگی میں غیر کو دون خاک گالیان  
مفسو نکو تو ہی مرزا بھی جدائی میں محال  
استحاناً وہ مرض کامرے کرتے ہیں علاج  
غصہ میں او نکو کچھ نہ بات بدن کا ہوش  
دیکھا ہے ترے بیمار کو عیسیٰ تو جواب  
نہ تو روزن کوئی سیدہ میں نہ پہلو میں نہ گنا  
بیکسی میں مجھے ہوتی ہر غنیمت وہ بھی  
کس تعجب سے اسے غور سے ہم سنتے ہیں

**عرشی** میر احمد حسن برادر کلان پدر عالی گہر منست در شباب از جهان رفت و  
 کان ذلک فی سلسلہٴ اہم گفتار خویش بر میرزا غالب میگزرا نید در قصیدہ گوید ۷  
 منسوب ہیں سب اہل بان میرے سخن سے ہوں زلزلہٴ غالبِ اعجاز رقم کا  
 و بر ہر صنف از اصناف سخن قدرتی داشت و در ہر ستہ زبان تازی و پارسی و  
 ریختہ حرف می زد قوت طبع و جودت ذہن کہ اور ابودکتر از کسے بر فراز پیدا کی  
 آید کلام پاکیزہ اش بیشتر صنائع شد انچہ مایافتہ ایم بنا برضا بطہ بیتے چند  
 ازان ہی آریم ۷

مجھے خوشی ہے ترے عشوہ ہائے پیہم کی شعلہٴ عشق وہ ہے جس سے زمانہ جل جائے جو لان کما نہ کیجئے گرا مکان نہو اسے وضع امتیاط یہ فصل بہار ہے اتنی ہی آرزو ہے میں تجھے لے فلک حاضر ہوں آج مجمع دیوان عام میں کیا اک بات میں جامہ سے باہر خود آرائی پنھوڑینگے یہ کافر ستا ہی میں کوئی مرے درد نہا لگو سچ جوینے کہا ہو تصور شب کا معان	رہے نہ کوئی ستم عذر امتحان کے لئے یوں تو بہتر کے ہی سینہ میں شہر ہوتا ہے ہمت کسے دکھائیے گرا آسان نہو گلبانگ شوق زمرہ خیز فغان نہو یہ اونکی اک نین ہی نہو جو بان نہو پھر کچھ کیو جو صلہٴ امتحان نہو شب وصل اوس نے جب مجھ سے حیا کی خدا کی یوں تو برحق ہے خدا کی قلقل نین کتنا کہی بیامرے آگے تو ہنسکے بولے کہ چل دو رہو ہوا سو ہوا
---	---

**عرشی** منشی عبدالحی خلیف منشی رسون بخش از اہالی کا کوری ۷

مجھ یاد آگئی صبح شب وصل تبسم سے تمہارے بلبلو نین	بہت کچھ دھوم تھی روزِ جزا کی ہنسی ہونے لگی آخر چمن کی
---	--

**عزیز** مولوی عبدالعزیز خلیف مولوی صہبائی کتب درسیہ بخدمت پدر بزرگوار

گذرانیدہ طبع ہموارہ داشتہ ۵

خدا سخاوت کیا بکھواس سے تہا انکار ساتی جلے ہے بزم میں کسکا جگر کہ آج خرام ناز مبارک سمجھے دے اسے برق یاد کرتے ہو مجھے گرچہ بڑی طرح سے پر	عزیز کعبہ اگر کوچہ بستان ہو تا ہر سوراں ہے قافلہ بولے کہاں خیال رکھو ہمارے ہی آشیائے کا میں اسی بوجہ سے احسانکے دیا جاتا ہوں
---	---

عزیز محمد عبدالعزیز ابن شیخ مخدوم بخش انصاری خیر آبادی نواسہ منشی  
عبدالکریم میرمنشی ریاست ہوپال از شاگردان استاد می انتخار الشعر اشہیرت  
و در پارسی نیز سخن میگزارد ۵

بوسہ تم غیر کو دو غیر تمہیں پیار کرے آج ہوتی ہے بیکسی بیکس	منہ کو بیٹھا میں نکون ہائے ریختہ شہری تیرا ہمیں سار جبر مڑتا ہے
---	--

عشق شاہ رکن الدین دہلوی عرف شاہ کسٹانیرہ شاہ فرہاد معاصر  
سودا در عظیم آباد سکونت ورزیدہ بوقاریہ برد دیوانے دارد ۵

تیر کے نام پر نڑ پستا ہے	اس طرح کا کہیں جگر دیکھا
--------------------------	--------------------------

عشق حکیم میر عرت اللہ خان خلف حکیم قدرت اللہ خان قاسم از تلامذہ  
شاعر اللہ خان فراق و از پدر خود نیز مستفید بود دیوانے دارد ۵

تم غیر کے گھر بیٹھ کے دل شاد کرو گے	ہم کون ہیں صاحب ہیں کیوں یاد کرو گے
-------------------------------------	-------------------------------------

عشق شیخ غلام محی الدین از سکنا میرٹھ بٹالہم تخلص میکرد دیوانے دارد ۵

کے ہے سن کے وہ دیون بٹالہ کے قصہ کو	کہ خواب ناز کو تازہ یہہ اک فسانہ ہوا
-------------------------------------	--------------------------------------

غین معجبہ

**غالب** فخر عرفی و غیرت طالب میرزا نوشته اسد اللہ خان المخاطب نجم الدوله  
 دبیر الملک نظام جنگ بها در افراسیابی دودمان اکبر آبادی مولد دہلوی سکن  
 لفظ غریب تاریخ ولادت اوست و فاتش در ۱۲۸۵ هجری واقع شده از تالیفات اوست  
 پنج آہنگ دستنویس و مہر و وز و قاطع برہان در پارسی زبان دیوانے دارد  
 مجموع ابیاتش دہ ہزار و چار صد و ست و چہار است در او اہل بروش میرزا  
 بیدل حرن نیز دآخر الامر اندازے دیگر مطبوع ابداع نموده و دیوانے کہ در  
 ریختہ است فراوان ابیات از ان ساقط کردہ قدر قیلے انتخاب زدہ است اولاً  
 اسد تخلص میکرد چنانچہ در بعضے مقاطع غزلیات ہنوز موجود است مدت مشق  
 و سہ پنجاہ سال است در پارسی پایہ اش از فحول اساتذہ کم نیست و در ریختہ  
 ہر تہ اش بیار اگر کسے ست اگر حدیقہ نظم را نو بہار ست در عرصہ نشر نیز مہر و کار ست  
 قدر تے کہ بر جمیع اصناف سخن اورا ست نتوان گفت نہ می بینی کہ توجہ بعضے سخنورا  
 ہمہ بغزل معطوفست و جز بغزل نغمہ دیگر نمی توانستند سرودن و راس المال  
 برنہ ہمہ قصیدہ است و جز قصیدہ ترانہ دیگر از ایشان نتوان شنودن و  
 علی ہذا القیاس غالب سخنور است کہ اگر زمین غزل است یا سمان بردہ اوست  
 و اگر عرصہ مثنوی ست یا مال کردہ او چگامہ اش بقصیدہ عرفی ہم پایہ است  
 و چامہ اش چون غزل نظیری گرانمایہ و شگرت ترانکہ و سہ ہر وادی کہ قدم  
 میکشود بہرعت تمام می پیود و با اینمہ فروغ مضامین و جستی ترکیب و شوکت  
 الفاظ و رنگینی معنی و متانت بیان و شستگی زبان کہ از شعر اکثر کسے را بالقوہ میر  
 بود بالفعل نصیب او بود انچہ بہ نسبت دیگران مبالغہ اش نامند در پنجا نفس لام شر  
 خوانند انصاف بالا سہ طاعت اگر بہ پیشینیان ہمیشہ نگویم کہ الفضل  
 للمنفذ مبین دیوانہ نیم کہ بہر ترش از ایشان پنداریم و با کمال سخنوری



کمال سخن فہمی داشت و چنانکہ می شاید لطف شعری برداشت حضرت شیفۃ می نگار دوسے  
مضامین شعری را کا مو حقد می نمود و جمیع نکات و لطائف پی میبرد و این فضیلتی ست کہ مخصوص  
بعض اہل سخن ست اگر طبع سخن شناس داری باین نمکتہ برسی چہ خوش فکر اگر چہ کیا ست  
اما خوش فہم کیا بت خوشحال شخصے کہ از ہر دوشربے یافتہ و خطے ربودہ انتہ بنا برضا بطہ شعری  
چند ثبت میشود و در نہ دیہ انشہ بہ نقطہ انتخاب است ۷

کشتہ خار رسوم و قیود تنہا  
دل بھی اگر گیا تو وہی دل کا در تنہا  
وہ سنگ مرے مرنے پہ بھی راضی نہوا  
درو دیوار سے ٹپکے ہے بیابان ہونا  
ہائے اوس زرد پشیمان کا پشیمان ہونا  
صاحب کو دل ندینے پہ کتنا غور تنہا  
مجھے دماغ نہیں خندہ ہاے حجاب کا  
اب تلمک تو یہ توقع ہو کہ وہاں ہو جائیگا  
غیر نے کی آہ لیکن وہ خفا جھم پر ہوا  
دشت کو دیکھ کے گسریا د آیا  
عقل کہتی ہے کہ وہ بے مہر کا آشنا  
ہمیشہ روتے ہیں ہم دیکھ کر درو دیوار  
کہ مشق ناز کر خون در عالم سیری گردن پر  
دیتے ہیں بادہ ظرف قمع خوار دیکھ کر  
بیٹھنا اوسکا وہ اگر تری دیوار کے پاس  
رکھ لیجو میرے دعویٰ دار سنگی کی شرم

تیغہ بغیر مرنہ سکا کو کھن اسد  
جاتی ہو گنگمش کوئی اندوہ و درد کی  
میں نے چاہا تھا کہ اندوہ و فاسے چوٹوں  
گریہ چلبے ہر خرابی مرے کاشانہ کی  
کی مرے قتل کے بعد اوس نے جفا سے توبہ  
آئینہ دیکھ اپنا سامنہ لیکے رہ گئے  
شیم فراق میں تکلیف سیر گل ست دو  
واسے گر میرا ترا انصاف محشر میں نہوا  
اعتبار عشق کی خانہ خرابی دیکھنا  
کوئی ویرانی سی ویرانی ہے  
رشتہ کہتا ہے کہ اوس کا غیر سے اخلاص حیف  
نظر میں کشکے ہون تیرے گھر کی آبادی  
اسد بھل ہو کس انداز کا قاتل سے کہتا تھا  
گر نی تھی ہم پہ برق تجسلی نہ طور پر  
مگر کیا پوڈر کے سر غالب وحشی ہے  
وہ حلقہ باسے زلف کین میں ہیں ایخدا

لون و ام بخت خفته سواک خواب خوش لے  
 مانع دشت نوروی کوئی تدبیر نہیں  
 ترے سر و قامت سے اک قد آدم  
 کہتے ہیں جیتے ہیں اسید بہ لوگ  
 میں نے کہا کہ بزم ناز چاہئے غیر سے تھی  
 قیامت ہو کہ سن لیلیٰ کا دشت قیس میں آنا  
 اہل تدبیر کی واما ندگیان  
 تم وہ نازک کہ خموشی کو فغان کہتے ہو  
 عاشق ہو گئے ہیں آپ ہی اک اور شفیق  
 مے سے غرض نشاط ہے کس و سیاہ کو  
 رہے او شمع سی آزر دہ ہم چند کھگ سے  
 مرے دل میں ہے غالب شوق وصل و شکوہ ہجران  
 غیر کو یارب وہ کیونکر منع گستاخی کرے  
 نقش کو اسکے مصوّر پر ہی کیا کیا ناز ہیز  
 غم دنیا سے گر پائی بھی فرصت سر و ٹھانیکی  
 اوگ رہا جو درد و دیوار سے سبزہ غالب  
 بس جھوم نا اسیدی خاک میں بلجائیگی  
 نظارہ نے بھی کام کیا وان نقاب کا  
 پھسراوسی بیوفا پہ مرتے ہیں  
 نے مژدہ وصال نہ نظارہ جمال  
 دے مہکونشکایت کی اجازت کہ شکر

غالب یہ خون ہو کہ کہاں سے ادا کروں  
 ایک چکڑے مرے پاؤں میں زنجیر نہیں  
 قیامت کے فتنہ کو کم دیکھتے ہیں  
 ہمسکو جینے کی بھی اسید نہیں  
 سکے ستم ظریف نے جھکواوٹا دیا کیوں  
 تعجب سے وہ بولایوں ہی ہوتا ہزارے میں  
 آبلوں پر ہی حنا باندھتے ہیں  
 ہم وہ عاجز کہ تغافل بھی ستم ہے ہمکو  
 آخر ستم کی کچھ تو مکافات چاہئے  
 اک گو نہ بیخود دی مجھے دزات چاہئے  
 محکف بر طرف تھا ایک انداز جنوں وہ بھی  
 خدا وہ دن کرے جو اس میں یہ بھی کوٹن ہی  
 گر حیا بھی و سکوائی ہو تو شر ما جائے ہے  
 کھینچتا ہے بس قدر و تنابھی کھینچا جائے ہو  
 فلک کا دیکھنا تقریب اسکے یاد آنے کی  
 ہم بیابان میں ہیں اور گر میں بہار آتی ہے  
 یہ جو اک لذت ہماری سعی لاعمل میں ہے  
 مستی سے ہر نگہ ترے رخ پر بکھر گئی  
 پھسرا وہی زندگی ہماری ہے  
 مدت ہوئی کہ آشتی بچشم و گوش ہے  
 کچھ جھکومزا بھی مرے آزار میں آئے

<p>اچھا ہے سر انگشت خدائی کا تصور منحصر مرنے پہ ہو جسکی امید وعدہ آئین کا وفا کیجئے یہ کیا انداز ہے کبھی نیکی ہی اس کے جی میں گر آجائے مجھے گرجے ہر کس کس برائی سے ولسے باہمہ میں بلاتا تو ہوں اس کو مگر اسے جذبہ دل</p>	<p>دلین نظر آتی تو ہے اک بوند لہو کی نا امید ہی اس کی دیکھا چاہیے تم نے کیوں سوچی ہر میرے گھر کی در بانی بچے جفا میں کر کے اپنی یاد شرم جائے ہر مجھے ذکر میرا مجھ سے بہتر کہ اس محل میں ہے اوسے پنجائے کچھ ایسی کہ بن آئے نہ بنے</p>
<p><b>غضنفر</b> غضنفر علی خان نیرہ غلام حسین خان کڑورہ لکھنوی از شاگردان جرات است حضرت شفیقتہ می فرماید کہ ارباب تذکرہ نوشتہ اند کہ از سہ شاگردانش ممتاز است ونقیہ شعر سے ندیدم کہ نظر بران این معنی باید پذیرفت الالبیت اولن سیار مشاہیر بانداز اوستاد اوست و مہو ہذا</p>	
<p>کہتا تھا اس مریض کو کل وہ سنا سنا کچھ دیکھی جو کل تصویر مجنون</p>	<p>کر دے کوئی معاف کسی کا کما سنا تو گویا بیٹھے ہیں بس ہو ہو ہم</p>
<p><b>عکسین</b> میر عبد اللہ پسر میر حسین تسکین از شاہجہان آباد رخت بر بست و نزد پدر خویش براہ پور رفت و آنجا قالب تہی کرد از نو جوانان بود</p>	
<p>آتے دراز اور تو مری چکے تھے ہم کی کرین مگر و دل تو کیا کروں یارب اب آیون ہی میرے سینہ سے لگیا چاہئے تھا کوئی مرنے کا ہانا دل کو</p>	<p>تم نے تو کہدیا کہ ہمیں کچھ خبر نہیں کچھ اور دے مجھے ترکانِ نو نشا نکلے لئے گرہ وایو جسکی بند قبا کی تم چلے روٹھ کے اب دیکھئے کیا ہوتا ہے</p>
<p>الفاء</p>	

## فاخر مرزا جینگا قوم منغل از باشندگان دہلی ۷

لب ہی تک آکے پھر گیا نالہ	ور نہ کیا جانے کیا سے کیا ہوتا
تھا دلین بوسہ سوتے مین لیجے پہ کیا کہین	سوئے نصیب یہ کہ وہ بیدار ہو گیا

**فاخر منشی محمد فاخر حسین خلیف منشی محمد احتشام الدین سہوانی در اوائل اصلاح از مہین برادر خود منشی انوار حسین تسلیم میگرفت اکنون از منشی منیر اتفاق می افتد قانون شریعت محمدی اور است شنیدہ شد کہ دو دیوان ریختہ دارد و دیوان ثانی در یک تانیہ و ردیف است قریب یکزار غزل دران بودہ باشد ۷**

شرط بوسون کی وہ اگر جیتے	فاخر اس مین بھی اپنی بار مین
آئینہ کستا ہے فاخر دیکھ کر میری حرف	کیونکر آجائے ترا انداز حیرانی مجھے
مین تور وٹھا ہوا بیٹھا ہون مناتا ہویہ شوخ	نکھل ایسی کوئی تصویر مین ہزار ہے

**فدا مرزا بلند بخت و بلوی خلیف شہزادہ مکر م بخت بہادر از شاگردان مولوی مہربانی ۷**

چتر مین بر شش مری پہلے ہویا رب رن مین	جب تک چپکار ہو نگاہی مرا گہرائے گا
---------------------------------------	------------------------------------

**فدا حسین خان خلیف ضیاء الدین حسین خان غوث آغا مرزا قوم منغل از سکنا لکنئو اولاً در سک تلامذہ میر ممنون منتظم بود عاقبت زانو سے ادب پیش مصحفی تہ کرد از دست ۷**

ہمین کہتا وہ قسم غیر کے گہر جانیکی	سچ جو پوچھو تو یہی بات ہے مر جانیکی
------------------------------------	-------------------------------------

**سراق حکیم شہنشاہ اللہ خان برادر زادہ ہدایت اللہ خان ہدایت از اراک دہندہ ان خواجہ میر درد بود قدس سرہ و نیز نسبت تلمذ با ایشان داشت دیوانے گداشته از سچتہ گویان بود ۷**

چمن کی سیر کو آجاتے مین کہو گلچین	دماغ کو بیان آشیان بنانے کا
یہ نعم ہے ساغر و مینا مجھے کہ میرے بعد	ذرا بھی تلو مین کوئی منہ لگانے کا



روضہ فیض و چشمہ فیض درین نزدیکی رحب طلب نامہ گرد آوریتے چند کہ لطف داشت  
بگاشتمی آید کلاش لطیفیکہ دارد توان گفت ۷

غینت ہے کہ بعد از مرگ عاشق اتنا کتنے ہو	جرات یا بجلد تھا خیر جیسا تھا وہ اپنا تھا
گو وہ سنتے نہیں پر ہم تو کسی حلیہ سے	ایک دو بات محبت کی سنا جاتے ہیں
مرنے کے بعد فکر قیامت محسوس ہا	سوئے سہی مگر نہ ملی داد خواب کی
پہلے بھی بدتون سے منتی قدر و منزلت	پر شب کی مٹون نے ڈوب دی رہی سہی
تمہ اپنی زندگی سے میان فیض سخت تنگ	آخر یہ سن لیا کہ وہ کچھ کہا کہ مر گئے

## القاء

قابل مرزا علی بخش از دودہ تیمور قلاذہ شیخ ابراہیم ذوق بود ۷

کیا جو قتل مجھے تو نے آج خوب کیا	کہ میں غذاب سے چھوٹا تجھے ثواب ہوا
احوال گریہ سنکے مرا یار نے کسا	اے لواہی سے عشق میں اس نے تو رو دیا

قاسم سید قاسم علی خان نواسہ عطا حسین خان تحسین صاحب نواز  
مرصع کہ مخاطب بر صقع رقم بودہ از با شندگان لکنہ نوست در موسیقی دست گاہے  
داشت ۷

جو مان ہوئی تو حسین گے نہیں تو جا لگئی	ہماری زریست و مرگ آپ کی زبان میں ہے
--	-------------------------------------

قاسم حکیم میر قدرت اللہ خان دہلوی تلمیذ ہدایت اللہ خان ہدایت  
از مریدان حضرت مولانا فخر الدین بود قدس سرہ در ۱۲۸۷ھ وفات یافت دیوانے  
دارد و تذکرہ کہ در ان کلام ارباب ریختہ فراہم آورده ۷

قاسم کے ساتھ بادہ خوری تھی تا شام	اور نام سے ہے اس کے تجاہل علی اصباح
-----------------------------------	-------------------------------------

دشنام دے سنا تے ہو روٹھے کو آن مین تقصیل سے کہ قاسم حال دل دیوانہ کسا مان قاسم نہ روک آنسو و نکو	کیا جانے کیا فسوں ہے تمہاری زباں ہم سے نہ چپا ظالم ہم یار مین یار و نکے یہ لڑکے مین ناحق گلو گیر ہوں گے
--	---

**قائم شیخ قیام الدین** از باشندگان چاند پور متعلق سنبھل مراد آباد وارشد شاگردان  
سودا و ملیند میر درد ہم اور انوشہ اند در شاہ داعی اہل رالیک اجابت گفت  
دیوانے دارد و تذکرہ شعرا ریختہ ہم اور است حضرت شیفۃ میفرماید انچہ بعض نشان  
سخن بمکانت سودا می شمارندش حرف در دیوانگی شان از جنون ست از بہرہ اندوزان  
دانش نیایستی زمین را با فر از فلک یکے دانستن و ارباب بصیرت چشم از  
حق نتوانند بست چگونہ ذرہ را آفتاب می توان گفتن بہر حال قایم در سخن و نگاہ  
دلپسند دارد گو بیایہ سودا مباحش احاطہ بر اصناف سخن اورا میسر است لایستاد  
قطعات و رباعیات مضامینے کہ دلالت بر شوخی فکرش کند از طبعش تراویدہ  
انتہی از گفتار پاکیزہ دوست

قسمت کو دیکھ ٹوٹی ہے جا کر کسان کند غیر سے ملنا تمہارا شکے گو ہم چپ ہے تا بہ فلک نالہ تو پہونچا تھا رات کو چہ گردی دل مجھونے مری کی ایجاد معاملہ ہی یہہ دل کا اسے کیے گا وہ کیا ہر دم آنے سے مین بھی ہوں نادم ظالم تو میری سادہ دلی پر تو رحم کر بسننے کا یار یہہ بھی کوئی طور ہے کہ آج گر زیت ہے تہہ تلک تو پھر کیا	دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا پر سنا ہو گا کہ تلو اک جہان نے کیا کہا مین ہی کچھ اللہ کا ڈر کر گیا بتدل جانکے ڈھب باد یہ پیانی کا پیامبر کے مین ساتھ آپ جانا تھا کیا کروں پر رہا نہیں جاتا روٹھا تھا آپ ہی تجھے مین اور آپ ہی گیا قائم نے تیرے ہاتھ سے گہرے رد دیا صد تے ترے مری جائینگے ہم
--	---

یان کچھ اتنی تو احتیاج نہیں  
 بے طلب اب بھی جو لجاتے تو انکا نہیں  
 یوں وہ نادان ہو رہا تھا تو بد آموز نہیں  
 تو چاہتا ہے اوسکو تو کتا ہو نہیں  
 لیکن افسوس یہی ہے کہ کمان سننے ہو  
 کیا شکوہ تم سے روئیے اپنے نصیب کے  
 ہے کیا برا جو نفقت میں اک شعر خوان رہا  
 تہی ایک بات ہمارے ہی یہ جلانے کی  
 ہاں مگر اتنے ہی کچھ یہ جنس سستی کیجے  
 کہنے کو رہ گیا یہ سخن دن گذر گئے  
 ہنسنے کہنے لگا طالع کی بددگاری سے  
 مجھے کچھ اور ارادہ نہیں خدا کرے  
 کیا بار اوسکے ہی تو کرین رو برو مجھ

دو جہان بھی ملین تو بس ہے ہمیں  
 مے کی توبہ کو تو مدت ہوئی قائم لیکن  
 قائم اور تجھ سے طلب ہو سکی کیونکر کیئے  
 اتنا تو ہون ذلیل چو پوچھے ہے یہ کوئی  
 سنگ کو آب کرین پل میں ہماری باتیں  
 مان وہ تو آدمی بین کہ جنبے نہیں ہر ربط  
 قائم کو اپنی بزم سے جانے نہ سکے یار  
 خدا نہ کر وہ اوسے غیر سے تو کیا سروکار  
 مفت تک دن ہو نہیں دل تو بھی کوئی لیتا نہیں  
 گو ہم سے تم ملے نہ تو ہم بھی نہ مر گئے  
 روکے پوچھا جو میسر ہو ترا کیونکہ وصل  
 بتوئی دید کو جاتا ہوں دیر میں قائم  
 آخر تو جرم عشق سے کرتے ہیں مجھ کو قتل

**قدرت** شاہ قدرت اللہ برادر عمر او میر شمس الدین فقیر ازبائندگان  
 دہلی در مرشد آباد سکونت ورزیدہ از شاگردان میرزا مظہر ج و جعفر علی حسرت  
 بود در شہادہ در گذشت دیوانے گذشتہ از شاہ میر شاعر بود

سینہ اوسکا ہر دل اوسکا ہر جگر اوسکا ہر  
 تیر پیدا و جد ہر رو کرے گہرا اوسکا ہے  
**قسمت** نواب شمس الدولہ ملف نواب بارگاہ تلخخان دیوبی مقیم گنگو از شاگردان  
 جعفر علی حسرت بود در سرکار مرزا جہاندار شاہ اقتدار سے داشت

امید وار بوسہ لب ہے کھڑا کوئی  
 دیتا ہے تھکودیر سے پیار دعا کوئی  
 پھر مجھ کو کیا جو غیر کے تم جا کے گھر ہے  
 میرے تو ساتھ وعدہ شام و صبح ہے



**قلق** امجد علی ولد محمد علی درگستان سخن نام پدرش اسد علی نگاشته و ہندو علم از با ستمگان لکھنؤ بود و از شاگردان مخیر الملک نواب میر منو بیتیاب دیوانے دارد

ہجوم آپکے در پر ہے داد خواہوں کا  
ستم تو دیکھیے ان شرکین نگاہوں کا  
سنگ در جانان سے سر سبک ٹپک آنا  
دو چار گھڑی دن کو دو چار گھڑی سبکو

**قلندر** شاہ قلندر از شاگردان میرزا مظہر ح مذہب خود ترک گفتہ در سلک اہل اسلام منظم گشتہ

تھیستے ہی تھیک کا اشک ناصح  
رونا ہے یہ کچھ ہنسی نہیں ہے

**قمر** مرزا قمر الدین عرف مرزا حاجی مخاطب باقتدار الدولہ نایب غازی الدین حیدر بہادر بادشاہ لکھنؤ فرزند منشی مرزا جعفر لکھنوی درگلشن بیجار مہین پور مرزا تقی ہوس نوشتہ بہر حال از تلامذہ مرزا قتیل بود دیوانے دارد

صلح کرتے ہوئے آخر وہ بجنک آبی گیا  
عشق کا نام بڑا ہے اسے ننگ ہی گیا

**قمر** قمر الدین خان اکبر آبادی از طایفہ یوسف زئی بود کہ شعبہ ایست از قوم افغان

کیسی کے عشق سے پابند صدر بنج تو ب میں ہم  
ہزاروں آفتین میں ایک ہم میں کچھ جب میں ہم

**قتاحت** مرزا غلام نصیر الدین خلف مرزا ولی الدین نبیرہ شاہ عالم بادشاہ از تلامذہ عبدالرحمن خان احسان و مرزا صابر دیوانے دارد

اوسکے یہ کہنے کے میں حمد کہ گہرا کر کسا  
سانس اولیٰ مانے کیوں یہ نہ جوان لینے لگا  
ضعف اپنا یان تلک پھو خپا کہ ہم  
آئینہ سکتے تمہارے دہیان میں  
مجھ میں اور تجھ میں ہر موسا تو تجلی کا ربط  
ایک مزدہ ہے یہ کہنا ہی کہ نہ نظر نہیں  
بظاہر آپ تو آئے ہیں صلح کو لیکن  
اسے کہ تیغ ہی زیب کرے کیا کیسے  
شوخی سے لیا نام قضا کا مرے آگے  
تا غمزہ خونخوار کا پاک اوس سے ہوا مرنے

لے تبوجو جا ہو سو کرو ستم شوق کو کثرت نظارہ سے نیک آتا ہو بڑ پرٹکے پاؤں جھکو بٹھاتے ہیں غارِ شست	ہو رہے گی کچھ خدا کے سامنے حشر سے پہلے میسر ہو وہ دیدار مجھے پھر ایسے قدر دان ملیں گے کسان مجھے
--	---

**قیس** مرزا احمد علی بیگ عرف مارا بیگ خلیفہ مرزا مراد علی بیگ درگلشن بنجا  
امداد علی بیگ نام پدرش آوردہ ہمانا شہدی اصل لکنوی مولد ست سخن را  
بر حسرت عرض می نمود ۵

پھر تا ہوں ہر کسی سے مین القاب چھتا آئینہ دیکھ دیکھ کے کتا تا نکل رہے شوخی	خط کے ترے جواب نے رسوا کیا مجھے اس عالم شباب نے رسوا کیا مجھے
---	--

**قیصر** مرزا خدا بخش نواسہ شاہ عالم بادشاہ نسبت تلمذ بہ مومن خان داشت ۵

ہوس غیر سے عشق اپنا اوسے یاد آیا تو لطف کرے یا نکرے خوش ہو کر ناخوش	کیا نئی طرح سے ہم دلیں گز کر کرتے ہیں اس بات پہ مڑتا ہوں کہ عاشق ہوں تیرا مین
--	--

## کاف تازی

**کامل** مرزا ناصر الدین المعروف بہ محمد مرزا میرہ عالمگیر ثانی از برادر عم زاد خود مرزا  
حسین الدین حیا با استفادہ پر داختہ ۵

کامل آشفہ سکر کو دیکھ کر کہنے لگے کہم شیخ غلام ضامن از اہالی کوتاہ بود یکچند بہ شاہجہان آباد بسر بردہ و مرتبہ در حیدر آباد گزرا نیدہ در بہو پال وفات یافت از تلامذہ مومن خان بود بہر دو زبان سختہ و پارسی فکر میکرد و قوت نظمیہ بسیار داشت ۵	رہ گئے تھے اک یہی عاشق مری تقدیر کے
---	-------------------------------------

تیر ناخوردہ ہمار نک سے کیا کیا تڑپا	استخوانون مین مرے دیکھ کے پیکان تیرا
-------------------------------------	--------------------------------------

<p>فرادوقیس عشق میں سرگرم لاف تھے کیا ہی برہم ہوئی زلف اوس نے جو پوچھا جسے سمونیکے جو طاق و تاب و توان ملک جین جبین بے موج تبشہم نگاہ میں اے طفل اشک دیکھے برباد کجمنو اوسکو شہرت کی منسا مجھے رسوائی کی</p>	<p>خاموش ہو گئے جو مرا نام آگیا اے کرم کس نے کیا حال پریشان تیرا لیکن یہ پوچھتے ہیں تجھی سے کہاں ملک در ہے مجھے فرب کا تیرے یہاں ملک ہر پارہ جگر ورق انتخاب ہے ہر کوئی آرزو سے نشوونما کرتا ہے</p>
--	--

**کلیہ** میر محمد حسین دہلوی یزنہ میر تقی ہم درپارسی سخن میگفت وہم درخیتہ  
فکر میکرد سخنوران اوستاد سلسلش داشتہ اند دیوان و فتویٰ ہا از و یادگارست  
وے فصوص الحکم را برخیتہ آورده

<p>آتی ہے دلپہ قافل مینا سے آبگست ہو چکا حشر گئی دوزخ و جنت کو خسلق اگر کون میں آنکھوں میں کیونکر تجھے کہ ہر بہات غور حسن کیا ممکن اگر فریاد کو پہونچے</p>	<p>وہ دن گئے کلیم کہ یہ بیشہ سنگ تھا رہ گیا میں ترے کوچہ میں گرفتار ہنوا پھر ایسا گھر کہ جو خانہ خراب ٹپکے ہے غرض تم سن چکے احوال میرم دا کو پہونچے</p>
--	---

**کلیہ** المعروف بہ نور الحسن بن امیر المملک والا باہ نواب سید محمد صدیق حسن  
خان بہادر کان اللہ لہما بکدام روے خود را در ضمن نچتہ فکران لغز بنج شمارم کہ انچہ  
از رطب و یابس می نگارم از اتفاقات است و آن ہم بیشتر بہ سلسلہ جنبانی اجباست  
ورنہ بہ شعر و شاعری سرے ندارم و نفسے کہ بیا د کسے گذر و مفتنم می انگارم آرسے بیشتر  
ازین عہد کما بیش دو سال مشق سخن کردہ ام و شب و روز مصروف این کار بودہ مناسبت  
کہ ازین فن وارم از انجاست و ذریعہ این کتاب درین عالم اسباب ہمت حضرت  
شمیر بود سلمہ اللہ تعالیٰ این بیتے چند از انکار خویش ثبت می نماید

<p>کیا لے گئیں لگا کے وہ عالم فریبیان</p>	<p>کتنا جین بھی دل کے لگانے سے عاجز تھا</p>
---	---

دل تورندون کے صاف ہوتے ہیں  
 اسے جوش عیش جی نہیں لگتا کیطرح  
 دونوں جہان سے ہے دل وحشی کنارہ گیر  
 جو درخور قبول نہ وہ سلام ہوں  
 آتے ہیں یاد صحبت احباب کے مرے  
 اقتضا وقت کا کتنا ہے کہ زاہد بنیے  
 ہو گیا آج مسلمان کلیہ خستہ  
 کوئی بدلے تو دل بدلتے ہیں  
 ہر چند چاہتا ہوں میں ترک و فاکر  
 در سے اٹھینگے نہ تیرے کہی مر جائینگے  
 ہائے کسور و لادیا تو نے  
 روش التماس کیا کتنا  
 کیوں مجھ کو بگے سے لگاتے ہیں تو نزع  
 ذوق شنید نے مجھ مارا کہ ہائے ہائے  
 مر نہیں سکتے تجھ میں بھی ہمیں  
 کتنا تھا حال وجد میں کوئی جلا جھنسا  
 اس غمزدہ سے ضد ہی رہے ہر فراغ کو  
 اب بھی حسرت ہے تڑپیدا کی  
 ہوں خیر خواہ پیر مغان دے مجھے شراب  
 اچھا محل ملا ہے شکایت کا یار کی  
 دل سا کمان ملے گا تجھے صید گاہ میں

خطبرہ آتا نہیں عبادت کا  
 پسدا کہیں سے ناخن غم کی خراش کر  
 کچھ ربط اسکو ہے تو تمہاری بغل سے ہے  
 جسکا جواب کچھ نہ ملے وہ پیام ہوں  
 خلوت میں کیا ستمزدہ از دعام ہوں  
 وضع کتنی ہے کہ یہ بات تو کچھ نہیں  
 اسکا بکو تو یقین ہی نہیں پرکتے ہیں  
 آدمی ہی تو ہیں ضرورت ہے  
 بنی نہیں ہے بات وہاں بن و فاکر  
 تو ہی جب بھکوا دھائے تو کدہ جڑا بیٹنگے  
 نگہ یاس کیا کیا تو نے  
 کام بگڑا بنا دیا تو نے  
 اور یہ بھی جانتے ہیں کہ نہج نہیں ہونیں  
 بجا ہی تو کہے تو او سے میں بجا کمون  
 اتنا بے اختیار ہونا تھا  
 دیکھو تو کیا نہیں ہے دل داغ داغ میں  
 تم لیکے کیا کرو گے دل داغ کو  
 داو دینا اس دل ناشاد کی  
 ورنہ کہیں گے لوگ کہ اسمین کرم نہیں  
 منہ شکوہ ستم کا سوئے آسمان ہر اب  
 اس صید روم شمار کو کر کنا نگاہ میں

ہے ایک بادہ نشہ ہے جسکا عروج پر  
 خجالت نصیب ہم سے نہ تم سے کرم شمار  
 میں حضرت حکیم ہی کیا خوب آدمی  
 سستی کسی نگہ کی ہے اپنی شراب میں  
 ہیں کو رہم ہی ورنہ وہ آیا کئے مدام  
 پیرِ معانی کرات کو جو کچھ نہ سنا سوج  
 مژتا ہوں اسکو دیکھ مغنی کے ہاتھ میں  
 کیلہ دھرا ہے قصتِ فریاد میں  
 ہیں بہت سے جو رہے بھی بے نصیب  
 شورشِ کمان سے لائے جو ہسا ہو درند  
 درخورِ عشقِ حقیقی ہیں یہ اہلِ تقویٰ  
 ڈرتے ہیں یا س سے کہ ادھر اسکا قصد  
 دیدار کی طلب پہ وہ کہتے ہیں گر ملے  
 کچھ بھی نہیں ملے یہ حرم میں اگر ملے  
 ہم اور بوستان بہ نگاپوے ہم صیف  
 لاؤں کمان سے میں وہ عدالت کدہ جلا  
 ہے گرچہ دور شیوہ اربابِ ناز سے  
 تراہتہ میں ہی یا بہت کچھ ہیں جانتے  
 خوگرِ عیشِ نون جان سے جانے والے  
 لطف کا کوئی تو پہلو ہے کہ ہم جاتے ہیں

کچھ اپنے سر میں اور کچھ اوسکی نگاہ میں  
 تم اور آؤ دل سے دیارِ تباہ میں  
 بہکو بھی کل ملے تھے وہ اشنا دراد میں  
 آتی ہے بو کسی کی ہمارے کباب میں  
 روز سیہ میں اور شبِ مہتاب میں  
 سندھ سے نکل بجائے کہیں اضطراب میں  
 آواز آرہی ہے کسی کی رباب میں  
 فرق آتا ہے کسی کی یاد میں  
 مہرانی ہے نہ سان بیدار میں  
 شوخی کمان سے پائے جو تما جمل ہو  
 ہم سے لوگوں کے لئے عشقِ تباہ چاہے  
 بیٹھے ہیں شوقِ حوصلہ فرسائے ہوئے  
 جب دل سے دل ملے تو نظر سے نظر ملے  
 جب بادہ میکہدہ میں ہمیں اس قدر ملے  
 دامن میں دہر لئے جو کمین بال پر ملے  
 دادِ نک فشانِ زخمس جگر ملے  
 کرنا پڑا ہے لطف ہمارے نیاز سے  
 حضرت بھی میکہدہ میں ہمیں بیشتر ملے  
 کوئی بازار سے لے آئے رولانیوالے  
 جی بٹھا دیتے ہیں مجھ سے اوٹہ انیوالے

کوثر مرزا احمدی ولد مرزا قطب الدین حیدر لکھنوی دہلوی موطن از قلمذہ

## ناسخ دیوانے گزشتہ ۵

تیرا تو آسرا تاجہ ائی ہن یار کی  
ترت بہ میری ایسی برستی ہے بیکسی  
اے موت تو بھی مجھے گریزان ہراندہ نون  
بے اختیار شمع کے آنسو ٹپک پڑے  
کیف شیخ فضل احمد خلف شیخ اکبر علی کشمیری لکھنوی از تلامذہ وزیر علی صاحب  
دیوانے وارد ۵

یار بسیل رکمر پر مغان چکاسے  
بہوش گل اور مار لائے تھے کیف کوہم  
لشہ پیتے جاؤ پیاسو تو اب ہوگا  
پھر آج میکدہ میں خانہ خراب ہوگا  
کسی نے باغ میں ایسا شگوفہ چوڑا ہے  
بزم میں یار کو پونچھ جو کوئی تہلا دے  
کہ آج تک گل و بلبل میں بول جا یا نہیں  
شمع کے پاس وہ بیٹھے ہیں جلانے والے

## کاف پارسی

گویا حسام الدولہ نواب فقیر محمد خان بہادر از امر اے نامی لکھنوست و از  
شاگردان ناسخ و وزیر بود دیوانش از نظر گزشت خوش گوست ۵

اے بتو کل تو ہے اللہ کو منہ دکھانا  
وہ ایسا نہیں چپ رہے بات سنکر  
آج منہ نہکھو دکھاؤ گے تو احسان ہوگا  
کوئی اور ہووے گا گویا نہوگا

دعائیں مانگی ہیں مدنون تک جھکا کے سر ہاتھ اوٹھا اوٹھا کر

ہوا ہون تب میں بتوں کا بندہ خدا خدا کر خدا کر  
جاتے ہیں یا او کو بلواتے ہیں ہم  
زاد و جرم کیا کرتا ہوں میں بہر نواب  
وصل کی رات ہی یوں جلد نہ آئی ہوتی  
دل کو یہ کہہ کہہ کے بہلاتے ہیں ہم  
دل ہے کعبہ سے کرنا ہی سیہ پوش تجھے  
اے مر اور ذرا دیر لگائی ہوتی

گرتے اٹھنے نہینے سے بگڑ بیٹھا وہ  
تو تو گویا تسا کوئی بات بنائی ہوتی

## لام

**لطف** مرزا علی استرآبادی الاصل دہلوی منشا عظیم آبادی مسکن تلمیذ  
میر تقی مجید رآباد رفتہ قصاید انشا کردہ وصلہ پایافتہ از شاگردان سودا بخلط مشہور  
است تذکرہ رنجیت گویان از ویادگارست ۷

نہ پھونچی ضعف سے لب تک عاہی رنہ  
جو عطر خضر پوشاید تو وصل ہوئے نصیب  
ہے یہ بھی نئی چھیر شب وصل میں سو با  
اگرچہ فرق زمین آسمان کا ہے تاہم  
در قبول تو اس آرزو میں باز رہا  
یہ زندگی جو تھی سین تو امتحان رہا  
پونچھے ہے وہ کتنی ریشی شب کہ نہیں معلوم  
سے ہو وضع فلک کی بہت تری فوہین

## میم

**ماہ** مرزا عنایت علی بیگ ماہ کمین برادر مرزا احاطم علی تہراز باشندگان لکھنؤ  
وازا قاست گردیدگان اکبر آباد از شاگردان آتش دیوانے دارد ۷

جب میں کستا ہوں کہ اب جانے گزرتا  
ہائے کس ناز سے کستا ہو وہ اچھا کب تک

**ماہر** مرزا جمیعت شاہ دہلوی خلف مرزا زور آور رنجت نبیرہ شاہ عالم بادشاہ  
از تلامذہ مرزا صابر ۷

سمجھ ہی اولیٰ ہے دیوانگاہ الفت کی  
رودیا قتل کے بعد اوس نے پشیمان ہو کر  
کہ دیکھے جانے پر رکھتے ہیں نام آنے کا  
اوسکو پیدا جو جفا کش کوئی جہسا ہوا

<p>وصل کی رات ہر اک بات پہ بندھ بچھ کے ڈ رونا تھا دل کے ساتھ سوخون ہو کے بگیا گھر کے بیٹنا اور کا بنا وہ ہے گویا بڑ بانی تھکو تو مشق ستم ہے اور ہم ہی آنکھوں سے تو دکھا چکی کیا کچھ یہ چشم تر کتنا ہی ہم چورتے ہیں آنکھ اور جسے نظر</p>	<p>بیمہ یوں ہے کہ گویا اونہیں نظر نہیں اب دل نہیں تو نام کو بھی چشم تر نہیں ہر ایک بات میں خوبی ہی خوشنما کے لئے نہیں کچھ ایسی کہ اتنا جگر نہیں رکھتے کانوں سے کیا سنا سکیں کیوں بان مجھ ناچار پڑ ہی جاتی ہے کجست پیار کی</p>
<p><b>مائل</b> میر محمدی دہلوی از ارشد تلامذہ قیام الدین قائم و در گلشن بخار شاگرد مولوی قدرت اللہ اکبر آبادی نگاشۃ بہر حال و سے در عہد شاہ عالم بادشاہ درم شد آباد سکونت ورزیدہ ۷</p>	
<p>کیا کیا کہوں میں تجھے دل زار کی ہو میر عالم علی خان خلف میر مودود بخش خان سردار بہادر از باشندگان سہسوں شنیدہ شد کہ در سر کار بڑودہ او و ہر رگان او اقتدار ہا یافتند و خطاب خانی بجلد و سے خیر سگالی از سر کار انگریزی تفویض گشت سخن بر میرزا غالب می گذرانید آمار و ش میرزا در گفتار او می یابم آرسے ہر کسے رابطہ کج مختلف دادہ اند و مطبوع ہر یکے انداز سے خاص است گویند جو انے زیر پا بود در عالم شباب در گزشت ۷</p>	<p>مشہور ہے جہان میں بیمار کی ہوس مائل ہے اب بھی جی میں تیر کچھ ہوس ہی یہ میر اناز پرور نو گرفتار مصیبت ہے سنا ہے او کو غصہ میں چٹ جائی کی عادت ہے مائل ہے جی میں آج اونہیں آزمائیے</p>
<p>منہ لکے حیرت مند یہ وہ کہتے ہیں پیارے دل مائل کی چندے آپکو لازم رعایت ہے خطا ثابت کرینگے اپنی ہم اور انکو چھڑینگے کہتے ہیں وہ ملام کہ ہیں تابع رضا</p>	<p>مائل ہے اب بھی جی میں تیر کچھ ہوس ہی یہ میر اناز پرور نو گرفتار مصیبت ہے سنا ہے او کو غصہ میں چٹ جائی کی عادت ہے مائل ہے جی میں آج اونہیں آزمائیے</p>
<p><b>مادہو رام</b> ساجو کار فرخ آبادی از شاگردان منشی میر طبع خوشی دارد دیکھ کر بھگو وہ شوخی سے کہن مانتے ہیں</p>	<p>اک سلامت رہے تو چاہئے والا میر</p>



<p>عمدہ کر کے اونہیں دیکھوں تو یہ فرماتے ہیں          میں نے جو یہ کہا تمہیں الفت مری نہیں          چھتے ہیں خارِ دشت تو کہتی ہے بیکسی          شکر ہے بعد مرے یار نے اتنا تو کہا          گلے لگا کے شب وصل کس ادا سے کہا          قتل کرنا وہ شوخ کیا جانے</p>	<p>شرم بھی تجھ کو نہ آئی پھر ادھر دیکھ لیا          گردن جھکا کے ناز سے بولے کہ جی نہیں          حضرت کہہ رہے وہاں تمہارا یہ گھر          سچ تو ہے چاہنے والا نہیں ملتا کوئی          نہونی تجھ سے محبت تو پسار کیوں کرتے          ابھی کم سن ہے دل دھڑکتا ہے</p>
<p><b>مبین</b> حافظ غلام دستگیر شاگرد و فرزند حافظ قطب الدین شیر اور است ۵          کس منہ سے بیوفا کیوں تلو کہ میں نے بھی          سخت جانی کو مرے کھیل کین سمجھے ہو          کوئے تباہ سے بکھے تو کعبہ گیسے مبین</p>	<p>شکوہ کیا ہے دلیں کئی بار آپ کا          تو ٹوٹے آئے ہو کیوں خنجر بڑاں اپنا          شرمندگی اوتارنے کو یا رسا ہوئے</p>
<p><b>بحر</b> میر ہدی حسن خلف میر حسین نگار از باشندگان دہلی و شاگردان          میرزا غالب از دست ۵</p>	
<p>کچھ اک بن ہو چلی ہے باغبان سے          تڑپتی کیوں مگر بجلی کے دل میں</p>	<p>بس اب نکلا ہی سمجھو گلستان سے          کشک ہے میرے خارِ آشیان کی</p>
<p><b>محبت</b> نواب محبت خان شہباز جنگ خلف حافظ الملک نواب رحمت خان          والی کٹھیر از تلاندا حسرت و میر درد بود روح لہو واقعہ شہادت پدِ رخویش در لکھنؤ          سکونت گرفتہ در ۲۲ھ وفات یافتہ دیوانے گزاشت ۵</p>	
<p>جسکو تری آنکھوں سے سر و کار ہو گیا          بیٹھے دیوے جو وہ بزم میں اپنی نہ مجھے          گالی کا انتظار تو حد سے گزر چکا</p>	<p>بالفرض جیا ہی تو وہ بیمار رہے گا          تو اٹھالے جیو اسے بار خدا یا مجھ کو          منہ کو کمان لگا کر ترے دیکھا کرے کوئی</p>
<p><b>محمود</b> حافظ محمود علی خان برادرزادہ اعظم الدولہ میر محمد خان سرور دیوانے</p>	

## از ویادگارست ۵

اپنی برگشتگی بخت کا دیوانہ ہوں انسوس ہوا حشر میں کیا بے گنہی کا جو بے زہرین یہ گراں جانیوں میں ہم جان کیا چیز سے پر عشق میں تاثیر تو ہو لاغری سے میں نظر آتا نہیں	کی شفاعت جو کسی نے تو وہ اغوا سمجھا قائل جو بہن سر بگریبان نظر آیا اعدائے گہری مہمانیوں میں ہم کوئی مر جائے اگر تو کوئی دلگیر تو ہو چارہ گر بیٹھے ہیں ماتم دار سے
---	---

## محنت مرزا حسین علی دہلوی لکھنوی فنکار از تربیت یافتگان جرات ۵

احوال مراد بیان سے مستانتا ولیکن کچھ بات جو سمجھا تو کہا میں نہیں ستا	
--	--

## محمد محمد احسان اللہ دہلوی کتاب سخن از شیخ ابراہیم ذوق منودہ ۵

بنا کر آئینہ خود میں کیا آئینہ رو بہ کو داعظا جہد سے کی ہو تو بہ پی جاتا ہوں میں	بہین حیرت پہنچے کیا بگاڑا تھا سکندر کا میرے لب تک اگر کہی آتی ہو پیمانہ کی بات
---	---

مرہون مرزا علی رضا شہسدری الاصل دہلوی مولد مدتے در حیدر آباد بسربردہ

## از تلامذہ میر ممنون بود ۵

جزیک نگاہ چشم کہی اوسکی خونین قسمت تو دیکھ یہ بھی کہی ہو کہہ نہیں	
--	--

مسرور نواب غلام حسین خان بہادر خلف شرف الدولہ نواب فیض اللہ بیگ خان

## دہلوی در ستار نوازی دستگاہے تام داشت ۵

لکھنزمین پہ نام بہار اسٹا دیا سخت جانی سے دم فوج مرے ہاتھ نہ کینچ	او نکا تو کیسل خاک میں بھگو ملا دیا کہ تجھے تجھ سے بہ قوت بازو ہی سہی
--	--

مشتاق لالہ ہزاری لالہ نگارندہ اکمل الاخبار دہلی از شاگردان

## مرزا نوشہ ۵

یون تیرے ساتھ زمزمین دشمن کا بیٹھنا وہ اعتراض ہے کہ اوٹھایا بجائے گا	
---	--

جہان جاگے دین انگڑا سیان لو | یہاں پھیلائی ہے سستی کہان کی

مشیر حافظ قطب الدین دہلوی شیوہ سخنوری از شاہ نصیر آموختہ ۵

الہی کون سی جنت ہے بے حور | کہان لے جاؤں میں اوس ہم گانگو

مصحفی غلام سہبانی از اہالی امر وہہ منصفان مراد آباد در آغاز شباب بہ  
جہان آباد بصری برد عاقبت در لکھنؤ رفت و بہا بجا حق پیوست روزے چند برزاق  
مرزا سلیمان شکوہ گذرانیدہ بود ابتداء ایش انتہائے دورہ سوداست باجرات و  
انشا در یک ردیف و قافیہ جاوہ سخن می پیوود و در رخیہ ہشت دیوان و دو تذکرہ  
دارد و دربار سی دیوانے سجاوب نظیری و تذکرہ اوراست در بلاد مشرق مسلم التبت  
بود در استادی و سسخن نیست بر جمیع اصناف سخن قدرتے داشت تمام و گزیدہ  
اشعارش نتوان گفت کہ چہا شور انگیز است ۵

میں اسی رشک سے ترابون کہ کل غیر نے پا  
تھا اگر وزیر قیامت تو ہی ہم شادان رہے  
شونی تو دیکھو تیر کو سینہ سے کینچکر  
مجھ کو قاصد کے تغافل نے تو مارا ہی ہے  
مصحفی ہم تو یہ سمجھے تھے کہ ہو گا کوئی زخم  
مت میرے رنگ زرد کا چرچا کرو کہ پینا  
بھیج دیتا ہے خیال اپنا عوض اپنے دما  
بچین سے کیونکہ میں سوؤں کہ شب بھر تجھے  
تلوار کو کھینچ ہنس پڑا وہ  
تری کو میں اس بہانے مجھے دکھوات کرنا  
پھٹ چکا جب سے گریبان تب سے

ہاتھ ہنگام قسم کیوں ترے سر پر کہا  
وہ جو اکدن اوسکے ٹٹنے کا مقرر ہو گیا  
کتا ہے میرے تیر کا پیکان رہ گیا  
روز ظالم ہی کتا ہے کہ کل جاؤں گا  
تیرے دل میں تو بہت کام رفو کا کلا  
رنگ ایکسا بیٹھ کسی کا نسین ہما  
کس قدر یار کو غم ہے مری تنہائی کا  
یاد آتا ہے وہ راتوں کا جگانا تیرا  
ہے مصحفی کشتہ اس ادا کا  
کبھی اس بات کرنا کبھی اوس بات کرنا  
ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں

وہی دشت اور وہی گریبان چاک  
ہائے وہ دل کہ جسے مینے بعلین پالا  
فلک گرہا تا ہے مجھ پر کسکو  
کہا نے نہیں دیتے ہیں مجھے خونِ جگر ہی  
وہ سُسے پانہ سُسے اوسکو ہم اپنا احوال  
چو کٹ پہ جنگی مین نے رو رو کے تراکالی  
نصفی یار مین اسوت کے سب مردہ پسند  
اودامن اوٹھا کے جانے والے  
مہدی کو اپنی دیکھ کے کسے لگا وہ شوخ  
وعدہ قتل سے رکستا ہوں دل اپنی کو نشان  
وہ جی مین بیہ نازان کہ مرعوب تو دیکھو  
مجھ کو پامال کر گیا ہے ابھی  
غم کہا تا ہوں جتنا مری نیت نہیں بہتی

جب ملک ہاتھ پاؤں چلتے ہیں  
اب اوسے یوں بدنِ ناوکِ مکرگان دیکھو  
مین ہنسکر فلک کی طرف دیکھتا ہوں  
نالے تو مرے حلق کے دربان ہوئے مین  
پس دیوار کھڑے ہو کے سنا جاتے ہیں  
سستا ہوں صبح کیا وہ مہمان کیکر مین  
بدنہا ہم ہی تخلص جو مزاری رستے  
تک ہکو بھی خاک سے اوٹھالے  
ہے ہے کسی کا خون ہوا میرے ہاتھ سے  
کہ اسی وعدہ پہ اک وعدہ دیدار ہی ہے  
مین خوش کہ خیال نگہ دور کسے ہے  
یہ جو دامن اوٹھائے جاتا ہے  
کیا غم ہے مرے کا کہ طبیعت نہیں بہتی

مظہر قطب الاقطاب شیخ المشائخ شمس الدین حبیب اللہ حضرت مرزا جانان  
خلف الصدق میرزا جان رحمۃ اللہ علیہما حضرت ایشان بہ بست و بہشت واسطہ  
بتوسط محمد ابن حنیفہ بامیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ میرسد در ۱۳۰۰ ہجری  
تلف و جود پوشیدند و در عمر شانزدہ سالگی گردیتی بر روضت و در ۱۳۰۵  
از دست مرقضہ شہادت یافتند میر قمر الدین منت عاش حیدر مآت شہید  
تاریخ وفات حضرت ایشان یافتہ حضرت ایشان علاوہ کمالات باطنی و ظاہری  
در فن شعر نیز درجہ عالی میداشتند و جز حرف عشق و در دبر لوح زبان نہ می  
نگاشتند و اصلاً در ضمن شعر غرض دنیا و اظہار بہر در میان نہ داشتند و گاہ

در مع و ذم کسے زبان را آلودہ نمی کردند و فتنہ کشی حزیں در ہندوستان آمد کسے را از مستعدان ہند بخاطر نیاورد لیکن باوجود عدم ملاقات مع حضرت ایشان میکرد و روزی شیخ در مکان شارع عام نشسته بود ناگاہ حضرت ایشان بر اسب سوار از ان راہ می گزشتند چون نظر شیخ بر حضرت ایشان افتاد پرسید کہ این کدلم جوان است گفتند حضرت میرزا اجا بخانا نند شیخ گفت چشم بد دور بہہ دانی و ہمہ جانی حضرت ایشان را دیوانہ است مختصر در پارسی بیاضیت خریطہ جو اہر نام بندہ دیدہ ام انتخاب اشعار بخانکہ میثاید در ان صورت بستہ است ۵

نہیں کچھ غم کہ کیوں ملتا نہیں بیان گل میرا لوگ کہتے ہیں موانظر بیکس افسوس توفیق دے کہ شور سے اکدم وہ چپ ہے منظر چپاکے رکہ دل نازک کو اپنے تو خدا کے واسطے اسکو نہ ٹوکو	کہ میں روتا ہوں ملکی بیکسی پر لائے دل میرا کیا ہوا اسکو کہ اتنا ہی تو بیمار نہ تھا آخر مر ایہہ دل ہر آہی جبریں نہیں یہ ششہ بیچنا ہے کسی میرزا کے ہاتھ یہی اک شہر میں متاقل رہا ہے
--	---

**معروف** نواب الہی بخش خان دہلوی برادر خور و فخر الدولہ نواب احمد بخش خان بہادر رئیس فیروز پور جہ کہ خلف مرزا عارف جان برادر شرف الدولہ قاسم جان از تلامذہ شاہ نصیر دہلوی بود در آخر ایام ترک دنیا گفتہ در ۱۲۲۲ھ از جہان رفتہ دو دیوان دارد درین فن دستگاہے شایستہ داشت و طراز ہائے دلپذیر می یافت ۵

کہا تنک راز عشق افشا نکرتا غیر روتے ہیں مری حالت پہ وہ تو یار تھا کی وصیت یہ کچھ رمان بھری آہ کہ رات کتاب ہے جب وہ ہنسکر ہی گریہ اختیاری اوسکے جانیکی اگر کچھ بھی خبر رکھتے ہم	مشکل یہ ہے کہ مڑا گیا نکرتا دیکھ کر گڑھ بتانہ آیا یہ ہے گہرا چھا ہوا سارے گہ کو ترے پیارے سونے ندیا اتنا ہے اور مجھ کو بے اختیار رونا ایسے دیوانے تھے کہ میں جو در کہتے ہم
--	--

کہا جو میں نے کہ اس ناتوان کا سنیے حال  
 کہ ہے مجھ سے کوئی تمکو یاد آلی ہے  
 دیا ہے اپنے سے ظالم کو اسنے دل معر  
 آپ جو قوت رقیبو کی قسم کھاتے ہیں  
 مے کے پینے سے تو ہر چند بنا ہی تو بہ  
 گریہ و آہ و فغان کیکدم زحمت نہیں  
 ہائے اس شمع کا یوں روٹھ کر جانا معر  
 میرے مرنے سے موئی او سپر خلق  
 غرق عادت اپنے دیوانے کی دیکھ  
 دم بدم پاؤں سے تو بکو نہ ٹھکرا چل جا  
 معر و اب تو دیکھتے ہو تم ہیں غریب  
 دور جو بزم میں وہ آنکے بیٹھے ہم سے  
 روٹھنے کو تو چلے روٹھ کے ہم دانے دلے

کہا جو حال سناوے وہ ناتوان نہیں  
 کروں فرا جو میں اس بدگمان سے باتیں  
 اب اور اس بت بیدار کو کیا کوں  
 ہم رقیبو کے نصیبو کی قسم کھاتے ہیں  
 پر مغالے وہ خجل ہوں کہ الہی تو بہ  
 ہم سمجھتے تھے محبت کام بیکار و کا ہے  
 اور یہ کنا کہ میں اب نہ منائے کوئی  
 میں نہ مرنے تو نہ مرنے کوئی  
 جس طرف کو وہ چلے پتھر چلے  
 خیر ہم دیکھ چکے فندق با اچھی ہے  
 ٹھک منہ لگائے یار تو پھر بکو دیکھئے  
 کیا ہی بچائے کہا آگے سے ہیں کیوں نہو  
 طر کے تکتے تھے کہ اب کوئی سنا کر بجائے

معین معین الدین دہلوی از حال تلمذ آگاہی دست نداد نیکینی از گرفتار او  
 پیدا است حیثے خوش گفتہ است ۵

مر گیا آج خدا بخشے معین خستہ	ایک موزوں سا جوان تھا کہ بی بکھا ہوگا
مخت دل آنکھوں میں کچھ آتے ہیں کس کس شوق سے	
میری مڑگان پر گمان کر کے تمہارے تیر کا	
مثل نقش پا اوس در سے اوٹھ نہن سکتے کوئی اوٹھائے	
ضعف کی دولت بارے ہم بھی اتنی طاقت رکھتے ہیں	
نہ چاہا حسن آرزوہ اوں نازک طعانی کو	کیا طرز تبسم نے ادا تیغ آزمائی کو

یہ عقدہ ہائے دل ترے بند قباہوں کے  
مگر یہ اپنا ہی زخم جگر ہے کیا کیجئے  
یہ بیٹنا تو یوں ہی عمر بھر ہے کیا کیجئے  
اور اپنی کیجئے تو وہ بے اثر ہے کیا کیجئے  
بندہ پروردگار کی بیان ہو

کچھ سے ترے وصل کی شب بھی وا ہوئے  
ترے فراق میں بیجا ہنسی کا تھانہ دماغ  
تری جفا کی حکایت اور اپنا حال فا  
تمہاری بات ہے بے اعتبار کیا کیجئے  
دیکھ کر تجھ کیجئے نامح

**ممنون** میر نظام الدین مقبب بہ فخر الشعر اوستاد اکبر شاہ بادشاہ دہلی  
خلف میر قمر الدین منت موطش سوئی پت مولد و مناش دہلی ست مدتے و کشتو  
ماندہ سپس دراجہ میر بر عہدہ صدر الصدوری مامور گردید و فاش در شہ اجہری  
واقع شد دیوانے از و یادگار است قوت نظم اکثر اصناف سخن داشت از اسجا کہ  
ممنون از مشاہیر است و نیز کلام ہر کہ گواہ طبیعت او باشد حاجت ستایش ندارد

تمہیں حق نے ایسا بنا یا تو دیکھا  
گردن پہ کس کی خون ہے اس بگیناہ کا  
ورنہ یاں کس کو سر آبلہ فرسائی تھا  
ایک ایک شکن گناہ تری زلف دراز کا  
ہم یہ سمجھے تھے چلے آئی گئے دم بہر دیکھ کر  
کھتا تھا اک جوان بہت بار بار حیف  
ہے ذرا آدمی کشتی کا شوق  
یہ مجھے پوچھے ہے کیوں کیسے طر حار ہنر  
گو یا ترے ہونٹوں ہی سے لپٹے ہیں مزاہم  
جسلا دہی کو بتائیں گے ہم  
ہاتھ اوس نے کسی دیدہ تر پر نہ دہرا ہو

برامنے مت مرے دیکھنے سے  
قربان ناز نعرشہری دیکھ کر کھسا  
ہاتھ میں جنبش محل کی عنان ہے اپنے  
شغل شب فراق ہی تھا کہ دسیان میں  
یہ نہ جانا تھا کہ اس محل میں دل بجا بیگا  
قاتل ہی وہ نہوے جو ممنون کی نقش پر  
یوں تو وہ ہے فرشتہ خولیکن  
میں اس سخن کے تصدق وہ کچھ آئینہ  
اس ذوق سے کہتی ہیں حدیث لب شیرین  
پوچھنے کے آرزو دم فوج  
یوں رشک کے کم جو دہان رنگ خا ہو

<p>اوس مرگ پر سو جان ہی صدقہ کہ دم نزع آہ خلوت میں جو نہا کہی یاؤں نہج کو تفاوت تماست یار و قیامت میں کچھ کیا مینوں رضعت کے وقت ہواں ترے گریاں کراؤنی</p>	<p>گہرا کے کہے تو کہ بس اب دیکھئے کیا ہو جس لئے نہج کو بنا یا ہو دکھاؤں نہج کو وہ ہی فتنہ ہی لیکن یان ذرا سانچے میں ڈالتا کر رودے ہو اوس گھڑی کہ نہ جنت بس چلے</p>
<p><b>ممنٹ</b> میر قمر الدین مخاطب بہ ملک الشعرا شاگرد میر نور الدین نوید و میر شمس الدین فقیر اصلش از مشہد و مولدش سونی پت و منشاش دہلی است در لکھنور فتنہ مذہب امامیہ پذیر فتنہ از انجا بجلگتہ شتافت و در مشہد ۱۱ بعمر چول و نہ سال وفات یافت ریختہ کتر میگفت اشعار باری اوقریب یک و نیم لک بودہ باشد ۷</p>	<p>اس آئے کا کچھ ہے لطف پیارے ہر دم جو کہو کہ جائیں گے ہم مفتخر نور الاسلام لکھنوی خلف شاہ فیض علی از گزین تلامذہ مصحفی ست دیوانے گزاشۃ ۷</p>
<p>وہ دل لیکر کر جانا کسی کا دولت حسن جسے پاس یہاں سے بھی سوال کچھ نہ لے اور نہ دے پرہیز نوکر سمجھے</p>	<p>یہ جی ہی جی میں غم کھانا کسی کا کچھ نہ لے اور نہ دے پرہیز نوکر سمجھے</p>
<p>نہ تو عشق سے مجھے عشق ہے نہ تو چاہ کی مجھے چاہ ہے</p>	
<p><b>منشی</b> میر محمد حسین خلف سید ابوالحسن عرف میر کلن ایرانی الاصل دہلوی مولد مدتے در لکھنؤ بسر کار مرزا سلیمان شکوہ بسر بردہ پدر و سے از شاہیر خوشنویسان بود و سے نیز بدرستی خطوط متصف بود ۷</p>	<p>وہ جو بات منہ سے نکالی تھی سواوسی کا مجھ کو نباہ ہے</p>
<p>جو بوجھا اوس سے لوگوں نے کہ منشی کون ہے بولے</p>	
<p>مجھے کچھ یوں ہی اوس سے دور کی صاحب سلامت ہو</p>	
<p><b>غیر</b> سید اسماعیل حسین خلف منشی احمد حسین شکر شکوہ آبادی از تلامذہ رشک و</p>	



ناسخ است امروز در راسپور نفل عطوفت والی انجا با عزت بر سر می برد و سخنور سینه گوشت  
وانچه از گفتارش بنظر رسیده همه نکوست و دیوان دارد ۷

آتش حسن کو کیون ناز ہے کیتائی کا بیکسی آپ سے باہر نہیں جانے دیتی ایک دن حشر کا تشہیر کو کافی نہوا کیا بتائیں کہ کہاں جا کے شب غم میں ہے کوئی حیلہ تو عارف کا خوشی کی بیکہ چھوڑ دوں میں بھی ملاقات تو بیکہ ہو جائے سب سے ملنا تو چوڑا یا ہے گرج بائیں دور سے بھی کبھی ملنے کے اشارے ہوئے بھولے سے پچانس نکالی نہ ہمارے دلکی	شعلہ طور شریک آسمین ہے چوتھائی کا مجھ سے آباد ہے عالم مری تمنائی کا حق ادا ہونہ سکا ذلت و رسوائی کا آپکی جان سے دور اور ہی عالم میں ہے کاش تقدیر ہی پر آئے تبستم بھگ کو ستم پار پر آتا ہے ترخستم بھگ کو بیکسی سے بھی اگر ملنے نہ دو تم بھگ کو ہم کسکے نہوئے تم جو ہمارے نہوئے ایک تنکے کے بھی شرمندہ ہمارے نہوئے
--	--

**مومن** حکیم مومن خان فرزند حکیم غلام نبی خان دہلوی در طب ید طولی داشت  
و در نجوم پایہ والا بر جمیع اصناف سخن قادر بود از لطایف شعر و شاعری کما ہو حقہ ماہر  
بقوت سخنوری مومن کہ تر کسے بر خاستہ و بہر دو لفظ چند ان دست گاہے نصیب او  
گشتہ کہ پارسیان از ان خود می انکارند و ہندیان بشرق ہمزبانی ناز ہا دارند دیوانہ  
ملوا از اصناف سخن ست مثنویات متعدد دارد و فرستہ نیست کہ با انتخاب دیوان و سے  
پیر و از مہمانان از گلشن بنجایمیتے چند برداشتہ کہ ہر یکے از ان دستنبوے فصاحت  
و گلدستہ بلاغت میتوان شمر داکتہ درین فن محسود اناسے روزگار ست و مشہور ہر  
شہر و دیار ناظورہ بیان نازکش سر مایہ حیات عشاق نا کام و معشوقہ کلام دلاویزش  
تسل خاطر ہا سے پُر آلام مذاق آشنایان معنی از عنایت کلام شیرینش ذائقہ لطف بہشت  
و نکستہ شناسان نغمہ گفتار سخن جادو و فریبش را افسون دلربا بگشتہ اند ہمانا وفات او

در ۹۸ واقع شدہ از دست و پس نکوست ۵

اوس نقش پاکہ سجدہ نے کیا کیا کیا دلیل  
یہ نہ ماتوان ہوں کہ ہوں اور نظر نہیں آتا  
خواہش مرگ ہوتا نہ ستانا ورنہ  
کیا سنا تے ہو کہ ہے ہجر میں جیٹا شکل  
وصل کی شب شام سے میں سو گیا  
دل لگانیکے تو اوٹھائے مڑے  
نہ مانو مگنا نصیحت پر نہ سنتا میں تو کیا کرنا  
کیا تم نے قتل جہان اک نظر میں  
وہ کرتے ہیں بیباک عاشق کشتی یوں  
ان نصیبوں پر کیا اختر شناس  
یہ عذر امتحان جذبے کی کیا نکل آیا  
پھر نے سے شام وعدہ تھکے یہ کہ سوئے  
وقت وداع بسبب آرزو کیوں ہوئے  
کیا جی لگا ہے تذکرہ یار میں عبث  
دشنام یا طبع حزمین پر گران نہیں  
بد کام کا مال ہر اے جزا کے دن  
میرے گھر ہی پھرتے چلتے ایک دن آجائیگا  
بستہ دم غضب لئے اولیٰ سمجھ تو دیکھ  
آغوش گور ہو گئی آخر لہو آسان  
اس حال کو پہونچے ترے قصہ سحر اب ہم

میں کو چہ رقیب میں بھی سر کے بل گیا  
مرا بھی حال ہوا تیری ہی کمر کا سا  
دلین پھر تیرے سوا اور بھی ارمان ہوگا  
تم سے بے رحم پھرنے سے تو آسان ہوگا  
جاگنا جسد ان کا بلا ہو گیا  
جی بلا سے رہا رہا نہ رہا  
کہ ہر ہر بات میں ناصح تمہارا نام لیتا تھا  
کسی نے نہ کیا تمہارا کسی کا  
نہیں کوئی دنیا میں گویا کسی کا  
آسان بھی ہے ستم ایجا د کیا  
میں الزام او کو دیتا تھا تصور اپنا نکل آیا  
آرام شکوہ ستم اضطراب تھا  
یوں بھی تو ہجر میں مجھے نیچے و عذاب تھا  
ناصر سے مجھ کو آج تلک اجتذاب تھا  
اسے ہمنفس نزاکت آواز دیکھنا  
حاصل سپر تفرقہ انداز دیکھنا  
دو مبارکباد اچکے یار ہر جا ہی ملا  
بل جو پڑا جبین یہ تمنا کولب ہوا  
آسان نہیں ہے آپکے بسمل کو تنہا سنا  
راضی ہیں گرا عدا بھی کریں فیصلہ اپنا

رازِ نمان زبانِ اغیار تک نہ پہونچا  
 ہٹ گیا ہو گا دہشتہ منہ سے سچو مین کین  
 ہجرِ تباہ میں تھکاو ہے مومن تلاشِ ہر  
 جلوہ دکلائے تا وہ پردہ نشین  
 مٹی نہ رہی مزارِ ملک آکے اسیہ بھی  
 سجدہ پہ سر قلم ہو دما پر زبان کٹے  
 رکھ لے رہ اپنے زانوئے ناز کیہ شوق سے  
 تو نہ کمانِ کدورتِ باطن کے ہوش تھے  
 وصلِ تباہ کے دن تو نہیں بیکہ ہوا بال  
 مجھ سے نہ بولو تم اسے کہتے ہیں کیا بھلا  
 بیزار جان سے جو نموتے تو مانگتے  
 اوس کو مین جاہر شے مرداے ہجوم شوق  
 خنجر تو نہ توڑ سخت جانی  
 وہ جفاکش مین اے فلک کہ کیا  
 اب تپ جبر دیکھ مومن ہیں  
 گریہ شوقِ شہادت ہی تو مومن جی بچے  
 جانے دے چارہ کہ شبِ بچہ این مٹ بلا  
 ہے دوستی تو جانبِ دشمن نہ دیکھنا  
 منظور ہو تو وصل سے بہتر ستم نہیں  
 بے جرم پا مالِ عدو کو کیا کیا  
 عاشق کشی ہے شیوہ اگر بے ہوس سہی

کیا ایک بھی ہمارا خط یا رنگ نہ پہونچا  
 شبِ یدمان رہنے کا تیرے جسمین چر جا ہو گیا  
 غم پر حرامِ خوار تو کل نہو کا  
 مین نے دعویٰ کیا تھل کا  
 کہتے ہیں لوگ خاک مین اوسنے ملا دیا  
 گویا نہ وہ زمین ہے نہ وہ آسمانِ آب  
 تیرا مریضِ عشق بہت ناتوان ہے اب  
 غش ہو گیا مین رنگ مے ناب دیکھ کر  
 مومن نمازِ قصر کرین کیوں سفر مین ہم  
 انصاف کیجے پوچھتے ہیں آپ ہی سے ہم  
 شاید شکایتوں پہ ترے مدعی سے ہم  
 آج اور زور کرتے ہیں بیطاعتی سے ہم  
 پھر کس کو گلے لگا سینگے ہم  
 اوس ستمگر نے انتخابِ ہمین  
 بے حرام آگ کا عذابِ ہمین  
 مار ڈالے کاش کوئی کافر دیکھو ہمین  
 وہ کیوں شریکِ ہون مرے حالِ تباہ مین  
 جادو بھرا ہوا ہے تمہاری نگاہ مین  
 اتنا رہا ہوں دور کہ ہجران کا غم نہیں  
 مجھ کو خیال ہی ترے سر کی قسم نہیں  
 آخر کچھ اپنی جان کے دشمن تو ہم نہیں

مین گاہ کرتا ہوں اپنا تو نہ سن غیر مکی بات  
غیر سے سرگوشیاں کر لیجئے پھر ہم بھی کچھ  
اب رو رہ گئی مرنیکی کہ روتے تو ہیں وہ  
وہ ہی نفل میں تو ہی تو یان نیندا اور گئی  
سچا ہوں روز جزا داد یہ ستم دیکھو  
ہیں غیسر مرے بھکنے سے خوش  
کیا کیجئے کہ طاقت نظارہ ہی نہیں  
شبنم خراب مہر و کتان سینہ چاک ماہ  
کیسے گلے رقیب کے کیا طعن اقربا  
وفا سکھارے گا دل ہمارا  
مومن تم اور عرق تباں اپر و مرشد خیر ہے  
جب تو چلے جنازہ عاشق کے ساتھ ساتھ  
سنگ اسود نہیں ہے چشم تباں  
اولٹے وہ شکوے کرتے ہیں اور کراہ کے تہ  
بے پردہ خیر پاس اسے بیٹھا نہ کیستے  
خوشی نہ مجھے کیونکہ قضا کے آنے کی  
گر علاج جوش و خشت چارہ گر  
چھڑکے ہے کان ملاحظت لون کیا  
اب تو مہر جانا ہی مشکل ہے ترے پیار کو  
ایک ہم ہیں کہ مولے ایسے پشیمان کہ بس  
پامال اک نظر میں قرار و ثبات ہے

ہیں یہی کہنے کو وہ بھی اور کیا کہنے کو ہیں  
آرزو ہائے دل رشک تہ شا کہنے کو ہیں  
اشک شادی ہی سے گو چشم کو کم کرتے ہیں  
یہ سوچ ہے کیا نوا اعدا کے خواب میں  
کب آزماتے ہیں جب وقت امتحان نہیں  
گویا کہ میں انکا مدرس ہوں  
جتنے وہ بے حجاب ہیں ہم شرمسار ہیں  
لو اور ہی ستم زدہ روزگار ہیں  
تیرا ہی جی نچا ہے تو بائیں ہزار ہیں  
متساری خراطینا مہربان کو  
یہ ذکر اور منہ آب کا صاحب خدا کا عالم  
پھر کون وارثوں کے سننے اذن عام کو  
بوسہ مومن طلب کرے کیا منہ  
بی طاعتی کے طعنے ہیں عذر جفا کے ساتھ  
اوٹھ جاتے کاش ہم ہی جہاں تکیا تہ  
خبر ہے نعل پر اس بیوفا کے آنے کی  
لا دے اک جنگل مجھے بازار سے  
خود لیٹ جا سینہ افکار سے  
ضعف کے باعث کمان دنیا سے اوٹنا ہے ہر  
ایک وہ ہیں کہ جنہیں چاہ کے ارمان ہو گئے  
اوسکا نہ دیکھنا نگہ التفات ہے

<p>پیغامبر قیامت ہوتے ہیں مشورے عیش میں بھی تو نہ جاگے کسی تم کیا جانو میرے تغیر رنگ کو مت دیکھو اسے قیامت نہ آئیو جب تک لے تو ہی بھیج دے کوئی پیغام تلخ اب</p>	<p>ستائین کسی کی یہ کہنے کی بات ہو کہ شبِ غم کوئی کس طور سحر کرتا ہے بجھ کو اپنی نظر نہو جائے وہ مری گور پر نہو جائے تجویر زہر ہے ترے بیمار کے لئے</p>
اجل سے خوش ہوں کی طرح ہو وصال تو ہے	
نہ آئے نقش پہ وہ پر یہ احتمال تو ہے	
<p>جفائے یار کو سونپا معاملہ اپنا تسلی دم واپسین ہو چکی تھی بدگمانی اب انہیں کیا عشق جو رکی رنگ دشمن بہانا تھا سچ ہے شب ہجر میں کیا ہجوم بلا ہے</p>	<p>اب آگے ہو نوا مید انفضال تو ہے ہمیں ہو چکے جب نین ہو چکی جو آگے مرتے دم مجھے صورت دکھا گئے میں نے ہی تم سے بیوفائی کی زبان تھک گئی مر حبا کہتے کہتے</p>
<p><b>مولنس</b> سید اعظم حسین نبیرہ حکیم خادم حسین کہ از شاہیر اطباء ایخبا بودہ اند جو انیسٹ تحصیل تمام کردہ با کثرت علوم آشنائی دار و درین فن نیز اور دست گاہے ست آتا تو جملہ بیماریاں بیشتر مصروف است بر سنجہ کمر فکر میکنند لکن در اوائل مشق رنجیتہ کردہ است گاہے گاہے بانامہ نگار بر سیخورد و اخلاص تمام دار و این بیت از زبان او استماع افتادہ بود ثبت میشود خند خوش گفتہ است</p>	
<p>لا کر شفیع ہم عمل ناصواب کو <b>مہجور</b> نقش بند خان خلف نواب مصطفیٰ خان شیفتہ جو الے بود زیر باطبع شگفتہ داشت حک و اصلاح کلاش بہ مولوی الطاف حسین حالی متعلق بود در نیجا آمدہ بود بانامہ نگار بر خوردہ خوش تہذیبی داشت ہر گاہ از نیجا بدہلی رفت ہما نجا در گذشت</p>	<p>کیا کیا سنا رہے ہیں کسی کے عتاب کو</p>

خدایش بیا مرزا دین بیٹا کہ می بینی از و گرفتہ بودم ۵

دل غمیدہ بہ آتا ہے ترجمہ مجھ کو صاحب کسی کے دلی بہلا کیا خبر مجھے احسان رہیگا یاد ترا عمر بھر مجھے وصل عشاق کی شب گردش دوران میں نہیں اوس میں کچھ بات ہو ایسی کہ جوانا نہیں ہم نہ کہتے تھے کہ کیا کچھ غم پنہا نہیں باتیں نہ بنا د ہر او د ہر کی ہم کو بھی امید ہے اثر کی پر سخت بلا ہے چارہ گر کی	نکہ لطف سے جب دیکھتے ہو تم مجھ کو کہتے ہیں سکر کے منہ سے وصل پر اے شوق رشک غیری دل سے بہلا دیا کیا خوشی ہو اگر غیر بدستان میں نہیں ایک صوفی نے کہا محو شاہوکر تم نہ سنتے تھے کہ بیدار کیا ہو انجام قاصد جو کہا ہے اوسنے کہ تھک کہتے ہیں دعائے وصل پر وہ الفت میں ہیں اور بھی بلا میں
---	--

حرم مرزا حاتم علی لکنوی خلف مرزا فیض علی از مشاہیر تلامذہ ناسخ است در ۱۲۹۵  
راہ عدم پیو د دیوانے گذاشتہ ۵

روکے ہوئے ڈانٹے ہوئے ہم کائے ہوئے ہیں جو آنکھوں میں نہیں کہوں توڑا ہوا نظر ہوگی	کر تا غضب ابتک تو ہمارا دل تیار تمہارے واسطے دے نہیں کوئی مکان بہتر
--	--

میر تقی اکبر آبادی از قدماست و استاد مسلم الثبوت و نزد جمیع اساتذہ مقبول  
زبانے دلپذیر دارد و بیانے سادہ پرکار کہ غنی توان گفتن بر جملہ اصناف سخن قادر  
بود لاسیما بر غزل و مثنوی حضرت آزر دہ نوشتہ اند در تذکرہ خود کہ در حال  
ارباب نظم ریختہ است حیث قال پستش اگر چہ اندک پست است اما بلندش بسیار  
بلند و جناب شیفۃ نگاشتہ پست و بلند کہ در کلامش بینی و رطب و یابس کہ در  
ابیاتش بگری نظر کنی کہ گفتہ اند ۵

درید بیضا ہمہ انگشتا یک دست نیست	شعر اگر عجاز باشد بے بلند و پست نیست
----------------------------------	--------------------------------------

انتہا سے شش دیوان رنجیتہ دار و حاوی اصناف سخن دُست سے کہ بضامین و انشت  
گفتہ مشہور است میر در قصیدہ فکر خوشی نہ داشتہ چنداں کہ غزلش بلند مرتبہ تر قصیدہ  
اش است پایہ تر ذوق دہلوی بہ نسبت میر گوید ۵

نہوا پر نہوا میر کا انداز نصیب ذوق یاروں نے بہت زور غزلین لیا

و میرزا غالب میفرماید ۵

رنجیتہ کے تمہیں استاد نہیں ہو غالب کہنے میں اگلے زمانہ میں کوئی میر ہی تھا

و نیز می سراید ۵

غالب اپنا ہی عقیدہ بے بقولِ ناسخ آپ بے بہرہ ہے جو معتقد میر نہیں

انتہا این ابیات اور است و خیلہ دلرباست ۵

<p>دل ستمزدہ کو مینے تھام تھام لیا صبر مہر و عجب مونس تنہائی تھا کل تک تو یہی میر خرابات نشین تھا دل ساعزیز جان کا جنجال ہو گیا تراہوں میں تو ہائے رے صدف نگاہ کا رہے ہی خوف مجھے واکلی بے نیازی کا بہسہ ہمارا بھی ناز پر درتسا بیچارہ گریہ ناک گریبان دریدہ تھا ستم شریک ترانا رہے زمانے کا میری طرف ہی دیدہ فونبار دیکھا یہیں سے کعبہ کو سلام کیا اوس شوخ کو بھی راہ پہ لانا ضرورتسا</p>	<p>ہمارے آگے تیرا جب کسی نے نام لیا اتنی گزری جو ترے بھرمین سوا اسکے سبب مسجد میں امام آج ہوا آگے وہاں سے اوجھٹاؤ بڑ گیا جو ہمیں اوسکے عشق میں آنکھوں میں جی مرا ہے ادھر دیکھتا نہیں خدا کو کام تو سونپے ہیں مینے سب لیکن دل کی کچھ قدر کرتے رہیو تم قاصد جو وائے آیا تو شرمندہ میں ہوا فلک کا منہ نہیں اس فتنے کے اٹھانیکا آنکھیں چڑائیو نہ ملک ابر بہار سے تیرے کو پہ کے رہنے والوں نے ہم خاک میں ملے تو ملے لیکن ملے فلک</p>
--	---

<p>کسی نے حشر کو ہم سے اگر سوال کیا اے کشتہ یستم تری غیرت کو کیا ہوا مذہب عشق اختیار کیا ہمارے وقت میں تو آنت زمانہ ہوا پھر ملین گے اگر خدا لایا جب بسکے تیرا نام وہ بیتاب سا ہوا اسے اہل مسجد اس طرف آیا ہونین ہیکلو مرتے مٹو اپراو سکے کبھی گھر نہ جا پھرا کاش اکبار میں موند نہ دکھایا ہوتا کنے کی ہیں سب باتیں کچھ بھی نہ کہا جاتا مجنون کے دماغ میں نخل تھا سمند ناز پہ اک اور تازیانہ ہوا</p>	<p>جواب نامہ سیاہی کا اپنے ہے وہ زلف جاتا ہے یا رتیغ بکف غیر کی طرٹ سخت کافر تھا جس نے پہلے میر جہان سے فتنے کو خالی کبھی نہیں پایا اب تو جاتے ہیں میکدے سے میر سمجھے تھے ہم تو میر کو عاشق اور سیکھ ہی مستی میں لغزش ہو گئی معذور کر کہا جائے خانہ خراب میر بھی کتنا غیور تھا کم کم اوٹنا وہ نقاب آہ کہ طانت رہتی کہتے تو ہویوں کہتے یوں کہتے جو وہ آتا میرا ہی مقدمہ نسل تھا کھلا نشہ میں جو گیلڑی کا بیج اوسکے میر</p>
	<p>کوسوں ہم سے بہا گو ہو کیا سیکھے طرز غزلوں کا</p>
<p>دشت کرنا شیوہ ہے کچھ اچھی آنکھیں والوں کا</p>	
	<p>عشق ہمارے خیال پڑا ہے خواب گیا آرام گیا</p>
<p>جی کا جانا ٹھہر رہا ہے صبح گیا یا شام گیا</p>	
<p>جانتا تھا کہ اسے ہے مری قنار پسند آتا ہو جی بھر اور دیوار دیکھ کر یعنے آگے چلینکے دم لیکر آیا ہے اب مزاج ترا استخوان پر جیتا مرنے کو رہا ہے یہ گنگار ستونز</p>	<p>دو قدم ساتھ جنازہ کے نہ آیا وہ تیر جاتا ہے آسمان لئے کوچہ سے یار کے مرگ اک ماندگی کا وقفہ ہے کچھ ہو سیکا عشق و ہوس میں ہی قنار متظر قتل کے وعدہ کا ہوں اپنے یعنی</p>



اوسکے کوچہ میں نکرشور قیامت کا ذکر  
 اوسکے نزدیک کچھ نہیں عزت  
 ایک ہمار جہانی ہوں میں آپ ہی سپر  
 اک وہ ہم نہیں بیش مری ہستی ہو ہوم  
 مدعی مجھ کو کھڑے صاف بڑا کہتے ہیں  
 ایک ہمت صرف کر جو اوس سے جی اوچٹے مرا  
 عشق کا گھر ہے میرے آباد  
 نازک مزاج آپ قیامت ہیں میر جی  
 کاشکے دل دو تو ہوتے عشق میں  
 جائے ہے جی نجات کے غم میں  
 قتل کیے پر غصہ کیا ہوا لاش مری اوٹھوانے دو  
 کب میرا اسکے منہ کا دیکھنا آتا ہے میر  
 رات ساری نو گئی سننے پریشان گوئی  
 یہ اضطار دیکھ کے اب دشمنوں سے بھی  
 زور و زکر کچھ نہتا تو بارے میر  
 تجھ کو مسجد ہے مجھ کو میخانہ  
 آج پھر تہا بے حیثیت میر وان  
 میں جو بولا کسا کہ یہ آواز  
 جب نام ترا لیجے تو چشم بھر آئے  
 اوس ستمگار کے کوچہ کے ہوا دار و غین  
 باہم سلوک تھا تو اوٹھاتے تھے نرم گرم

شیخیاں ایسے تو نہ گامے ہو کرتے ہیں  
 میر جی یوں ہی خوار ہوتے ہیں  
 پوچھنے والے جدا جان کو کھا جاتے ہیں  
 اسپر بھی تری خاطر نازک یہ گراں ہوں  
 چپکے تم سنتے ہو بیٹھے اسے کیا کہتے ہیں  
 پھر دعا اسے میر مت کیجو اگر ایسا کروں  
 ایسے پھر خانان خراب کہاں  
 جون شیشہ میرے منہ نہ لگو میں نشہ میں ہوں  
 ایک رہتا ایک کہوتے عشق میں  
 ایسی جنت گئی جنتسم میں  
 جانے ہی ہم جلتے ہیں تو تم ہی جانے دو  
 پھول گل سے اپنے دلوں تم ہی بھلا یا کرو  
 میر جی کوئی گھڑی تم بھی اب آرام کرو  
 کہتا ہوں اوسکے ٹٹنے کی کچھ تم دعا کرو  
 کس بھر دوسے پر آشنائی کی  
 واعظا ابنی اپنی قسمت ہے  
 کل لڑائی سی لڑائی ہو چکی  
 اوسی خانہ خراب کی سی ہے +  
 اس زندگی کریں کو کہاں سے جگر آئے  
 نام فردوس کا ہم لیکے گنہگار ہوئے  
 کاہیکو تیر کوئی دے جب باڑ گئی

گھبرانہ میر عشق میں اس سہل نیست پر  
 اپنے تو ہونٹ بھی نہ پہلے اسکے روبرو  
 پھنچا تو ہوگا سمیع مبارک میں حال تیر  
 میرے تغیر حصال پرست جا  
 اب چھٹیر یہ رکھی ہو کہ عاتق ہی تو کہین  
 تیر صاحب بھی اسکے ہاں تھے پر  
 آئے کہنچہ وہاں تو یہاں تھی تیرا ودا  
 وہ تو بگڑے ہے میر سے ہر دم  
 کعبہ میں جان بلب تھی ہم دوری تباہ  
 ڈر کیوں نہ تھل میں رہے رونے سے سیر  
 پیدا کمان ہیں ایسے پر اگندہ طبع لوگ  
 مقدور تک تو ضبط کروں پر میں کیا کروا  
 واعظ ناکس کی باتوں پر کوئی جاتا ہے تیر  
 فریاد شب کی سسکے کہا بے دماغ ہو  
 پھرتے ہیں تیر خوار کوئی پوچھتا نہیں  
 اور کا غضب نامہ نہ لکھنا تو سہل ہے  
 نہیں ہے جاہ بھلی اتنی بھی دعا کر تیر  
 کشتی ہر اک فقیر کی پھر دی شرب سے  
 دل سے شوق ترخ نکو نہ گیا  
 تیر ہی کہنے لگا دیر کی لو کو تو کی سی  
 تیر کے ہوش کے بین ہم عاشق

جب بس چلا نہ کچھ تو مرے یار مر گئے  
 رنجش کی وجہ تیر یہ کیا بات ہو گئی  
 اسپر بھی جی میں آئے تو دو کو لگائے  
 اتفاسات بین زمانے کے  
 القصد خوش گذرتی ہوا میں گمان سے  
 جیسے کوئی غلام ہوتا ہے  
 آخر کو تیراوسکی گلی ہی میں جا رہے  
 اپنی سی یہ بنائے جاتا ہے  
 آئے ہیں پھر کے یار واکے خدا کے ہاں سے  
 سیلاب نے اس کو چہ میں گھر مول لیا ہے  
 افسوس تلو تیر سے صحبت نہیں رہی  
 منہ سے نکل ہی جاتی ہے اک بات پیار کی  
 آؤ بیخانے چلو تم کس کی باتوں پر گئے  
 دیکھو تو اس بلا کو یہ شاید کہ تیر ہے  
 اس عاشقی میں عزت سادات ہی گئی  
 لوگوں کے پوچھنے کا کوئی کیا جواب دے  
 کہ اب جو دیکھوں اس سے میں بہت نہ پائے  
 اس دور میں کلاں عجب مرد ہو گیا  
 جھانکنا تاکنا کہو نہ گیا  
 کچھ خدا لگتی بھی کہتا جو مسلمان ہوتا  
 فضل گل جب تلک تھی مست رہا

ہر چند میر بستی کے لوگوں سے ہے نفور  
صبر تھا ایک مونہ جس پر ان  
ایسے بت بے مہر سے ملتا ہوں کوئی بھی  
کہتے ہیں آگے تھا بتوں میں رحم  
نظر میر نے کیسی حسرت سے کی  
مہرے میں سب پہ میر نہ اس بیگی کے ساتھ  
شکوہ آبلہ ابھی سے میر  
اس وقت ہے دعا و اجابت کا وقت میر  
وہ لوگ تھے ایک ہی شوخی میں کودنے  
نہیں دیر اگر میر کب سے تو ہے  
میر صاحب کو دیکھیے جو بنے۔  
ہنوز طفل ہے وہ ظلم پیشہ کیا جانے  
میر کو کیوں نہ منتہی نہ جانے  
ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے  
بہت سنی کیجے تو مر رہیے میر  
اب خدا مغفرت کرے اور سکو  
سہا نے میر کے آہستہ بولوں

بہا نے آدمی ہے وہ خانہ خراب کیا  
سو وہ مدت سے اب نہیں آتا  
دل میر کو بہاری تھا جو پتھر سے لگایا  
ہے خدا جانے یہ کب کی بات  
بہت روتے ہم اسکی رخصت کے بعد  
ما تم میں تیرے کوئی نہ رویا پکار کر  
ہے پیارے ہنوز دتی دور  
اک نعرہ تو بھی پیشکش صبح گاہ کر  
پیدا کئے تھے چرخ نے جو خاک چھانکر  
ہمارے کوئی کیا خدایا ہی نہیں  
اب بہت گھر سے کم نکلتے ہیں  
لگا دے تیغ سلیقہ سے جو لگائی ہو  
اگلے لوگوں میں اک رہا ہے یہ  
اسکی زلفوں کے سب اسیر ہوئے  
بس اپنا تو اتنا ہی مقدور ہے  
صبر مرحوم تھا عجب کوئی  
ابھی تو روتے روتے سو گیا ہے

**میکش** ارشاد احمد دہلوی درباری زبان محو می کند از سال چند  
در خیال و دست بانامہ نگار تعارف در میانست مذاق صحیح دارد و سخن خوش می گذارد  
از دست و نکوست ۵

دشمن کے ساتھ صبر نہ کرین رسم و ایہ

رابطہ نہان غیر کا پرہیز نہ رہنا

جادو اسی نگاہ کار کتا ہوں آہ میں  
کسی بے رحم کے چین جبین سے  
وہ رہزن اور پھر ایسی کمین سے  
مرے دامن سے اپنی آستین سے  
غرض دل ٹھرتا ہے دلشین سے  
لیکن آگے تمہارے قامت کے

آتا ہے رحم او سکی نزاکت پہ ورنہ میں  
ستانے میں فلک کو مشورہ ہے  
بچے دل کم نگاہی سے یہ معلوم  
سرشک گرم کی حدت کو پوچھو  
رہے پہلو میں وہ یا اوسکا خنجر  
سچ سہی فتنے سب قیامت کے

## النون

ناسخ شیخ امام بخش از مشاہیر اساتذہ لکنؤست از اصناف سخن جز بر غزل رباعی  
قدرتی نہ داشت بشیوہ خود در سخن ممتاز است بلکہ کم انباز این قدر است کہ مضامین  
بیگانہ پارسی گویان بیشتر بستہ است کما لا یخفی علی ارباب البصیرت گویند روزے  
چند از محمد عیسیٰ المتخلص بہ تنہا اصلاح گرفتہ سپس انحراف ورزیدہ وفات او در ۱۲۵۷  
صورت بستہ دو دیوان دارد این اشعار از دست بریں نکوست ۵

فاصلہ خیال آئینہ کا خطا کے جواب کا  
آج آتی شب فرقت میں تو حسان ہوتا  
میں نے سو بار تجھے مرغ سحر چوڑ دیا  
گو نہ قاتل سے نزاکت کے سبب خنجر اوٹھا  
ایک دم پاس جو وہ حور شام گل ہوا  
کنج لحد میں شور قیامت مغل ہوا  
مسجد وغین بیٹھے اپنی اپنی دوکان چوڑ کر

محشر میں جملو نامہ اعمال دیکھ کر  
اے اجل ایک دن آخر تجھے آنا ہے ولے  
خبر کڑو لوں گا اگر اکے تو بولا شب وصل  
تھی شہادت غرض سواسلاد میں ہو گئی  
لے جلی موت مجھے سو گھیناں بہشت  
کس چین سے ہم او سکے تصور میں مجھ سے  
مر گیا کیا ناسخ میکش جو سارے می فروش

جی میں ہی ہو جاؤں عاشق حیدر زو غیاور  
عزیز واسکے سوا اور انتقام نہیں  
مسجد ہے میفرش کی ناسخ و کان نہیں  
بچ رہے ہیں ننگ کچھ میخانے کی تعمیر سے  
بدگمان سب جہاں اسکو اشتیاق حور ہے

بس ہی تدبیر بابا و نکے بھکا دینے کی ہے  
جو بھکویا نے مارا تو غیر کو کر و قتل  
دھوکا نہ کھا طروف وضو کو تو دیکھ کر  
ہے پرستو آؤ کر لین محبت کو نگار  
تنگ اگر جب کہا میں نے کہ مجاؤں کہیں

**نظم** نواب یوسف علی خان بہادر والی راسپور خلع نواب محمد سیف خان  
بہادر اوصاف او مستغنی از بیانت درین فن دست گاہ بلند داشتہ و مرزا غالب  
بتہذیب گفتار او پر داخت این اشعار از دیوان و سے برداشتہ آمد بلند فکری او  
پیدا ست و نغز بنجی او ہویدا

چھینا عدو نے دوست کو یہ کیا ستم ہوا  
ہے ہے تمہیں بقیب کے مرنے کا غم ہوا  
باقی رہا نہ دن ہی جب اظہار ہو چکا  
جب بعد مے کوئی نہ مجھسا نظر آیا  
طنز سے کہتے ہیں کہ کیا ہوگا  
وہ ہمارا ہی مدعا ہوگا  
ایک بوسہ میں کیا بھلا ہوگا  
تو ستم پیشہ نہوتا تو فلک کیا کرتا  
آدمی اوسکی اگر اتنی تمنا کرتا  
جسکو مٹی کے کھلونے پہ چلتے دیکھا  
اور پھر بزم میں سبے اسے چلتے دیکھا  
میں نے میخانے سے کس کو نکلتے دیکھا

بڑھتا گیا جو رشک تو اخلاص کم ہوا  
ہونے دیا نہ شاد یہ دن پر کہاں مجھے  
حکم اخیر کی تھی توقع بروزِ حشر  
بیدا سے تو یہ ادھنیں کرتی ہی بن آئے  
جی میں ڈرتے تو قتل کیوں کرتے  
سننے میں مٹ گیا ہے کوئی نقش  
ہے طلب کی یہی روش ورنہ  
آپ دذرات پڑا بے سرو پا پھر تا ہے  
تو نہ آیا پر اجل وقت سے پہلے آتی  
دلکے لینے میں یہ قدرت اوس اللہ دی  
ہے یہ ساتھی کی کراست کہ نہیں جام کو پاؤں  
واغظ و شیخ سہی خوب بین کیا بتلاؤں

بچے نہ سیم و زرا و نسے نہ دین دل چھوٹے  
 منجی کو تم پہ مسلط کرے تو دیکھو سیر  
 اوں در پر آنے جانیکی صورت بنی ہے  
 ہو تا جو دل پذیر تو جاتا نہ دل سے دور  
 کیا تم نہ جانتے تھے کہ بے خانان ہوئیں  
 بار خوتین نہیں اور اگر بزم مین مین  
 کر کے خون ایک کا جا بیٹھے مین گھبراہٹ  
 یہ تو نکلا وہ نہ نکلا دل سے  
 اور کمانے کو دہرا ہے یا نہ کیا  
 ڈھونڈوں تو کس پتے سے اوسے باؤں انجید  
 آبرو کیا پیر مین جب بے گریبان رہ گیا  
 سینہ چیر و دشمن سے یہ خوب گنجائش ملی  
 فقیر بنے گیا وان تو کیا سوال کروں  
 خرمیاری ہر شہد و شیر و قصہ و جو و غلام کی  
 نہ کہی کوئی خط آیا نہ پیغام یا آیا  
 ترے گروہ آئے ناظم تو یہ اضطراب کیا ہے  
 سخت ہوئی زیادہ بنانے سے زلف کے  
 قتل ہونے سے مرے خوش نظر آتا ہر تیب  
 اس لیے لیکے براہم اوسے کہ ہر بار  
 آدمی کے ساتھ سواڑتین یہ کیا کہ بس  
 بنگی ہے کوچہ جانا مین اک دار الشفا

کچھ اور خاک نہیں جانتے مگر لینا  
 ستم کا چاہے خدا انتقام اگر لینا  
 دربان مٹوا تو شمعہ شہر آشنا ہوا  
 وہ نالہ کام کا نہ رہا جو رسا ہوا  
 پھر تا ہے نامہ بر مرا اگر پوچھتا ہوا  
 حال دل عرض کروں کتنے مین تنہا کنہا  
 پوچھتے مین کہ مرے در پہ ہے غوغا کیسا  
 تیر تیرا ہے تو بیگان میرا  
 میرا غم کماے گا معان میرا  
 عاشق ہوں حسن سادہ بخیط و خال کا  
 بارے آنسو چھپ گئے میرے کہ دامن رنگیا  
 کینچنے پر تیرے دلین جو بیگان رنگیا  
 مگر کہوں کہ بھلا کر تر ابھلا ہوگا  
 غم دین بھی اگر سمجھو تو اک دہندہ ہی دنیا کا  
 مگر اک جواب اولٹا کہ ہزار بار آیا  
 کوئی بادشاہ آیا کوئی شہر یا آیا  
 شانہ بھی آئینہ کا مددگار ہو گیا  
 وہ بھی خوش ہوتے اگر انکا اشارہ ہوتا  
 غیر اچا تھا کہ سمٹا م تمہارا ہوتا  
 آہ کی اور راز الفت آشکارا ہو گیا  
 اب تو ان رہنے کا کیا ایہا سہارا ہو گیا

بے پردہ آکے کل مجھے صورت دکھا گیا  
 ہوتے ہی درد دل کا بیان وٹھک کر سے ہو  
 ہے ترقی عشق کو بھی حسن و زافر و نکہت  
 مجھ میں کیا ہے مگر اکدم کہیں اٹکا ہوگا  
 چارہ گزستہ غم کو نہیں جینے کی خوشی  
 جب کہا اونسے کہ ہر کچھ مجھے کہنا تو کہا  
 کس سے کمون کیا ہے مری وقت نزع  
 معتقد ہوں کعبہ کا ناظم مگر جا کر وہاں  
 بستم میں شہرہ جو وہ آفت زمانہ ہوا  
 تری طفل میں خوشی نہا تھا کیا معلوم تھا مجھ کو  
 یہ غصہ ہے کہ دل مضطرب نشانہ تھا  
 جب شب کو میرا غل نہ سنا سر گر ان ہوا  
 صیتا دغور کو نہیں احتیاج دام  
 عشق اور مدعا طلبی واہ رے سمجھ  
 کرتے ہیں ایک عذر دنیا ہر قسم کے بعد  
 مجھ کو تقصیر کا دہبانہ لگایا ہوتا  
 انداز نیا ہے دل لگی کا  
 بات ایسی کون سی ہے کہ جسکو بڑھائیے  
 کہلند ٹرے میں پر ایسے کہ راہ میں ہر روز  
 مرنے سے اپنے خوش معن کہ انجان بنکے وہ  
 عشق کی بیخ ہو کر او میں ہوئے میں جمع

اک پردہ تہانہ آئی کا وہ بھی اوٹھا گیا  
 یعنی یہ ایسے ہیں کہ نہ ان سے سنا گیا  
 آگے بڑھ کر میرا تیرا امتحان ہو جائیگا  
 وہ عیادت کو بھی آجائینگے تو کیا ہوگا  
 یاں تری ناموری ہی اگر اچھا ہوگا  
 سن لیا ہم نے کوئی شکوہ سچا ہوگا  
 اوسکا یہ کہنا کہ یہ کیا ہو گیا  
 عبرت آتی ہے کہ کیا تجا نہ ویران ہو گیا  
 فلک کو عذر ستم کے لئے ہسانہ ہوا  
 کہ تھکتا آکے پہاڑ لٹا چلے گا دور ساغر کا  
 ہوا جو تیرے خطا میں گناہ گار ہوا  
 قدرت خدا کی میں نہوا یا سبیاں ہوا  
 جسر پڑی نگاہ وہ نسخہ ہو گیا  
 دہشتا ہوس کا داغ مٹا ٹھہر گیا  
 گریوں ہی ہی تو قاعدہ اچھا ٹھہر گیا  
 تم خفا ہوتے اگر تم کو خفا ہونا تھا  
 سننے میں پتا نہیں سننے کا  
 اک مختصر سوال ہے یا بوسہ یا جواب  
 بگاڑ دیتے ہیں دو تین چار کی صورت  
 ہر اک سے پوچھتے ہیں مجھے بار بار آج  
 غمہائے جانگذاور مضمنا کے لا علاج

وہی تم ہو وہی خنجر ہے پرا انصاف کرو  
 راز میرا ہے او نہیں خیر سے کہنا منظور  
 شیخ نے حجرہ کا دروازہ رکھا ہے نیچا  
 کیوں آکے کہو در پہ کہ وہ گھر میں نہیں  
 میں نے کہا کہ دعویٰ الفت مگر غلط  
 کہتے ہیں کہ وہ بھی ہی کہتے ہیں کروں کیا  
 مرنے کی جگہ ہے کہ وہ شکوہ میری تقریر  
 ہم کو بڑا کہتے ہیں یا خو کو نہاری  
 اب لکھیں گے شکوہ بیدا ہم دل کو لکھ  
 فسانہ ستم ہجر ہے سوال نہیں  
 وفا شعاری ناظم یقین نہیں نہ سہی  
 یہی سمجھو کہ نکالے ہوئے ہونگے ورنہ  
 میری وفا کی داد نہ جرم عدو سے بحث  
 سبکے اس عمر میں ہو جاتے ہیں ایسے ہی خوا  
 ہمت منع سحر خوا نکا ہوں قائل کہ اوسے  
 گل کا نام اک نکل گیا تو کیا  
 مل جاتے ہیں تو کہتے ہیں اچھی طرح تو ہو  
 خوش ہو رہے تھے ہم کہ بنایا ہے جینے یار  
 چاہتے ہیں کہ سنیں مر جانا  
 رخصتِ عرض حال کیا ناگوں  
 کہتے ہو جائینگے پر کیوں نہیں جاتے جاؤ

ماتہ پر ماتہ دہر بیٹھے ہو کیا میرے بعد  
 اور میں خوش ہوں کہ سن لیتے ہیں تمہا ہو کر  
 لینے یاں آئیگا بیساختہ نہان جھک کر  
 کیا ہم نہیں پہچانتے سرکار کی آواز  
 کہنے لگے کہ ہاں غلط اور کس قدر غلط  
 کہتے ہو کہ دجھوئی اعدا نہ کرو تم  
 بولے ہی تو یہ بولے کہ غوغا نہ کرو تم  
 لو غوغا کے بھی اچھے سہی جھگڑا نہ کرو تم  
 نام اوز کا آسمان ٹھہرایا تحریر میں  
 ند و جواب سنے جاؤ کچھ ملال نہیں  
 یہ کون شخص ہے اسکا بھی کچھ خیال نہیں  
 کیوں پہلوس بزم سے ہم خانہ خرابا تے ہیں  
 کیا خوبیاں ہیں میرے تغافل شعار میں  
 تجھ سے کچھ شکوہ ہیں اے فلک پر نہیں  
 مالے سے زمر نہ مقصود ہے تاثیر نہیں  
 تم ہی اچھے ہو رنگ میں ہوں میں  
 گویا ہمارے جی میں کچھ ارمان ہی نہیں  
 دیکھا تو اونکے در پہ وہ دربان ہی نہیں  
 پوچھتے رہتے ہیں اکشر مجھ کو  
 کہہ نہ بیٹھیں کہیں کہ رخصت ہو  
 میرے جینے کی مجھے راہ بتاتے جاؤ



واجب القتل نہیں ریت سے بیزار تو ہوں  
 میں تو سائل ہوں خریدار نہیں کیوں اور بچوں  
 مجھے اوٹھاتے ہو لکڑی کہ ہے یہ خلوتِ خاص  
 غلط سہی آخر آہ و نالہ پر ناظم  
 اک مزہ البتہ ملتا ہے سو وہ بھی مشترک  
 اور کیا نالہ و فریاد سے حاصل مجھ کو  
 تکلف کیا ہے اگر صورت میں مہر وہ سے بہتر ہو  
 ڈرنے لگا ہے اب مہر و غور سے ہی دل کہ یہ  
 اب کچھ نہیں تو باندھتے ہیں بنجر و شمشیر  
 کہتے ہو کہ ہم غیر کو آنے نہیں دیتے  
 وفا کی ہم نے اور تم نے جفا کی  
 نگاہِ شوق نے کیا کچھ نہ دیکھا  
 کروں آج اس کو ناز و غزہ میں تیز  
 نکالا ہم نے کچھ فاضل اونہیں پر  
 قصہ کو کہن و قیس کو نہ کر رکھیے  
 جانتے ہم بھی کہ ہر غلہ میں راحت کیسی  
 جو چھینے ہی ہو دکھ تو مول کیوں پوچھو  
 بیان سوز غم عشق سنکے کہتے ہیں  
 ضد سے وہ بزمِ میں نہیں تیتے جا بھجے  
 مرنا تو ہر طرح ہے مسلم پر اسکی تیغ  
 مین نے جو کی حسد کی مذمت تو اپنے

لو اب آئے ہو تو جھکڑا ہی مٹاتے جاؤ  
 قیمتِ بوسہ لب و زہر مٹاتے جاؤ  
 وہ کون لوگ چلے جاتے ہیں اور دیکھو  
 رہے نہ دل میں ہوس آو یہ بھی کر دیکھو  
 بوسہ کیا شے ہے کہ جسکے دینے میں تکیا ہو  
 پھیر دیجے کہیں گھبرا کے مرادل مجھ کو  
 طلقِ ظلم میں بھی و قدیم گردنے بڑکڑا ہو  
 پھرتے ہیں رات دن فلکِ فتنہ زاکے ساتھ  
 کیا جانے کیا باندھتے ہوتی جو کمر کچھ  
 سچ ہو یہی پر مینے سنا اور ہی کچھ ہے  
 تم اچھے ہم بُرے قدرتِ خدا کی  
 گرہ جب کھل گئی بندِ قبا کی  
 کوئی کشتی کہوں تیغِ ادا کی  
 و فاس سے کم رہی گنتی جفا کی  
 اپنی ہتی کے یہ خاک نشین ٹھوڑی  
 ملتی اوس میں سے اگر بھوکو ہیں ٹھوڑی  
 خریدنے میں نہیں اسطرح چل جاتے  
 یہ بات ہوتی اگر سچ تو تم نہ چل جاتے  
 میں جانتا ہوں جانتے ہیں پارسا بھجے  
 ملتی اگر گلے سے تو ملنا مرزا بھجے  
 پیرائے میں ہنسی کے کہا مرزا بھجے

ثبوت جرم کی تا او کو احتیاج نہو  
 عدو کو دیکھوں تو دیکھوں انہیں خدا کرے  
 جنت میں شہد و شیر و گل و میوہ ہو تو ہو  
 کھلے کیا دل در و دیوار کے آتار باقی ہن  
 اوسنت کا کو چہ سجد جامع نہیں ہر شیخ  
 ڈرتے ہن محتسب بھلا آئے تو سہی  
 ناظم کبھی نہ کوچے میں تیرے قدم رکے  
 بوسے لب تو دیا کیا کہنا  
 نامہ بر ہو کے ذیل آتا ہے  
 کسائے کہ بیدل ہوں کہا یہ قول باطل ہے  
 کہ یہ کون کہ تم کیوں و فائین کرتے  
 میں خفا ہو کے جو محفل سے چلا آیا تھا  
 اک جہان شہ انداز خود آرائی ہے  
 گذرے گی شغل حلیہ تراشی میں شب مجھے  
 عذرستم فریب و تناسے صلح جھوٹ  
 انبار میں غمون کے مرے دل میں ہر طنز  
 نتھی تم سے توقع یوں عدو کے دم میں آنکی  
 جنے گا کون کل تک جو تم او سکے پاس آو گے  
 ہو اگر نامہ بران قتل ہم کیوں غم کرن ناظم  
 اس سے کیا بحث کہ ہوگی شب و رفت کیسی  
 نہ گذر دوست تک اپنا نہ بغیر او سکے قرار

لئے تو نشہ میں بوسے مگر جنتا کے لئے  
 کہ مدعی سے ملوں اپنے مدعا کے لئے  
 ناظم خوشی تو یہ ہے کہ وان سے حلال ہے  
 ہوا ہر چند کہ ویران صحرا بھر بھی صحرا ہے  
 اوٹھئے اور اپنا ہانے مصلّا اوٹھائیے  
 اچھی کمی کہ ساغر و مینا اوٹھائیے  
 بیچارہ کیا کرے کہ یہی رنگنا ہے  
 کہیے کچھ بڑھ کے بھی ہمت ہوگی  
 خیر آگے کو نصیحت ہوگی  
 زبان ہر کے منہ میں اور بکے سینہ میں ہے  
 وہ کیا کہینگے مگر یہ کہ جانیں کرتے  
 آج کہتے ہیں کہ کل زہر نہ کہا یا تو نے  
 آپ جو چاہیں کریں آپ کی بن آئی ہے  
 جانا ہے بزم یار میں کل بے طلب مجھے  
 صحبت بگڑ گئی تو بساتے ہیں اب مجھے  
 اک گوشہ میں بڑا ہے غم روزگار بھی  
 کمان جاتی رہے وہ صحبت آزمانے کی  
 قسم سچی سہی پر پھر بھی کیا حاجت ہو کہا نیکی  
 چلو ہاتھ آئی اک تقریباً و کو جس میں جانکی  
 موت او میں نہیں آئی یہ نصبت کیسی  
 کہہ آئی ہے اور آئی ہے طبیعت کیسی

<p>غصہ آئینہ دکھانے سے ہود و ناکا خوب آئے ہیں جنازہ پہ بانڈ از سجاہل دل لیکے ندین قہریت دل ایسے وہ کیا ہیں حشر کو کینچون ترا داسن بھلا دیکھوں کہ تو قائل آیا نہیں کہتے ہیں کہ آرام میں ہے جو کہیے درد دل سنئے تو کہتے ہیں کہ ہاں کہیے یاں صبح دشام دہیان مرانا نہ بر میں ہے دئے میں دتے ہو بوسے ہم ایک جاں باب نذر کر لے</p>	<p>بہ نہ دیکھا کہ بگڑ جاتی ہے صورت کیسی سچے نہیں اور وعدہ بھی ہوٹا نہیں کرتے چپکے ہیں ابھی ہم بھی تقاضا نہیں کرتے وان بھی جنملا کر کہے دوسف علیخان چوڑ ملک الموت ہی آجائے وہ کس کام میں ہے اوسیکو درد دل کہتے ہیں جو گفتار میں آئے وان وہ اور اوسکا بستر اوی بگڑ میں آ میں نے جب حشر میں دوبار تو قرض باقی ادا کرینگے</p>
--	---

نیشاں محمد امان دہلوی فرزند سعادت اللہ معمار از شاگردان شاہ حاتم دیوانے  
گراشتہ

<p>پوچھا جو اوس نے خوش ہو کہا میں نے شکر ہے خوبی میں ترے حسن کی کچھ حرف تو کہ ہے</p>	<p>بولا کہ ہے یہ شکر شکایت بہرا ہوا لیکن یہ ذرا خطبے سوا اصلاح طلب ہے</p>
--	---

نسخ ابو محمد عبدالنفور خالیدی امروزر در کلکتہ است و باعز از تمام بسر می بردند  
اش دیدہ ام اشعار بسیارے از سخنوران دران گرد آورده سخن شعر انام دار و سلیقہ  
انتخابش از ان پیداست اور است

<p>میرے مریکا یہ غم ہے کہ سجا و ر بنکر آئے ہی اونکی جان کو بوسے جو پچھ گئی تم سے ہوا نہ درد دل زار کا علاج تم سے ڈرتا ہوں کہیں تو کی نہ نوبت آئے بیبا کیوں سے آتی ہے صاحب حیا مجھ منگل آسان جو ہوئی دیکھئے اونکو دمنزع</p>	<p>گور پر بیٹھ رہی مہر و وفا میرے بعد کہنے لگے مرو بھی کہیں جان بلب ہو تم پھر کون سے مرض کی تباؤ دو اہو تم آپ سے آپ لگے کہنے جواب تم مجھ کو تم بھی خدا کی شان کو بے وفا مجھے بولے وہ آئی نہ آتی تو نہ مرنا کوئی</p>
--	---

اصغر علی خان دہلوی ابن نواب آغا علی خان از تلامذہ مومن خان  
و مشاہیر سخنوران است در لکھنؤ اقامت داشت دیوانے دارد در ۱۲۲۳ھ در گذشت

### از دست ۵

ادنین ہٹ تہی مجھے خواہش رہا جگہ انین مان کا

و مان دامن انین یان صاف تہا مطلع گریبان کا

اشارہ ہو کے رہ جاتا ہے ہمہ مہربانی کا  
کاش اے آفت جان بین تر آنسو ہوتا  
ہائے منہ دیکھے گا اگر وہ مسلمان میرا  
کہ بالائے زمین کیا کیا نہوگا  
جھکو ہنگام سفر یاد آیا  
ہوئی تھی صلح کس مثل سے پر جھکا کل آیا  
تم نے تو خود آپ کو رسوا کیا  
مانند قول یار میں بے اعتبار تھا  
شکر خدا کہ آج تو کچھ راہ پر ہیں آپ  
یہ ارادے ایک شت خاک پر  
کیا کیا اٹھائے ہیں شب غم میں قضا کا زمان  
خیر کسی طرح سے شر ماؤ بھی

حیا بڑھنے نہیں دیتی ارادہ نوجوانی کا  
کبھی آغوش میں رہتا کبھی رخسار و پیر  
صلح کے بعد جو سوچا تو یہ بولا کافر  
کہے دیتی ہیں یہ نیچی نگاہیں  
بیکسی اپنی وہ رونائیں  
گلے میں بخت کے اذکا ہی کچھ تنہا کلاں  
نام میرا سنتے ہی شرمائے گئے  
منت بھی کی مگر نہ کسی نے مری سنی  
آنکھوں میں تپے لکھا تبسم نہ میں لب  
ہاتھ میں خنجر کمر میں تیغ تیز  
کس کس مصیبتوں سے ہوئی ہے نصیب گ  
دیتے ہو بوسہ تو کہیں لاؤ بھی

اصغر شاہ نصیر الدین دہلوی عرف میان کلو فرزند شاہ غریب اللہ سجادہ نشین  
شاہ صدر جہان رح تلمیذ میر محمدی مائل از مشاہیر سخنوران است پانزدہم و  
ست و نهم بزم مشاعرہ می آراست و در زمین ہائے سنگ لاخ طرح میکرد در آخر  
عمر بہ حیدر آباد رفت و آنجا در گذشت دیوانے گزاشته ۵

پشت لب پر ہر ترے یہ غم ریحان ایسا سب سے ملاؤ ابرو ہم سے نفاق رکھو دیکھ لیتی جو اوٹھا کر ترے کیا ٹوٹے ہاتھ دل کا کیا مول بہلا زلف چلیا ٹھہرے دل یہ کہتا ہے کہ تیرا دستان دلاؤ	منہ تو دیکھو لکھتے یا قوت رقم خان ایسا اس دوستی کو اپنی بالائے طاق رکھو لیلیٰ ایسا تو نتسا پردہ محل بہاری کچھ تری کا ٹھہرے گرہ میں ہو تو سودا چھیرے چھٹیڑنے کام سے پھر آپ مزا دیکھیں گے
--	---

**نطق** مقصود احمد کا کوروی بر حال او آگئی دست ندادین بیت چند از دست  
دردیوان دارد ۵

زیر زمین بھی جو رنگ سے نہیں بخت قتل منظور ہے تو بسم اللہ سخت میں دو نوکے یوں تو خیر جلنا ہو مگر ہر نگاہ ماز ہوا اس حور و ش کی دلنشین	مرنے کے بعد قبر میں چوری کفن گیا ڈھونڈنا کسی کسی روایت کا شمع تو بجے پھر ابھی ہر کلاوس نخل میں ہے جو نکلے آنکھ سے وہ بھی ہمارے دلمین ہے
---	--

**نظام** نظام شاہ رامپوری جزینقدر از و اطلاع ہم نہ رسید ۵

انداز اپنا آئینہ میں دیکھتے ہیں وہ اور یہ بھی دیکھتے ہیں کوئی دیکھتا ہو

**نواب** پدر عالی گہم امیر الملک والاحاہ نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر  
ترجمہ حافلہ ایشان از اعصار علوم مثل اتحات النبلا وغیرہ تو ان دریافت و اگر از  
فیما نحن فیہ آرزو داری تذکرہ شمع انجمن پیش چشم باید گذاشت این قدر ناگزیر است  
کہ شاعری دون مرتبہ ایشان ست ہر نواسے کہ اصول سخنوری برداشته اند کہ  
در تازی و پارسی ست ہر چند کہ سخنوران بسیار بودہ باشند اما سخن نمی باین منزلت  
شاید کہ چشم روزگار ہم ندیدہ باشد در زبان ریختہ هیچ از ایشان مرقوم نیست یک دو  
شعر از افکار عالم شباب کہ از مدتہاے دراز تحویل حافظہ خاکسارست بغرض ستعار  
زین وزینت درج این صحیفہ و نذر رباب ذوق کردہ میشود ۵

<p>باتوں بانوین کچھ اوس نے بات ایسی چھیری  غیر پوچھے ہے تو کہتے ہیں مجھے  حضرت ناصح دل اوس ہیر کو دوں بانو  سکے دیوانہ مجھے قتل کیا اور بولے  عبث رقیب کی تعریف مجھ سے کرتے ہو  حاشا ہے اونہیں اے شکوہ ہیر جی یار</p>	<p>کہتے کہتے دل سے حرف مدعا جاتا رہا  آپ بھی بندہ کے عشاق میں ہیں  آپ تو کہیئے کہ اسمین آپکی کیا رائے ہے  ایسی رسوائی کے جینے سے یہ نہ مزا چھا  یہی نہ کھدو کہ اوٹھ جاؤ میری نعل سے  تا بلب آ کے خبر دار مدعا ہو جانا</p>
---	---

**نواب** تخلص نواب کلب علی خان بہادر والی رامپور ترجمہ ایشان در نگارستان  
سخن بہ بسط مذکور است و نیز بخت شہرت تمام حاجت بیان ندارد درین فن دستگاہ  
بلند و مهارتے ارجمند نصیب ایشان است استفادہ از منشی امیر احمد اسیر دارند  
چہار دیوان از افکار ایشان ترتیب یافتہ بطبع رسیدہ مطبوع گردیدہ بیتے چند  
از انہما پیش نظر سخنوراست ستایش آنہا نتوان کرد ہر چہ در شعر باید و شاید  
موجود است و ہر باب نظر واضح و لائحہ

<p>مرے ہی سامنے غیار کی ہنسنے کے باتیں ہوں  قابل دید ہوں حشر کا پر اے نواب  فرشتے عرش کے بے اختیار رو دینگے  کیا یہاں سے وہاں سوا ہوگا  بچا ہوا تھا جو کچھ تیری چال سے فتنہ  وصال کا ہو جو وعدہ تو موت بھی کہنا  بے نشانی تجھے مبارک ہو  پہلے منہ دیکھو آرسی میں تم  دل پر مردہ کو بھی رولین گے</p>	<p>مجھی سے ہو پہلا و لٹا شکوہ میری بدگمانی کا  سیر ہو جائیگی دونی جو کہیں تو آیا  ترپ کے ہمنے اگر سوئے آسمان دیکھا  حشر میں بھی یہی خدا ہوگا  بدل کے رنگ وہی گردش زمانہ ہوا  کہ آج شب کو تجھے میں نہیں بلانیکا  وہ پتہ پوچھتے ہیں تربت کا  پھر سبب مجھ سے پوچھو حیرت کا  وقت ہوگا جو کوئی فرصت کا</p>
---	---

ایسے حسرت کی نگاہوں نے بلیا میں نے  
وصل کا وعدہ نکرنا وقت آخر ناز سے  
کالیان روز تین پر پہنچے سنہ نواب  
بعد اک مدت کے اوس نے ہائے یہ بیجا جو  
حضرت نواب زاہد پر رحم واہ واہ  
چرخ سے آتی ہوا سوخت بلا جب سب  
کل جو قتل میں ادا سے وہ شکر آیا  
کس نے نواب چکارا تجھے جو تو گھر سے  
تم برین ہو تو گھر میں پٹکنے ندوں کہی  
کتنی ہے جسکو فتنہ محشر نما خلق  
انتظارِ نامہ برین ایک مدت ہو گئی  
وہ چیز نہیں دلک میں دیرا تو نہیں دیدوں  
دل روز نیا مانگو نہیں کچھ یہ بڑی بات  
لیا ہے چشم تر نے خون عالم اپنی گردن پر  
سینہ میں رکھ لیں ذرا دلکی تسلی کے لئے  
قاصد کو بھیجا ہوں تو شوخی کی راہ سے  
پوچھو تو کوئی بات مرے ڈھب کی مجھ سے تم  
عجب حسرت سے دیکھا ہوسو جانان دم آخر  
ترے کو چہ میں ہر مدت ہمیں نزع کا عالم  
خواہش کروں وفا کی جفا کا ٹھکانہ کروں  
سو ظلم ہم پر اب تو ہیں پر کچھ ہی یاد ہے

کہ مرے قتل کو روتا ہوا جلا د آیا  
ورنہ جینے کے لئے اک آسرا ہو جائیگا  
اور کچھ شکو ہوا آپکا اعزاز نیا  
ہم نہ سمجھے کوئی مطلب آپکی تحریر کا  
حکم ہوا اسکے لئے تو خستہ تک تشہیر کا  
پوچھ لیتی ہے بت آپکے شیدائی کا  
میں بھی تھا سے ہوئے اپنا دل مضطرب  
باتہ باندھے ہوئے رومال سے باہر آیا  
آفت تو کیا ہے آئے اگر آسمان آپ  
ڈرتا ہوں وہ بھی کوئی تمہاری ادا ہوں  
روز پہر آتا ہوں نین دو چار نزل دیکھ کر  
مانگو تو ذرا ناز سے پہلو میں چل کر  
دو گنا میں اسی دلو تھیں پہر بد لکر  
ذرا تم ہی تو رو دو حسرتوں سے کیشیوں پہ  
کہا نہ جائینگے ترے نشتر کو ای فضا دہم  
میلڑی نامہ بھیجتے ہیں وہ جواب میں  
دیکھو تو پھر میں کتا ہوں کیا کیا جو ہیں  
ریگی یاد اوسکو بھی نگاہ واپسین  
کڑی ساعت کا نقشہ ہم نے دیکھا ہی نہیں  
تم میرے بسین ہو تو خدا جلے کیا کروں  
کہنا وہ بے بسی میں کہ اللہ کیا کروں

ہوتی ہے رات وصل کی گھر میں انجیل  
 اتنی دعائیں مانگیں عدو نے کہ چن گیا  
 خواب میں ہی جو طلب کرتے ہیں تو شوخی سے  
 عاشقوں کو نہ ستا بہر خدا اسے ظالم  
 بنا و شب کے تو سب لوگ کہتے ہیں مگر  
 خدا جو پوچھتا ہے حال حشر میں تو ہم  
 یار آتا ہے تصدق کے لئے ای و اعظ  
 غیر کے وصل کا اوس دن مجھے آئینگا یقین  
 افسوس اپنے جی سے بھلائے اوس کو تو  
 شہرت تمہارے جو روستم کی ہو کس طرح  
 واعظ بیان کرتا ہے حور و نکلی گریبان  
 ہر بات میں نکلتے ہیں پہلوئے نئے  
 ہو قصر خلد ہی تو نہیں قابل پسند  
 چھپاؤ شوق سے تم راز الفت کچھ نہیں پروا  
 مجھے دیکھتے ہو جنت چارہ ساز و  
 کیا جانے نامہ بر نے مرے مجھے کیا کہا  
 لے جا گئیں خشتیں نہ کہیں میری لاش کو  
 پڑ گیا ریشہ دست قاتل میں  
 ہوئے سچیں ایسے میرے قدر کہ بول اوٹھے  
 ذرا سی بات پر مر جاتے ہیں دم بہرین حشر  
 نہیں ہم تامل الفت تو شاید

اوس سرزمین پر کوئی کیا آسمان نہیں  
 تھوڑا سا تھا اثر جو میری دلکی آہ میں  
 مجھ سے پہلے وہ رفیقوں کو بلا لیتے ہیں  
 ان فقیر و نکلی تو سب لوگ دعا لیتے ہیں  
 ہم اونکی بگڑی ادائیں سحر کو دیکھتے ہیں  
 نگاہ یاس سے اوس فتنہ گر کو دیکھتے ہیں  
 دے ذرا بہر خدا اپنا بھی ایمان مجھ کو  
 پیار کر لو گے کسی دن جو میری جان مجھ کو  
 جس دلو تیری یاد میں اپنی خبر نہ ہو  
 نشیہ میری لاش اگر در بدر نہ ہو  
 ایسے میں سیر ہو جو وہ گرم خرام ہو  
 سوچو تو کس طرح کوئی پہر بدگمان ہو  
 جس گھر میں درد لے کوئی نوحہ خوان ہو  
 خبر کر دیگے دونا لے مرے ساری خلیگ کو  
 ذرا میری آنکھوں سے قاتل کو دیکھو  
 پہلو میں دل اوچھلنے لگا کیوں خبر کیسے  
 پھنساؤ بیڑیاں بھی عزیز و کفن کے ساتھ  
 اضطراب دل و جگر کو دیکھ  
 ذرا پوچھو تو یہ کہ کس شہ شہ حشر کی تربت  
 سمجھ کر کہو تم عاشقوں کی یہ بھی حادثہ  
 ملائکہ آئیں گے عرش برین سے



گئے وہ غیہ کے گھمبہ نشینو  
 غضب حسرت بھری ہے اس میں ظالم  
 ہم ہی کو قتل کرنا سکر اگر  
 اتنے دن بھی گزر رہی جائیگی  
 تم اے خضر کو راستہ اپنے گھر کا  
 یہ آیا کون کہ آتمہ ہی جسکے مختارین  
 قتل کے بعد جسم آتا ہے  
 طلب ہے لطف سے تو مالنا قافلہ ہے  
 ہاتھ رکھ لیتے ہیں آنکھوں پر وہ کل نڈاز سے  
 اداسے بگڑنا لگا وٹ سے ملنا  
 ہوا ہے بد توں میں وہ مگر مہربان اپنا  
 کھو رقیب کی فریاد سے کہ دم بہر کو  
 ہائے یجرمی قاتل کی شہادت کے لئے  
 ہوا ہے عزم الہی سوے عدم میرا  
 عدو کا خط سمجھ کر ماتہ قاصد لیا لیکن  
 سمجھو نگامیں اے چارہ گرد گرے دل سے  
 کہے کامر جب کون لے اجل تیری آداؤں پر  
 کعبہ جاتے تو ہو لیکن نواب  
 ماہم کو نہ امید ہوا سو اسطے نواب  
 تم سے غیر کے جھگڑے میں عبت بول اٹھے  
 جیسے عجی بات نہ پوچھی کہی اب سیر بعد

قیامت کو بلالو کمین سے  
 ذرا بچنا نگاہ واپسین سے  
 پھر اولٹا اسکا شکوہ بھی بین سے  
 کاش ہو وعدہ روز محشر کا  
 خدا جانے ہے وہاں مجھ کو کدھر کا  
 ہر اک طرف سے اوٹھا شور و ادغواہی کا  
 یہ سہ پتہ ہے ہمارے قاتل کا  
 اداسے لیتے ہیں سب کام وہ اشارو کا  
 تذکرہ کرتا ہے جب کوئی کسی بیمار کا  
 یہ انداز بھی ہے نرالا کسی کا  
 بنائے اور عالم میں مکان اب آسمان اپنا  
 ہمساری آہ کو دیدے ذرا اثر اپنا  
 نام خود دہنے لگتا ہے سر محضر اپنا  
 بتا تو کون سے دلمیں رہیگا غم میرا  
 بہت بگڑے لفافہ سے جو خط میرا نکل آیا  
 ارمان کوئی بھرہ پیکان نکل آیا  
 جو مرتے دم ہی مجھ کو غمزدہ قاتل پسند آیا  
 کیا کرو گے جو صنم یاد آیا  
 غیروں سے بھی غفلت میں اشارہ نہیں ہوتا  
 دیکھ لی ہوتی ذرا آج شرارت میری  
 پوچھتے پھر تے ہیں ہر ایک سرتبت میری

اے پری دے تو زانا زسیاک جام مجھ  
یہی اندیشہ ہے اب کون مر گیا تجھ پر  
آج تک مے ترے طغونسے نہ پی تھی واعظ  
کیسے کیسے تری وصلت میں مگر ٹوٹو نہیں  
ایسی عیروں کو ہمیں سے ہے سلام  
آتے آتے پھر گیا مسجد سے وہ  
پہلے روتے تھے حبان کو لیکن  
بسل کی ترپ پر نہیں الزام ذرا ہی  
ہو تانا حیا پر شب وصل اونکو بھر وسا  
دیکھنا جنگا گوارا نہیں مجھ کو دم بہر  
یہ نہ سمجھے تھے کہ اک عمر کے شکوے دے  
اغیار سے جو لطف تھا ملنے میں وہ تھا  
قاصد کی کچھ خبر نہیں نواب کیا ہوا  
امید وصل ترے صدقے آج پرشکوہ  
کسی پر دم کھلنے میں تو یہ سختی نہیں تھی  
لے تو چل اوس بزم میں اے شوق دید  
ہجوم شوق میں جب دل کی آرزو نکلتے  
تمہیں تو ناز تھے نواب پارسائی پر  
کیا کہتے ہو تم ہم سے کہ کیوں میر گہ آئے  
کسی یہ شب وصل ہے جو شور مچاتے  
دے عمر دوبارہ تو ہوں قربان الہی

کہ سمجھتے ہیں بہت نیک مے آشام مجھ  
مر گئے پر یہی نہیں گور میں آرام مجھ  
اوس نے سنگوائی ہے لے اب تو ہلا تھام مجھ  
زندہ رہنے دے اگر لذت دشنام مجھ  
جنگا واعظ بھی تمنا ہی ہے  
واعظوں کی آج عزت رہ گئی  
اب تو آنکھوں کا اپنی رونا ہے  
طاقت نہیں خود ساعد و بازو میں تھما  
واقف وہ اگر ہوتے مری بے ادبی سے  
ہائے وہ بھی نگہ ناز کے بسمل ہونگے  
دو ہی باتو نہیں ترے پیار کے رائل ہونگے  
یوں ملنے کو تو مجھ سے ہی وہ بار ہائے  
چر زے تو خط کے راستہ میں جا بجائے  
وہ آتے ہیں سر بالین ذرا سنبھال مجھ  
مے سینے سے پریشان آپکا شاید کھٹانا ہر  
دیکھ ہی لینگے اوسے دل تھام کے  
کہ پردہ کعبہ کا اولٹون مان بھی تو نکلتے  
تمہارے گھر میں تو نے کئی سبونکے  
دیوانوں کا کیا پوچھا آتے جد ہر آئے  
سورج نہیں ڈوبائے کہ مرغ سحر آئے  
مقتل میں ہے اک غل کہ وہ بار در گرائے

اللہ سے تری شرم کی شوخی کہ وقت دے  
 چوری چھپے نگاہ کرینگے وہ کیا ادھر  
 وصل کی بخت سے جن اغیار سی ٹھہری ہوگی  
 عیش کا نام نہ لیتا کہ ہی عالم میں کوئی  
 کون اوٹھائے گا لطف ناکا محی  
 غیسر کو سجدت سے ہم دیکھینگے  
 خفا ہو کیوں مگر نالوسے تم خوشی کی جگہ  
 ملا ہے یار تو نواب اتنے خوش کیوں ہو  
 تو بھی کچھ قدر کر اسکی کہ ہوا ہے ظالم  
 وصل میں اوس سے بگڑ جائے تو آہو محسنم  
 ستا تا ہے ہر دم نئے رنگ سے  
 غیر کے حال سے اوس بزم میں کیا کھو خبر  
 رات بھر وصل میں کرٹ ہی نہ بدلی تھے  
 شے کے فریاد مری جانب خنجر دیکھا  
 اوس حیدر گئے کو تہی شب کے شکوہ سے  
 دیا ہے بوسہ اوستہ پہرے لو تو ہم جانیں  
 آزار نہ دینا کہ رسوا نہ کریں ہم  
 ہم تو جب جانیگے یہ زہد تھا نالو اب  
 جنکار و ناتوا مجھے وصل میں اونکو آگے  
 دل دیا تھا جسے نواب نے روز اول  
 ابھی تو بھولے ہوئے ہو مگر یہ یاد ہے

کیا کیا نگاہ ناز کو چوری لگا گئی  
 مجھے تو میری موت ہی آنکھیں چرا گئی  
 ہائے کیا اونکے یہاں عیش کے سامان ہونگے  
 ہم سے دو چار ہی ہوتے جو رولانیوالے  
 ہم اگر تجھے کا سیاب ہوئے  
 کس کی آنکھوں سے یہ ہم دیکھینگے  
 تمہیں تو قتل کو یہ خوب ہے بہانہ ملا  
 خدا ملا کوئی دولت ملی خزانہ ملا  
 بعد اک عمر کے ایسا دل مضطربدا  
 تو ادا بنکے مرے حق میں قضا ہو جانا  
 زمانہ بھی تیری ادا ہو گیا  
 اوس سے آگاہ ہیں اپنا جو کچھ اعزاز ہوا  
 یہ بھی دل لینے کا شاید کوئی پہلو ہوگا  
 نہ ہوا اس سے ہی خاموش تو ہنس کر دیکھا  
 رکھا ہے اپنا وصل قیامت کی رات پر  
 یہ دل نہیں ہے کہ لیجا و سکر اگر تم  
 ہم تم سے ہوں تم ہم سے تو کیا کیا نکرین ہم  
 آئین وہ ناز سے اور تلوں مقرب دیکھیں  
 اب وہ نالے شب ہجر انین مزا دیتے ہیں  
 پھر وہی آتا ہے اب دیکھئے کیا دیتے ہیں  
 نہونگے ہم تو کو موگے وہ یاد آتے ہیں

جب میں کہا ظلم اوٹھائے نہیں جلتے  
 غیر کے آگے نہیں چھڑتے ہو تم مجھ کو  
 وہوم ہے حشر نے برہم کئے دونوں عالم  
 اداسے ناز سے غمزہ سے مسکرانے سے  
 گرسادگی پسند ہے تمکو تو ہیچ دو  
 لیا ہے وصل کی شب جس دانے دلیہ  
 جس پر ہزار ناز تھے نواب کو وہ دل  
 د لکو تڑپنے سے تسلی ہوئی  
 ہر چند تھا عتاب عدویر وہاں مگر  
 ہولے بنے تو ہو مگر اتنا تو سوچ لو  
 عشق آفت ہی سہی ناصح مگر  
 مرنا بہت ہے مشکل کہتے ہو منہ بنا کر  
 جذب دل کہینچ تو لالین ترے صفی جانوں  
 اجل کی سختی کو کون دیکھے چشمِ مرت سے  
 جتا یا عشق تو انجان بنکے بول اوٹھے  
 تم عبث فریاد سے گہراتے ہو وقت اخیر  
 راز و صلت نہ بتاؤں تو کروں کیا ظالم  
 شبِ فراق یہ کیا سوچی ہے فرشتو تمکو  
 کو نہیں پہنچے پر میرے جلا نیکی لئی  
 نواب مر کہیں کہ یہ قصہ تمام ہو  
 چرچا وہاں ہی کچھ ہو ہر دم مصیبتوں کا

جھنجھلا کے یہ کہنے لگے ہر سچو نچا ہو  
 انہیں باتوں سے تو ہوتا ہے تو تم مجھ کو  
 یہ سجد و تم ہی ذرا اپنی خود آرائی کو  
 وہ دل کو لیتے ہیں لمبائے جس بہانے سے  
 اپنا بناؤ میرے مقدس کے واسطے  
 جو دیکھ پاؤ تو صدقے ہو اوس ادا کے تم  
 دو ہی اداؤں میں تری پامائ ہو گیا  
 در در جگر بڑھ کے دوا ہو گیا  
 دو جڑ کیونکو سنکے یہاں کام ہو گیا  
 کیا ہو گا اگر کسی کو کہی پیار آ گیا  
 کیا کریں بیاختہ دل آ گیا  
 صدقے تمہارے منہ کے دیکھو تو سکر کر  
 حرکت گئے ہیں وہ اداسے سر محفل اگر  
 بند ہی ہے ٹٹکی اپنی طرف سے و جانان پر  
 یہ باتیں جھوٹ ہیں تم کو خوب جانتے ہیں  
 ہو چکا جھگڑا یہی دو چار ہیں وریں  
 کہ مجھے غیر ترے سر کی قسم دیتے ہیں  
 کہ آسمان کو گردش سے تمام لیتے ہیں  
 روز غیر و نکو وہ اک نامہ لکھا کرتے ہیں  
 دن رات تیری جیب میں کب تک رہو کریں  
 جنت میں بھی الہی ایسا ہی آسمان ہے

وہ شوخ ایسے میں آجائے تو ناشاہو  
 زندہ جب چھوڑے کہ میری کوئی تقصیر نہو  
 کہ وقت ذبح بھی بسمل کو اضطراب نہو  
 بات کس کام کی جو چار میں مشہور نہو  
 یہ کہ کسی لاش ہے اسکو اٹھا لو  
 تم دونوں ہاتھوں سے ذرا لٹک دو لکھو تھام لو  
 منع ہرگز نہ کرو وصل میں شرمانے دو  
 اب آبرو ہے میری آلہی سحر کے ہاتھ  
 پر کہ سطح چھپاؤں میں صورت ملال کی  
 حرمت ہے بہت رند و زمین نواب ہوگی

بہت ہی ناز تمہیں اپنے صبر پر نواب  
 سو خطا میں تو میں خود اپنی بتاتا ہوں تجھے  
 یہ حکم ہے مرے قاتل کا اب تو قتل میں  
 عشق نہان کا جو دعویٰ ہو تو ہو محشر میں  
 ادا سے بولے مجھ کو قتل کر کے  
 کیا کچھ کرے یہ فتنہ گر نواب اسکو دیکھ کر  
 غیر سے بھی یہی عادت رہی نواب اوکی  
 مرنیکو کہ چکا ہوں میں صبح شب وصال  
 بندہ شگفتہ غیر کو افسردہ تو کروں  
 لینا سر سجادہ وضو کر کے ادب سے

## الواو

**وحشت** میر غلام علی خان خلف میر فرحت اللہ خان داماد مولوی رشید الدین  
 خان مراد آبادی مولد دربنارس و شاہجہان آباد نشو و نما یافتہ از گرامی شاگردان  
 مومن خان بود و مضامین بلند می یافت چہا خوش گفتمہ است ۷

ذکر سن سنکے رقیبوں کی ہے آشامی کا  
 طوق آہن جسے سمجھے تھے گریبان نکلا  
 مر گیا وحشت جان باز تری جان سے دو  
 کچھ اندون میں پہلے سے لطف و کریمین  
 اونکو تو کچھ ہی رشک جفا و ستم نہیں

آیتین حرمت صہبا کی سنا تا ہوں اوسے  
 منفعل ضعیف بنوئے ہوئے ایسے کہ نہو چہ  
 میرے مرنیکی خبر غیر کو یوں دیتے ہیں  
 دلین عدو کے بڑھ گئی کیا الفت آہکی  
 سن سنکے مجھے شکوہ لطف عدو کیا

کیون نہ باطل سمجھو اقرار و فسا گذرا اس اعتمادِ محبت سے میں خدا کین مور دجفائے یار کی ہم ہوں بعد کے بسکہ رنج افزا طبع نازک جانان نہیں	سم ٹپکے بے تری گفتار سے مجھے چھپائیں کاش وہ الفت قیب کی مرے مرجانیکا اغیار کو اس واسطے غم ہے آسمان پر ہے دماغ اس آہ بے تاثیر کا
---	--

**وحشت** مولوی حافظ رشید النبی فرزند مولوی حافظ حبیب النبی قریب مخلص  
از اولاد حضرت مجدد الف ثانی بود در حمتہ اللہ علیہ در ۱۲۸۵ھ در گزشت استاد  
مولوی عبد الغفور نساخست ۵

کہا نیکی تو مدت سے قسم کھائی ہی ہدم	یہ غم ہے کہ کہاتا ہوں کسی شک پری کا
-------------------------------------	-------------------------------------

**وزیر** خواجہ محمد وزیر لکنوی خلف خواجہ محمد فقیر سلسلہ نسب شاہ خواجہ نقشبند علیہ السلام  
میرسد گزیدہ ترین شاگردان ناسخ بود دست دوم ذیقعد ۱۲۸۵ھ راہ عدم پیود  
خوش فرمود ۵

سر مرا کاٹ کے چھتائیے گا جو کتا ہوں ترا ہمیں یار ہوں میں چلا ہے او دل راحت طلب کیا شاہان ہو کر اسی خاطر تو قتل عاشقانے منع کرتے تھے کیا غیر و نکو قتل اس نے مہوئے ہم رشک کھائے گذرا فلک کے پار گیا لامکان تلک وصل کی رات ہے بگڑ و نہ برابر تو رہ کر قتل بے شمشیر او ظالم کیا	کسی پھر جوٹی قسم کھائیے گا تو کیا کتا ہے کچھ اپنی دو اگر زمین کوے جانان بچ دیگی آسمان ہو کر ایکے پھر رہے ہو یوسف بے کار وان ہو کر اجل ہی ووستو آئی نصیب دشمنان ہو کر او تیرا آہ بے ادبی اب کمان تلک پہن گیا میرا گریبان تمہارا دامن آئینہ دکھلا دیا دو ہو گئے
---	--

**وفا** رائے کنور کشن کمار تعلقہ دار اضلاع مراد آباد و بدایون ست  
و شاگرد منشی انوار حسین تسلیم سہوانی ۵

مشکل ہے آن پھنسنے میں نہا کر تے ہیں  
حیا کو تم سمجھ لو اور خردی ہم نبٹتے ہیں

وہ ظلم کرتے ہیں ہم واہ واہ کرتے ہیں  
تکلف بر طرف اسے جان عالم بیدہ تیار

## ہامی ہوز

**ہدایت** ہدایت اللہ خان دہلوی اکتساب باطن از خواجہ میر درد درج نموده  
و نیز از خواجہ اصلاح سخن گرفته در ۱۵۱۲ھ ازین خاکدان رفت دیوانے گزاشته  
گفتارش صفائے دارد ۵

ہماری گذری کی کیونکر آلی کیا ہوگا  
بس میری جان دوسری پیاو نہیں چکیا  
کچھ دلو چین جان کو آرام آگیا

نہ رحم اوسکے ہے جی میں نہ دلیں اپنے صبر  
دیکھو و سکی چشم مست کو دل تو بہک گیا  
جسم ز بان پیار تر نام آگیا

**ہوس** میرزا محمد تقی خان خلف نواب مرزا علی خان فیض آبادی در لکھنؤ قائم  
داشت شاگرد مصحفی بود دیوانے دار و خوشگو بود ۵

آئی چکی تو کسا اوس نے ہمیں یا دکیا  
رونے پر میرے دیر ملک وہ ہنساکیا  
مجھے وہ بگڑتے ہیں جب خوب سنوتے ہیں

نزع میں بمنہ عجب طرح سے دلنا دکیا  
دی بھکودر در عشق نے غم میں بھی اک خوشی  
کرنش کا اونہوں نے ہی کیا دقت مکا لا ہے

## الیا

**یاس** حافظ حفیظ الدین دہلوی برعاش آگئی دست نہاد ۵

مگر یہ کچھ نہیں کہتا کہ آرزو کیا ہے

جہان میں پرتے ہیں ہم ہر طرف سرا سیمہ

یاس خیر الدین دہلوی از موسن خان و ذوق دہلوی باستفادہ این فن  
پرداختہ اور است ۷

اسطون کو دیکھتا ہی ہر تو شرمایا ہوا زانو سے یاس کمان اور سر دلدار کنا ربط غیر دن سے طربا مجھے وفا چاہتے ہو عشوہ و ناز و اداعن سے کہتے ہیں مجھے شربت وصل نہ پینے دو نہ سم کھانے دو بے ستم میرا وہ بیتابی سے در پر جانا	اب تلک ہر آنکھ میں شب کا سماں چھایا ہنشن بات وہ کر جسکا ہو کچھ ہی سراپا دلین سمجھو تو یہ کیا کرتے ہو کیا چاہتے ہو ایک دل رکھتے ہو کس کسکو دیا چاہتے ہو کیا قیامت ہے نہ جینے دو نہ مرنے دو اور تر ناز سے کہنا اسے مت آنے دو
--	---

یقین انام اللہ خان خلف اظہر الدین خان سرہندی وطن دہلی مولد از  
اولاد حضرت مجدد الف ثانی بود قدس سرہ و از شاگردان میرزا مظہر علیہ الرحمہ  
در عمدت و پنج سالگی بہ تعمت زنا از دست پدر خویش کشتہ شد دیوانے  
دارد طبع شگفتہ داشت ۷

ہر گھڑی صحرانشینی پر کر جرات یقین بہار آخر ہوئی ہے ابوسینے دگر کیا نکو اگر چہ عشق میں آنت ہی اور بلا ہی ہے	آگئی تھی راس مجنوں کو بیا بانگی ہوا یقین کرتا ہے کوئی اس قدر دیوانہ پن سر نرا برا نہیں یہ شغل کچھ بہلا ہی ہے
--	--







در ذکر تافیه سبجان هندی جزایم الله بجا یزده انخیر مشق سخن هندی هر چند  
 اتفاق نیفتاد و فرصت تسخیر سبزان این فکر و دست بهم نداد آما ساسده را از  
 نواسه طوطیان هند حفظه و افزاست و ذایقه را از چاشنی شکر فروشان این گل زمین  
 نصیبه تشکاثر موز و نان هندی در بلگرام پنج گروهی قنوج فراوان جلوه نموده اند  
 و دماغ مارا بر وایح صندل تر شگفتگی افزوده و ده لهذا این فصل علیجده به سحر بر رسید  
 و شامه معطری بدست بو شناسان حواله گردید شیخ شاه محمد بن شیخ  
 معروف فرملی بلگرامی در روزگار اکبر بادشاه صاحب ثروت و اقتدار بود  
 و بکوست احصا رقیام داشت و در هندی او ستاد کامل بود و گویست نکته سخنی  
 از اقران می ربود و در سر زمین ریری چند و حکومت محلی داشت روزی  
 با فوج خود بجزیره شکار برآمد اتفاقاً از فوج جدا افتاد و عبورش بر سر دیهی واقع  
 شد در سواد آن دیهه دختره صاحب جمال را دید که سر گین گاه و را پاچه میاز  
 نام دختر چنپا بود در ساعد خود زیور سه داشت که آنرا در هندی تائیت گویند  
 و ابریشم سیاه در آن تعبیه کنند شیخ اشاره به آن زیور کرده گفت که خوب بهنوس  
 بر کنول نشسته است بجنور زنبور سیاه و کنول نیلوفر را گویند ابریشم سیاه  
 را به زنبور و دست را به نیلوفر سرخ تشبیه داد که در موز و نان هند استعمال

و عشق ز بنور سیاه بر نیلو فرزند نکتہ سخنان ہند مقرر چنانچہ عشق بلبل بر گل عشق  
 قمری بر سر و نر دابل فرس چنپا بزبان شکستگی جواب داد کہ ہنوز نیست گو بروند  
 است یعنی جمل کہ در سر گین پیدا میشود شیخ ازین جواب مخطوط شد و لطف طبع را  
 دریافت و او را بر اسپ گرفتہ در رہ بود و بخانہ آورده تربیت کرد و او در نظم  
 ہندی فایق و در لطافت و ظرافت بہ بدیہ گوئی یگانہ برآمد تا بعدیکہ در نظم  
 ہندی از شیخ شاہ محمد سبقت برد و ہا فراوان در سوال و جواب ہر دو میان  
 جمهور مشہور است اکثر سوال از شیخ و جواب از چنپاست و این دلیل افزونی  
 قدرت از چنپاست کہ سوال را فی البدیہہ جواب بہم می رساند و زسے شیخ  
 شاہ محمد و چنپا بر کنار دریا سے نشستہ بودند شیخ شاہ محمد مصرعے گفت کہ

دوہا

سوال از شیخ دہوم جو اوتہت ترنگ مین یہ اچرج مم آہ

جواب از چنپا ائل روپ کوئی کامنی مجن کر گئی ساء

دہوم دغان ترنگ موج دریا اچرج تعجب مم محبو آہ ہے ائل  
 آتش روپ شکل و طرح کامنی زن سین و نوجوان مجن غل ساء  
 اے شاہ محمد حاصل دوہا شیخ شاہ محمد نے چنپا سے بمصرعہ اول سوال کیا  
 کہ موج دریا مین دغان کا نکلنا باعث تعجب ہے چنپا نے فی البدیہہ بمصرعہ  
 ثانی جواب دیا کہ کوئی شعلہ ر و نوجوان سوختہ آتش فراق اس دریا مین غل  
 کر گئی ہے

ایضاً سوال و جواب سورٹھا

سوال شیخ سیام رین مین کتنہ اوٹین چکن کوٹ دس

جواب چنپا من متہ باری دیتہ بن پیتہ تیتہ کو جت پھرے  
سیام سیاہ مینی تارکی رین شب چکن کرم شب تاب کوٹ بشار  
دس اطراف من متہ آتش شہوت باری مشتعل و پٹھہ نظر بن پیتہ  
بہ مہاجرت شوہر تہ عورت کو جت پھرے جو یان بے حاصل فی وہہ  
شیخ نے چپا سے سوال کیا کہ اس شب تار مین کرم شب تاب بے شمار اطراف  
مین کیوں پرواز کرتے ہین اوس نے بدیہ جواب دیا کہ انکی نظر و مین فراق شوہر  
نے آتش شہوت مشتعل کی ہے لہذا اپنے مطلوب کو ہر چار سو تلاش کرتے ہین

ایضا سوال و جواب سورٹھا  
کرم درگ ڈھری بشار مہم آیو بہا کو نہیں

لینہین نین پکسار لین ہتی تو دتر بن

کم کیوں درگ چشم ڈھری پر از اشک ہوئے سنار زان نازنین و  
پاریا اپکھار صان کرنا من منبر حاصل دو ما شیخ شاہ محمد سفر سے آئے  
چنپا او کو دیکر جوش محبت سے آبدیدہ ہوئی شیخ نے کہا کہ اے نازنین و پاریا  
میرا آنا تم کو خوش نہ آیا چنپا نے فی البدیہہ جواب دیا کہ میری آنکھیں تمہارے  
فراق مین غبار آلودہ ہو رہی تھیں لہذا میں نے آب دیدہ سے او کو صاف  
کر لیا کہ تماشا مطلوب بخوبی تمام کریں +

دو ما

سوال شیخ جل تن بیراگ رپ ہاری باہن سوئے

چنپا دمی پر ہٹائے یہ جورئے تہاری ہوئے

جل تن مسد آب مراد از مسک بیراگ رپ خواب ہاری دور

کرنے والی رمی رائے باہن سواری حاصل دو ہا شیخ نے یہ دو ہا

لکھ کر اندر مکان کے چنپا کے پاس بھیجا کہ جو شے مسک و دشمن خواب اور میری

سواری ہے اگر تیری رائے میں مناسب ہو تو بیچ دو مراد افیون طلب کی ہے

روپ گنو اوں جگ ہسن تجھے کام کی کما د

جواب از چنپا ہوں تہ پونچھوں ساہ یہ کہان بسا ہے بیاد

روپ گنو اوں خراب کنندہ صن جگ ہسن باعث خندہ خلق تجی

کام کی کما د قاطع شہوت بسا ہے خرید کی بیادہ بلا و عارضہ حاصل

دو ہا چنپا نے افیون بھیج دی اور لکھا کہ یہ بلا خراب کنندہ حسن و باعث خندہ خلایق

و قاطع شہوت آپ نے کہان سے خرید فرمائی ہے

دو ہا شیخ شاہ محمد

کچھپ درشت اور کبج سن سح بہ لواتنت

بہر کی ہوئی کہت پنچری تب بنتی بگونت

دو ہا ایضاً

کچھ چوٹی تہ سبیس سون بکچ رزی آنگ

مانو کچن کاس میں تین امرت پیت ہو گت

۱۲۵  
نزدیک ہستی

کچھ موے سرب و دونوں کچھ پستان اُتنگ بلند کچھ کلس سبوجہ طلائی  
 امرت آب حیات بہونگ مارسیاہ حاصل دو ہا موے سر مشوقہ  
 کھٹے ہوئے دونوں پستان پر اوپچے پڑے ہین گویا مارسیاہ سبوجہ طلائی  
 آب حیات پیٹے ہین ۛ

دو ہا ایضاً

پہپ تر این چہر نس مانگ بنک گج راہ

بدن چند دن دیکھت ام کر ہو لوساہ

پچھپ گل تر این ستارہ چہر پارچہ چو نری بنگ سیاہ نس شب گج راہ  
 ککشان بدن چہہ حاصل دو ہا شیخ شاہ محمد دن مین رات کو ثابت  
 کرتے ہین کہ مشوقہ پارچہ چو نری سیاہ گلدار سفید جو پینے ہوئے ہے اوسکے گھٹا  
 کو ستارہ اور اوسکی زمین سیاہ کو شب اور مانگ کی خوبی و صفائی کو ککشان  
 اور چہہ کو ماہتاب قرار دیکر کہتے ہین کہ روز روشن مین رات دیکھ کر ستارہ تعجب  
 دفعہ فراموش ہو گیا ۛ

دو ہا ایضاً در صفت موے سر

ال مالا بین گین اہ کل دُری پتار

مرگ مد کرن گو چھوئی بزن پاس تو یار

ال مالا زنبور ہاے سیاہ بین جمع صحرا اہ کل اقسام مار ہاے سیاہ  
 درمی پوشیدہ ہوئی پتار زیر زمین مرگ مد شک کرن ہر دو گوش  
 بزن پاس مراد کند بے خطا حاصل دو ہا اسے نازنین تیرے موسم

کمند ہے خطا بین کہ بخون او کے زنبور ہائے سیاہ صحر کو فرار ہوئے اور  
انعام مار بازیر زمین پوشیدہ ہوئیں اور تنگ کو حلقہ بگوش کر رکھا ہے

دو ما ایضاً

تل نَبْکُٹ بھر گئی بِلنِ عُسُو بہا جیہِ جَبَاک

ادھر دھنک منوں نرکمہ کی پانک پسات کاک  
تل نَبْکُٹ خال کچ بھر گئی ابرو سو بہا خوبصورتی جیہ جاگ خوش  
آئندہ دل ہے ادھر لب و سنک کمان نرکمہ دیکر پانک بازو پر پسات  
کہوتا ہے کاک زراغ حاصل دو ما نازنین کے ہر دو ابرو کا لطف  
سے باہم ملنا اور بالائے ہر دو ابرو کے خال سیاہ کچ کا ہونا دلو نہایت خوش  
آئندہ ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لب کمان کو دیکر زراغ خوش زدہ ہر دو بازو  
اپنے بہ ارادہ پرواز بار بار کشادہ کرتا ہے خال مراد از زراغ و ہر دو ابرو مراد  
از ہر دو بازو سے زراغ و لب مراد از کمان

دو ما ایضاً

میٹ میٹ بدہ بدہ سچت تو مکہ اویان لکٹ

جگ پتی نہت کرت نہت بہیو سو مکٹ

میٹ میٹ مٹاٹا کر بدہ بدہ طرح طرح سچت اطمینان خاطر او پان  
شال لکٹ لکھا جگ زمانہ دراز نہت یقین و اطمینان مک گنگ  
حاصل دو ما تیرے چہرہ کی نظیر کو بہتوں نے باطمینان خاطر طرح طرح  
سے لکھ کر مٹاٹا کر پھر لکھا اور نقل مطابق اصل میں اطمینان کرنا چاہا مگر مدت دراز

گذر گئی اور اطمینان نہوا اور جسکو اطمینان ہوا وہ گنگ ہو گیا بمصدق اینکہ عصر  
آز کہ خبر شد خبرش باز نیامد

دو ہا ایضاً

تو مکہ پانپ امیہ ندہ دیکھت نیت نہ کات

نین بچتر اکمت رب پیوت مہون نہ اکمات

پانپ امیہ آبجیات ندہ دریا نہ کات خارج از بیان بچتر عجیب  
اکمت خارج از بیان رب دونون حاصل دو ہا تیرے چہرہ کی غیبی  
دریاے آبجیات ہے کہ صفت اسکی خارج از بیان و متعلق بہ معاینہ ہے  
علیٰ ہذا القیاس دونون آنکھوں عجیب میری کی ہی صفت نین ہو سکتی کہ  
شب و روز اوس آبجیات کو نوش کرتی ہیں اور سیر نین ہوتیں ۴  
دو ہا ایضاً

پر تیم نین ترنگ چٹہ چہا نہ جو میلت آئی

من پارا گمٹ کوپ تین ابھر دو ہون در جلای

پر تیم مشوق نین آنکھیں ترنگ اسپ میلت ڈالتا ہے من دل پارا  
سیاب گمٹ کوپ چاہ دل حاصل دو ہا ایک چاہ ہے کہ حسین  
سیاب رہتا ہے وہاں کے باشندہ کسی تاریخ معینہ پر ایک نازنین کو اسپ  
پر سوار کر کے اوس چاہ پر لیجاتے ہیں وہ نازنین اسپ سوارہ اوس چاہ میں  
اپنے سایہ کو ڈالتی ہے یعنی جہانگتی ہے بجز اوسکے دیکھنے کے چاہ سے سیاب  
جوش زن ہو کر نہایت تیزی سے اوسکا تعاقب کرتا ہے اور وہ اسپ کو نہایت

خیز کر کے جان برہوتی ہے ورنہ سیلاب او سکومع اسپ چاہ میں لیجا کر غرق  
 کر لیتا ہے اور سیلاب دوسکر وہ قد معینہ تک او سکا تعاقب کرتا ہے راہ میں  
 مردمان دہان کے اکثر مٹا کر کھود دیتے ہیں اون مٹا کوں میں جا بجا پارہ  
 بہر رہتا ہے او سکو وہ لوگ لیکر فروخت کر کے اپنی شکم پروری کرتے ہیں -  
 شیخ شاہ محمد کہتے ہیں کہ معشوقہ کی آنکھیں کہ سوار شدہ اسپ شوخی میں جھوٹ  
 میری طرف دیکھتے ہیں چاہ جسم سے دل بقرار ہو کر مثل سیلاب دونوں آنکھوں  
 معشوقہ کا تعاقب کرتا ہے کہ او کھو گر تباہ کرے ۛ

دو ہا ایضاً

مرگ نینی مرگ راج کٹ مرگ باہن مکہ جاہ

مرگ انگ مرگ تملک مرگ رحمت سراہ

مرگ نینی آہو چشم مرگ راج کت یوزکر مرگ باہن مکہ  
 ماہ رو جاہ ہی جکا مرگ انگ نازک اندام مرگ مدمتاک تشق شک مرگ  
 رحمت آہو فریب سرتاہ تیر ہے جکا حاصل دو ہا آہو چشم یوزکر  
 ماہ چہرہ ازک اندام شک کا تشق پیشانی پر لگائے ہوئے ہے کہ آہو جکی تیر نگاہ  
 کا تشق و فریفتہ ہوتا ہے اس دوہ میں لطف رعایت لفظی ہے ۛ

دو ہا از چنپا

ساہا اکدن یون ہتے چتون کہنجی کاس

بیو کٹولن کو سہمی ایک ایک نہ پاس

اے شاہ محمد ایک دن وہ جوانی کے تھے کہ نظر آسمان پر تھی یا ایک وقت یہ



کہ چار پائی پر پڑے ہوئے یعنی حالت پیری آگئی اور علاوہ اسکے ہجرت بھی ہے

دو ما چنیا

ناہن ساہ بارئیے یہ اَد ہا ر جیوت

ہم مکدن تم سردس کر پا کرن موت

اد ہا را سید جیوت زندہ ہوں مکدن نیلوفر سردس ماہتاب  
موسم سرا حاصل دو ما اے شاہ محمد مجکوفراوش ست کردین اس  
اسید سے زندہ ہوں کہ تم مثل ماہتاب موسم سرا کے ہو اور میں مثل گل نیلوفر  
کے پس مجھ پر مہربانی واجب ہے ماہتاب موسم سرا نہایت صاف و روشن  
ہوتا ہے اور گل ہاے نیلوفر کو شکفتہ و شاداب کرتا ہے

دو ما ایضا

برہ اوساس جرت اب تیت مکنت بن نانہ

منون سراوت تن پت پرت بجائی دہ مانہ

برہ فراق اوساس دم گرم مکنت آزاد بن نا نہ غیبت شوہرین  
منون گویا سراوت سرد کرتی ہے تن جسم تپت سوزان وہ  
تالاب حاصل دو ما غیبت شوہرین آزاد عورت غلیان ہجرت سے  
دم بدم دم گرم کینچ کر جلتی ہے مگر وہ دم گرم کا کھینچنا اور جینا اسکا اسکو  
ایسا تسکین دہ ہے کہ گویا نیم سوختہ آب سرد تالاب میں غوطہ زن ہو کر  
فی الجہ تسکین پاوے

سید نظام الدین تخلص بہ مدہنا یک بن سید علاء الدین

بن سید حمزه بلگرامی قدس سره شهره روزگار و در موسیقی هندی یگانہ ادوار  
 بود در صحبت نکته سنجی و لطیفه گوی میر مجلسی با و مسلم می شد طبع شریفش معلوم  
 هندی مائل گشت و در شهر بنارس کتب سنسکرت او بها کاسب نمود و چهار  
 عظیم پیدا کرد و در موسیقی هندی از علم نادر و تال و سنگیت ساز یکتائی نوا  
 و محقق این فن و نایک وقت شد و دو کتاب تصنیف کرد یکی نادر چند رکادوم  
 مد ہنایک سنگار نقشہاے او مشہور است خواندن او کیفیت داشت بعض  
 اوقات وحوش با سماع آن در مقام مستی و حیرت فرو میماندند تا بہ انسان  
 چه رسد سید را با ہند و دخترے سند زمانم عشق ہم رسید دختر نیز بنجذب  
 عشق کامل دل از دست داد سید معشوقہ را گرفتہ بہ شاہ آباد برد و ز پور  
 اسلام پوشانیدہ در جبالہ نکاح آورد و غرہ رمضان سنہ یکہزار و نود و نہ  
 بہ گلگشت روضہ رضوان خرامید چند کبت از وے رحم بقلم می آید :

### کبت سکیا بر بن

سنگ لاگی ڈولت مکر سر سا کرن چتون پان کو چہر ہر کا ہو چہو  
 لالت رسن دت بولت کلت دنت ایکدہ سن ادہرن ہت ہتو  
 اوکت ہوت نہ سر پر کنتی سار چہیر کنت مکہ کہتا کو کس کو کہہ ہتو  
 روس ہون سورس ال سنپت ملن جیسین دیوس مکہ دیگہ سا کاتی تیو

### کبت سکلا اہار کا

چندر او دی جلی چند مکھی تن گوڑہ چندن کھورن کھورین  
 دود مجوت بری چت جو نہ مانون پالی تینکھہ کورین

جانی نجاتِ جننی جلی جاتِ چہی نہ باتِ سگندہن حورین +

ہاتھ لین سر پہن گون کیو سرخ پر چنہ نورین +

کبت نین برنن یعنی در بیان چشم

کاری کجاری انیاری جگ موہنی کو تن بچ تاری ات ترل تری ہین  
جیسی مین ساوک جاوک جل پھرین پھر کین سوکیہ مون ریت نگہ تری

لال مدنا یک جو میر و سن موہنی گون پجری پجری ریت نہ ہیری مین

ساوک کی سدا سو بہا مہا دہکار ایسی مین کی کملوان نین پاری ہین

کجاری سرمہ آلود انیاری نوک دار تاری مردک چشم ترل تیزو

فوبصورت تری کج و تھرک مین ساوک پچاہی جاوک رنگ سرخ

مہا ورپٹ پھر نقاب پھر نقس سالود پٹ لشی مین معنی کام معنی حسن

حاصل دو ما چشم سیاہ سرمہ آلود نوک دار مردم فریب کی باطن سرخ

مین مردک چشم اس خوبی سے متھرک مین کہ گویا پچہ ماہیان آب سرخ مین

بہ شوخی حرکت و تفرج کرتی ہون مدنا یک شاعر کا یہ بیان ہے کہ نقس نقاب

مین ہی باز نین آتی میری طرٹ دیکھتی اور دکھو فریفتہ کرتی ہین مزید برآں

دو پٹ لشی سے نقاب چہرہ کی سنہال مین جو خوبی ہے اسکا بیان نہیں

ہو سکتا بہر حال اسے نازنین تیری آنکھیں جن مجسم کا باز پچہ مین +

کبت چکھ برنن گونگٹ مین در بیان چشم اندر نقاب

جو چتر آن چٹ چڈ ہے نہ بد ہی بد ہ بدین گرنہ نہ گامی ۛ

بہارتی ہوری کری بہرین جب جوگن جوگ اتہ گنای

جو کھہ جوت جلی نہ تہکی مد ہنایک گونکمت چنل تائی ۛ

جمین دو کول چہی ہلکی اچھہ بر اجت اچھہ رہائی

چتر آن مراد جبریل علیہ السلام بد ہی ترکیب وصورت بدہ عقل و فضلا  
بدین کتب سماوی گرنہ کتب پارینہ تواریخ وغیرہ بہار شہی گویائی جب  
سجہ گردانی جوگن اقسام ریاضت جوگ متاض مد ہنایک نام صنف  
چنل تائی شوخی جمین یارک دو کول و پٹیشی چہی خوبی اچھہ  
بے شل اچھہ چشم حاصل دو ہاتری آنکھین جہی اند زقاب کے  
خوشنماہن اوٹکی خوبی خیال ملا یک میں نہیں آتی اور نہ کتب سماوی میں  
انتہائے صفت ادکی پائی جاتی اور گویائی خود رفتہ ہو کر سرگردان ہے  
اور متاضون نے سجہ گردانی و ریاضت سے ہی برتر خوبی و صفت ادکی  
بیان کی مد ہنایک کتاب ہے کہ وہ آنکھین چہرہ منور پر ایسی نور نشان ہیں کہ  
حرکت نقاب مانع خوبی ادکی نہیں ہو سکتی بلکہ باریک نقاب میں ایسی خوبی دبا  
و عدیم النظیر ہے کہ چشم جمہور فریفتہ ہوتی ہے ۛ

کبت چند کی سامتا برن یعنی دریا نغ سیاہ مانتا  
کوٹے چند کی مرکنک اک دیکھت کوٹھی چہا یا چت ہوٹل پر کاس کی  
کوٹھی اند ہکار بیو ہی سود دیکھت کوٹھی کالمان کلنک انیاس کی

مدہ کئی سارہر لیمون کرتا سب تاہی کی سنواری بہا مان کا بہہ کلاہ کی  
تا دن تین چاتی چید پری ہین چہا کر کی وار پار کیمیت پلٹا اکاہ کی  
مرکنک انک صورت آہو ہوتل زمین کا لمان سیاہی کلنک عیب  
انیا س ہلاکلف مدہ مدہنا کیشا سار خلاصہ کرتا ر خالق بہا مان  
عورت چہا کر ماہتاب نیلٹا سیاہی حاصل دو ہا داغ سیاہ ماہتاب  
کی نسبت کسی نے بیان کیا کہ ارا بہ سواری ماہتاب مین جو آہو سہ سیاہ مین  
یہ اونکی سیاہی ہے اور کسی نے کہا کہ سایہ زمین کا جو ماہتاب پر پڑتا ہے  
یہ اوسکی سیاہی ہے کوئی کہتا ہے کہ ماہتاب فاسق و فاجر ہے یہ اوس  
عیب کی سیاہی ہلاکلف ہے مدہنا یک شاعر کہتا ہے کہ خالق نے ماہتاب  
کا خلاصہ نور و خوبی لیکر زن مرثقا کہ جسکو شاعرے ہندی ضرب النسل خوبی  
و خوبصورتی بہ کلام خود ہا کرتے مین خلق کیا اور بوجہ نکل جانے خلاصہ نور  
کے ماہتاب کے اندر سوراخ ہو گیا ہے اسواسطے سیاہی آسمان کی کہ جو  
ماہتاب سے بالاتر ہے براہ سولخ نظر آتی ہے +

**دیوان سید رحمت اللہ بن سید خیر الدین بگرامی محاسب قمار**  
بود و بہ منصب دوصدی و جاگیر از محال سانی پور سر فر از در سلیم پور شیر دہم  
ربیع الآخر سنہ یازدہ صد و ہیجدہ بہ رحمت حق پیوست در ہندی اوشاد  
عصر بود در ایام حکومت جاجمؤ باد فر دشتی از تلامذہ پنتامن شاعر مشہور ہندی  
آوازہ کمال سید شنیدہ خود را بہ حاشیہ محفل شریفش رسانید و دو ہا نیا انک  
از منظومات استاد خود خواند سید در ان دغل فرمود و سہ انرا تسلیم داشت  
و پیش استاد رفت و دغل مذکور نقل کرد و سہ ہم اعتراض نمود و ہا مین است +

دو ہا  
ہیو بہت اکر کت ات چتاسن چت چتین

وامرگ نینی کی لکھی واہی کے سے نین

یعنی دل ہی لیتے ہیں اور دیتے ہیں چتاسن کے دل کو قرار اس آہو چشم  
کی آنکھیں ہاوسی کی مثل میں نے دیکھیں یعنی عیدیم النظیر بین اننیا النکار  
کے خلاف لفظ مرگ نینی اس دو ہا میں سید صاحب نے پایا لہذا دحل کیا  
کہ اس صفت میں مشبہ و مشبہ بہ ایک ہی ہوتا ہے لفظ مرگ نینی میں مشابہت  
چشم آہو کی آہو سے پائی جاتی ہے لہذا یہ لفظ خلاف ہے چتاسن نے تسلیم  
کیا اور بجائے لفظ مرگ نینی لفظ سندر بنا یا سندر کے معنی زن سے لقا  
و نازنین کے ہیں مصرعہ یہ ہے

واسندر کی میں لکھی واہی کسی نین  
کبت چتاسن در صفت شجاعت سید حمت اللہ

گر ب گہ سنگہ جیون سبل گل گاج سن پر بل گج باج دل ساج دما یوہ  
بجٹ اک جھک گمن گھک دند بہن کی ترنگ کھد ہک ہوتل ہلا یوہ  
بیر تہ کبت بہی کنب ڈر جو رسن سین نو سور چوون اور چہا یوہ  
کہو جلیپائی بچ ناہ سناہ یہ رحمت اللہ سر ناہ آ یوہ \*  
گر ب غور سنگہ شیر زبان سبل صاحب طاقت گل گاج  
اظہار جو انفرادی وغیرہ پر بل زبردست گج نیل باج اسپ دل فوج

ساج آراستہ اک جھک ایک طور پر گھمن گھمک گردونچ گھنک دندہ من  
 نقارہ ہائے ترنگ گھر سم سمند بہو تل زمین بیرتہ عورات دشمنان  
 جلیپای بہ آوار بلند و استبداد ناہ شوہر حاصل دو ہا اے سید  
 رحمت اللہ تم جو وقت بغور بہادری اظہار جو اندری خود کر کے فوج گران  
 اسپان و فیلان قوی ہیکل سے لیکر شل شیر زبان پورش کرتے ہو آواز مجبوعی  
 نقارہ ہائے وغیرہ سے گردون اور سم اسپان کی شوکر سے زمین ہتی دھم  
 کرا اور ہر چار سو سے غوغا سے فوج مسکرت عورات دشمنان ترسان و لرزان  
 باہم کہتی ہیں کہ اے عورات شوہر دار و اپنے اپنے شوہر و ن سے بہ آواز بلند  
 و استبداد کہو کہ یہ سید رحمت اللہ نم سپون کا سر دار ہے دوسرے یہ کہ  
 جلد سید رحمت اللہ کی امان میں آ جاؤ ۛ

دو ہا سید رحمت اللہ

کاری سٹکاری کیری کیری سر سٹکاری

لوٹن ہاری جگت کی لوٹن ہاری بار

سٹکاری دراز کیری زیادہ سرس خوبصورت سکما نازک لوٹن ہاری  
 تاراج کرنے والی جگت کی خلق کی لوٹن ہاری غلطان ہار  
 موے سر حاصل دو ہا اے نازنین تیرے موے سر سیاہ و دراز  
 و خوبصورت و نازک زیادہ و غلطیدہ تاراج کنندہ خلق میں ۛ

دو ہا

سوہت بینی بیٹہ پر جینی پٹ کی بہائی

لوٹن ناگن کنول دل انگ پرگ لگائی

بینی چوٹی جہنی باریک پٹ پارچہ کنول دل برگ گل نیلو فرسخ پر لک  
 خاک گل حاصل دو ہا چوٹی پشت پر دراز پڑی ہوئی باریک دوپٹہ  
 کے اندر ایسی خوشنما ہے کہ گویا ناگن خاک گل جسم میں ملکر برگ گل نیلو فرسخ پر  
 لوٹتی ہے ناگن مراد از چوٹی خاک گل مراد از دوپٹہ باریک برگ گل نیلو فرسخ  
 سرخ مراد از پشت +

دو ہا

مانگ سہاگ بہری الی ب پائی جب پھا

سیام سنون گنسیام میں چلا لیک لکھائے

الی مصاحب ب دونو سیام مراد از خوبصورت گنسیام ابرسیاہ  
 چیل ابرق لیک خط حاصل دو ہا دونون پٹی موسک سیاہ کی  
 در میان میں مانگ کہ حسین ابرق گلال بہرا ہوا ہے ایسی خوشنما معلوم ہوتی  
 ہے کہ گویا اسے سکھی ابرسیاہ میں بجلی چمکتی ہو +

بہونہ کمانہ تان کی کت تکیت انگھائے

گڈہ من سوتن ٹور کی تھار دپار و پلے

تکیت دیکھتی ہے انگھائے آزر دہ ہو کر گڈہ قلعہ تھار و تیرا  
 حاصل دو ہا اب کمان ابر و کو کیبچ کر کیون آزر دہ ہو کر دیکھتی ہے  
 تو نے زنانہ انباغ کا قلعہ دل توڑ کر اپنے مطلوب کو پایا + دو ہا

آن بان گو گمت ہین نینن بان سمان

وئی لاگت سالت جو یہ دیکھت بہریت پران



آن اور سب بان تیر نینن بان تیر نگاہ سمان برابر سالت  
سوراخ کندہ بید بہت دوزندہ حاصل دو ہا اور سب کہتے ہیں کہ  
تیر نگاہ تیر کی برابر ہے یہ بات درست نہیں کیونکہ تیر جب دل پر لگتا ہے تب  
سوراخ کرتا ہے اور تیر نگاہ بجز دعائینہ جگر و دل میں سوراخ کر دیتا ہے +

ہوئی تر چہی تر چہی تگنو بہتو بہا منی بہیر

جہ چتون چت مون گڈی کا ڈہت بادہت پیر

تر چہی کج تر چہی تگنو نظر کج سے دیکھا بہتو مجمع بہا منی عورت کا دست  
نکالتی حاصل دو ہا توں نایک کا سکی سے کہ مطلوبہ نے مجمع عورات  
کہ در میان سے جھکوں کج ہو کر نظر کج دیکھا او سکی نظر ایسی میرے دل میں چہی  
ہے کہ جسکے نکالنے سے میرے دلمین درد ہوتا ہے +

دو ہا

سند رکمہ چوکا چک او پان گو برنی نہ

آنند مندر میں جڑی ہیرا جڑ یا مین

لکھ چوکا سلک دندان او پان تعریف تھیل آنند مسند رخاۂ خوشی  
جڑ یا مرصع ساز میں سن مجسم حاصل دو ہا خوشنما لک دندان کی چک  
خارج از بیان و مثال ہے گویا حسن مجسم مرصع ساز نے خانہ خوشی کو الماس سے  
مرصع کیا ہے +

دو ہا

کر اُچائی جہائی تہ دہاری بھج تہ بہائی

سُو چلا دُوئی چمک ہوئی گری ہوم پر آئی

کر ہاتھ اُچائی بلند کر کے جہائی خمیازہ کنان بھج ہاتھ یہ بہائی  
اس طرح سے چمکا برق ہوم زمین حاصل دو ہا انگڑائی لیتے ہوئے  
جو دونوں ہاتھ اپنے نازنین آنے اور بچے کر کے یکا یک نیچے کئے تو ایسا سلوک  
ہوا کہ گویا دو برق چمک کر زمین پر گر گئیں ۛ

دو ہا

سُو برن رنگ مہدی رچو چلا جڑاؤ ساتھ

کامتی دیئے ساتھی کیو موہن مَن اُون ہاتھ

سو برن طلا جڑاؤ مرصع موہن زلفیت کنندہ حاصل دو ہاتھوں  
کسی کا کسی سے کہ دست خا مالیدہ جوشل رنگ طلا ہے اور چمکا مرصع زیادہ  
اوسم خوشنما ہے وہ دست خا بستہ اپنا اپنے مطلوب کو دکھلا کر اوس کا دل  
زلفیت کر کے اس نے اپنے ہاتھ تین لے لیا ۛ

دو ہا

اُو پان سندر نکمن کی مَن آدمی نہیں اور

ایس مد ہوا ریند کی کلن بہن سر مور

اوپان نظیر نکمن ناخن ہا ایس مد ہو چشم خروس ار سید گل ناز  
سرخ کلن غنچہ سر مور تاج سر حاصل دو ہا مثال ناخن ہا سے خوبصورت

کی بجز اسکے اور خیال میں نہیں آتی کہ غنچہ ہائے گل نیلو فرسرخ پر عروسک  
تاج سر ہوں ؟

دو ما

چھلا چھیلی چھانگین بچہ بچہ بل اک ساتہ

چھلت چھیل ننگو کرت چھلا کلا کی ہاتہ

چھیلی خوبصورت چھانگین خضر ب دو چھلت فریفتہ کرتی ہے چھیل  
مرد زنگین طبع و خوش وضع کلا قدرت و شعاع حاصل دو ہا چھلا اور خوبصورت  
انگشت خضر آن دو نون کی خوبی متفق ہو کر فریفتہ کرتی ہے مرد زنگین طبع کو  
اور اسکے دل کو لیتی ہے ہاتہ میں اپنی قدرت و خوبی سے ؟

دو ما

اودر لست روماولی موس موہن بہانت

ماؤ سبرن پان پر کام مٹر کی پانت

اودر شکم روماولی سیلی سبی موسے نرم شکم موہن فریبندہ  
بہانت طرح سبرن طلا کام مٹر عمل حب پانت سطر حاصل دو ما  
نازنین کی شکم پر سیلے موسے نرم فریبندہ دل ایسی خوشنما ہے کہ گویا پان  
طلا پر عمل حب کی سطر ہے پان طلا مراد از شکم سیلی موسے نرم مراد از سطر عمل  
حب اور یہ عمل اکثر پان پر لکھا جاتا ہے ؟

نابہ کوپ ناگن نکس چلی کنول مکہ چاڈہ

ٹھٹ کی دیکھ میور گر لی کچ گر کی کراڈہ

ناہنات کو پناہ کنول مکہ گرد چاڑھ چڑھ کر ٹٹ کی ٹہری  
 سیور گر گردن طاہی بیچ کر کوہ پستان کراؤہ کنارہ مراد تمام پناہ حاصل ہو  
 چاہ ناں سے ناگن سیلی موے نے نکل کر قصد چڑھنے چہرہ چھوگل کا کیا کر گردن  
 طاہی دیکھ کر ڈری اور گوشہ کوہ پستان میں جاے پناہ سمجھ کر ٹہری +

گوری بھوری گوری تھوری تھوری

بھوری بھوری بات سون چورت من گواہی

گوری زن ملقا بھوری بھولی گورٹی صبح رنگ تھوری بیس  
 کم عمر سہمی خوبصورت چورت پوراتی ہے حاصل دو ہا مشوقہ  
 بھولی گورے بدن والی تھوڑی عمر کی خوبصورت اپنی بھولی بھولی باتوں  
 میرے دل کو چوراتی ہے اگر +

دو ہا

لست بہت پچھتور یا انگ کیسری رنگ

کنک بیل سی جہلمی بال چاندنی سنگ

لست خوشنما سیت سفید پچھتور یا ساری انگ جسم کیسری  
 رنگ بزرگ زعفران کنک بیل بیل طلائی جہلمی چکتی ہے بال عورت  
 چاندنی سنگ چاندنی کے ساتھ حاصل دو ہا نازنین کے جسم زعفرانی  
 پردہ پٹہ سفید زرکار یا خوشنما ہے کہ گویا بیل طلائی شب ماہ مین  
 نور انگن ہو +

دو ہا

ریتہ ریتہ پیریت کو پک کہہ کر منہ سار  
 ہشت ہشت ستہرات درگ لکچاوت جیوار  
 رت پیریت جماع برعکس منہار خوشامد ستہرات درگ جنبش  
 چشم از شرم رجہو ارباب حاصل دوہا طالب وقت وصال مطلوبہ  
 کے قدم پہلو کر خوشامد کرتا ہے کہ تو بطور مرد محبت کر اور وہ انکار کرتی ہے  
 اور منہستی ہے اور آنکھوں کو شرم سے نیچا اونچا کر کر طالب کے دل کو زیادہ تر  
 اپنی طرف مائل کرتی ہے ۛ

جھج اچائی انگڑائی پن پیم جھائی جھائے  
 چٹ پٹ ہر ہرنی کٹی ٹھگ لاڈ و دکھائے  
 چٹ پٹ بہت جلد ہر ہرنی یوز کی شہنشاہ کو گھسی کمر حاصل دوہا  
 دونوں ہاتھ اڑھا کر حمیازہ و قازہ سے اظہار محبت کر کے بہت جلد نازک  
 کمر والی نے ٹھگ لیا لڈ و پستان دکھلا کر قاعدہ ہے کہ غارتگر لڈ و زہر آلود  
 اپنے پاس لے کتے ہیں اور بر وقت موقع مسافر کو کھلا کر اوسکو مارتے ہیں

ہر مری ہر کی لئے دہری ارج بنین  
 راک رنگی پرہین تپہ کری ہی پرہین  
 ہر چہین لی مری نئی مروت ارج پستان بنین نو پرہین  
 ہمہ دان بین مراد از مری حاصل دوہا مطلوبہ نے اپنے طالب

کی مڑلی چین کر سینہ پر چپائی جو کہ مطلوبہ راگ رنگ میں کامل فن تھی اندل  
اوسکو اپنے دل میں جگہ دی ۛ

کہیلت بہاگ ہلاس سون بہاگ بہری لکھ مانہ  
موٹھی دھڑکلاں کی سن کیو موٹھی مانہ  
ہلاس خوشی بہاگ بھری نیک بخت حاصل دو ہا زن  
نیک بخت خوشی سے ہوئی کیل رہی تھی کہ اپنے شوہر کو دیکھ کر ایک مٹھی گل  
کی ادھر ڈال کر اوسکا دل اپنی مٹھی میں لے لیا ۛ

جھک جھک کہیلت ہی للی جھومر سن سراج  
جھوم جھومر من جگت کی پرت گین پر آج  
للی زن کم سن جھومر ایک کیل ہے کہ عورت جھک جھک کر گاتی اور باہم  
کہیلتی ہیں گین پر قدموں پر حاصل دو ہا زن یہ تقاضا عمر جھومر کو  
باتفاق زن مصاحبوں اپنی کے جھک جھک کر کہیلتی ہے بمعاینہ خوبی ایک  
عالم کا دل جھوم جھوم کر اوسکے قدموں پر اگر کرتا ہے ۛ

دو ہا

ہونہ چڈھائے جنائے رس جھوٹہ مان جنائے  
انہت ہی پتہ سن ہتھو آٹمن اتہ بنائے  
مان غصہ و اظہار آزر دگی انہت بلا وجہ بہتو مخوف انہن نیا  
انہیہ آزر دگی حاصل دو ہا زن کرشمہ سنج ابر و چڑھا کر آزر دگی

غصہ دروغ کا اظہار کر کر بے وجہ دل شوہر کو مخوف کرتی ہے نئے طور کی  
بے لطفی سے ۛ

گٹ لئے گھاٹ چلی آلی نٹ کی سنگمہ جوت

گٹ کی پٹ کی سدہ گٹھی شکلی کہہ کی جوت  
گٹ سبوجہ پٹ پارچہ دوپٹہ مشکلی بڑھی حاصل دوپٹا نایکا دریا  
پر سبوجہ لیکر پانی بہنے چلی اور اپنے مطلوب کے مقابل ہوتی ہی سبوجہ کو  
دوپٹہ کی سدہ جاتی رہی الا فرط خوشی سے روشنی چہرہ کی بڑھ گئی ۛ

لکن چلن کی نام سن گری گھوم کی ہوم

پیاریں پیاری لکنہ پیاریں دی مکہ چوم  
ہوم زمین لکن شوہر پران جان حاصل دوپٹا مطلوبہ طالب  
کا جانا سفر میں سنگرخش کہا کر زمین پر گری طالب نے ہی جوش محبت سے  
اوسکا منہ چوم کر جان دیدی ۛ

پہاگن ماس نہ آئی ہو پیاری پران ایس

کھوری ہو ری لپٹ سنگ کہہ میں پران ایس  
ماس باہ پران ایس مالک جان کھوری بدبخت ایس  
حاصل دوپٹا مطلوبہ اپنے طالب کو بذریعہ نامہ کہتی ہے کہ اے مالک  
دل و جان اگر تم باہ پہاگن نہ آؤ گے تو اس بدبخت کی جان شعلہ ہو لی سے  
ملکر تلو بدعاسے خیر یاد کر لیگی خلاصہ یہ کہ اگر تم نہ آؤ گے تو میں بھی ہو لی کے

ساتھ جلون گی ۛ

کہہ کہہ اوٹت جبری جبری گہری گہری وہ بال

چلکے نیک بلو کی انہیں ہت کو ہا ل ۛ

بال عورت نیک جلد ہت محبت حاصل دو ہا مصاحبہ مطلوبہ  
طالب سے کہتی ہے کہ تیری مطلوبہ جو حکم طالب کار کہتی ہے ہر ساعت جلی  
جلی کہہ کہہ اوٹت ہے اسلئے تم ذرا چلکر اپنی محبت کے حال کو دیکھو ۛ

کہت سیس کر دہر شون سیام بام پرانیس ۛ

کنٹہ نکٹ سانسک رہی سو وکرت اسیس  
سیس سیر کر ماتہ بام عورت پرانیس مالک جان کنٹہ گلو مکٹ  
نزدیک سانسک دم کو چکا اسیس نابود حاصل دو ہا مطلوبہ  
اپنے طالب سے بذریعہ تحریر کہتی ہے کہ اے مالک دل و جان میں اپنا سر  
ماتہ پر رکھ کر یعنی آمادہ مرگ ہو کر کہتی ہوں کہ ایک دم واپسین اب گلو میں  
باقی ہے اوسکو بھی آپ پورا کرنا چاہتے ہو یعنی اب تاب انتظار نہیں بہت  
جلد آئیے ۛ

دو ہا مصر دو اکرن مصر ہندو صفت میر عبد جلیل بلگرامی

ہو آنہ ہے اور ہوئے گا ایسوکین حوسیل

خیسو احمد نند جگ ہوئی گیسو میر جلیل

حوسیل صاحب مروت نند نام شاعر جگ دنیا حاصل دو ہا



نند شاعر کہتا ہے کہ میر عبد الجلیل صاحب مروت اور نیک دنیا میں دوسرا نہوا ہے  
 ہوگا میر عبد الجلیل بکراچی جد مادری میر آزاد رحم است ترجمہ شریف او  
 در کتب میر آزاد و تذکرہ ہائے آن والا نژاد مر قوم است و شہرت فضائل و کمالات  
 ادنیٰ است از تحریر حالات رتبہ عالیہ ازان برتر است کہ بتراہات شاعری سیما  
 منظومات ہندی لب کشاید و زبان محتاط را بگفتگو سے دور از کار آلاید لکن اجیاناً  
 اگر تفسیدہ جگری التماس معاجزی کرد و نابرجا بیت فنون تباشیری از ہندی  
 می بر آورد از منظومات عالی کہ سکہ است و این چند گل ازان چمن چیدہ می شود و

برو اچھند

الذنام پوتہی پر لکی انہ بھائے

جیون جیڑائی گوٹیکو بہال سہائے

الذکا نام آغاز کتاب میں ایسا زیب دیتا ہے کہ جس طرح ٹیکہ طلائی مرصع پیشانی پر  
 خوشنما ہوتا ہے

کیس پاس کی پانس پھانسو لوگ

ایک سیام تم او بری الگ سنجوگ

کیس ہوے پاس کند الگ جو نظر نہ آوے وہم زلف حاصل دوہا  
 کند زلف نے تمام مخلوق کو اسیر کیا مگر اے سیام ایک تم بچے اسوجہ سے کہ تمہارا دیکھنا  
 خارج از امکان نظر ہے دوسرے یہ کہ جس زلف نے تمام مخلوق کو اسیر کیا وہ تمہیں ہو

پہلواری گونگٹ کی یاشین جات

گنن باس بن چانین نہنن سہات

چمن میں نقاب ڈالکر جانیکا سبب یہ ہے کہ پہولون کی خوشبو بے چہانے ہوئے  
 خوش نہیں آتی ہے ۵  
 برقع بہ رخ افگندہ روز باز باغش      تا نکلت گل بیختہ آید بہ دماغش

واکپول نرمل تین درپن مار  
 پرت انت جھونٹھی کی مکھ میں چہار  
 کپول رخسار نرمل صان انت انجام چہا خاک حاصل دو یا اوس رخسار  
 کے مقابلہ میں آئینہ اپنے دعویٰ صفائی سے مارا ظاہر ہے کہ انجام میں کا زب کے  
 منہ میں خاک پڑتی ہے اور آئینہ جب مکدر ہو جاتا ہے خاک سے جھلکے کیا جاتا ہے

و اقل ویکت نیرن باوہت جوت  
 بگڑت چیکٹون ویکٹیکست کوٹ  
 تل سے مدفن نکلتا ہے اور روغن سے روشنی ہوتی ہے مگر اس تل کے دیکھنے  
 سے ہی روشنی چشم زیادہ ہوتی ہے اور چمک اور صفائی نظر میں لانے سے کور و  
 خوشی حاصل ہوتی ہیں

لکھ کپوت واکریوان اتہ ابرام  
 ہوئی تبت کر ڈاری سیری سیام  
 لکھ ویکر کپوت کبوتر کر لیوان گردن اتہ زیادہ ابرام خوبصورت  
 تبت گرمی سے سیری تمام سیام سیاہ حاصل دو یا ویکر  
 اس کی گردن خوبصورت کو کبوتر نے گرمی حسرت سے اپنی تمام گردن کو سیاہ کر لیا

سَنکَمَ نَانِہِ جِو مَو رِی دُہون کِیا کھوئی

کَرئی اِک جہان بچہر بُوِست تہان ہوئی



نَکَمَن جَہلک مَہدی سَنگِ یُون دُت دِین

چُنِینِ لالِ مِین جِیسِین ڈاک نو پِین

چنین لال یا تو تِ سرخ حاصل دو ہا ناخن ہاے خابستہ کی چمکین  
خوش نما ہے کہ جیسے نگین یا تو تِ خوش رنگ مین ڈاک نو خوش نما ہوناخن مراد از یا تو تِ  
خوش رنگ دھما ماراد از ڈاک نو پ

بہاؤ نَابَہ کی سَر کو کھو نَجَبَاتِ

کَنول کُلی لَو مَندی بَہلی مِہ بَاتِ

بہاؤ کیفیت نَابَہ ان سترالاب مندی سربستہ حاصل دو ہا  
صفت چاہ ناک کی غارج از بیان ہے مثل غنچہ کی سربستہ بہتر ہے صفت اسکی ہ

بِینی پیٹہ دُودِ مِل مَتو جَو کِین

لَا نَبی چَکلی بَاتَن سَن ہر لَین

بینی چوٹی پیٹہ پشت متو مشورہ لَانبی طویل چَکلی مِین حاصل دو ہا  
چوٹی اور پیٹہ نے باہم مشورہ کر کے لمبی چوڑی باتون سے دِکو فریفتہ کر لیا مراد  
چوٹی کی خوبی درازی اور پشت کی خوبی پنهائی نہایت لمبی چوڑی غارج از بیان ہے

مچکل جنگمہ سون مومن اٹکو جاتے

انت باندہیت گسینی کسین لائے

جکل دونو جنگمہ ران انت انجام گسینی گنگار کسین ستون ہا  
حاصل دو ہا دونون رانو محبوبہ مین میرادل بتلا ہوا ہے انجام مین  
گنگار ستون سے باندہا جاتا ہے

کنول سانجھہ موندت نہیں گوس سکور

واچرن کو بندت انجسل چور

کوس برگ گل انجل ہاتھ جوڑنا حاصل دو ہا قاعدہ بھک گل  
نیلو فرسرخ ہمیشہ صبح کو خگفتہ ہوتا ہے اور شام کو سرستہ میر عبد اجلیل فرماتے  
ہیں کہ یہ گل بوقت شام اوس عشق کے قدمو کو ہاتھ جوڑ کر بندگی کرنا میر سبب نہیں ہوتا

دو ہا ولہ پھلوار سی جل نین سے سیچت لئی لئی باس

سو کہی رو کہہ پلاس کو رت بسنت کی آس

رو کہہ درخت رت بسنت فصل بہار حاصل دو ہا نایکا مہجور  
اپنے مہستان وجہ سے بو خشکی پذیر دگی پا کر اوس کو سیل ٹھک سے بلرب کرتی ہے  
اور کیون کرے کہ درخت خشک شدہ پلاس کو فصل بہار کی آرزو ہوتی ہے ؟  
پہلا درخت

رجنی سجنی پیہ نگ پا دن روپ بہات

اب بر تیم چھری مہی پاؤن پک کی بہات

رجب شب سجنی صاحبہ پاؤں روپ پاک صورت بہات گذرتی  
 پر تھیم شوہر بچھری سفارت پک پیسا از قلمیور حاصل دو ہا اس  
 نایکا کاٹکو ہر سفر کو جانیوالا ہے لہذا اپنی صاحبہ سے کہتی ہے کہ اے سجنی یہ  
 رات جو نہایت پاک صورت ہے بہ مواصلت شوہر گزری جاتی ہے اب مفارقت  
 شوہر میں حالت اپنے دلکی مثل پیسا کے پاؤں کی کشف بیدار رہ کر پوکمان  
 پوکمان یعنی شوہر کجاست پکارتا ہے ۛ

تو ناسا کی ڈاہ کی کیر لگی جیتے کو بیچ  
 رہ کر کھوٹوٹ کر مئی کئی دیت مئی چوچ  
 تو تری ناسا ناک ڈاہ حد کیر طوطا کو بیچ زخم -

پیاری تیری چرن کی گھون کمان لو بہید  
 چمن بچھرت جاکلی پری جہاوان چھاتی حمید  
 جہاوان خشتی لگی کہ جس سے پاؤں گتے ہیں حاصل دو ہا اے  
 پیاری تیرے قدم کے کمانک بہید بیان کروں یعنی صفت کروں کہ ایک  
 لمحہ کی جدائی میں جہاوان کہ جو غیر ذی روح ہے اس کا سینہ متنبک ہو گیا  
 سید غلام نبی ہمیشہ زادہ میر عبد الجلیل بلگرامی ست اگرچہ حکمش در  
 قلم دشمن فارسی و ہندی نفاذ دارد اما بہ تسخیر سواد اعظم ہندی نوے پر دست  
 کہ سرکشان پایہ تخت را یک قلم از اوج غور انداختہ میرزا مظہر جاننادر  
 سرہ فن شعر ہندی ازوے اخذ نمود از نتائج فکر اوست نکتہ مکہ صد و نفاذ  
 و ہفت دو ہات کہ آنرا انگ درین نام گذاشتہ و در ایجاد و اختراع مضامیر

دقیق و خیالات نازک عجب قوت فکری صرف کردہ تمام نسخہ از اول تا آخر  
تہذیبات نام دارد در سلیں تخلص میگرد دلیں بمعنی محوست یعنی کسے کہ در رسل  
محو باشد در اینجا صد و بست و پنج دو ہا از کلام او انتخاب زدہ و چند  
کبت چیدہ ثبت میشود

منگلا چرن دو ہا

سُو پاوت یا بگت مین سرس نہم کو بہائے

جو تن مین سے تہن لون بالن ہاتھ لگائے

سرس زیادہ نیمہ عشق و محبت تن جسم مین دل تلن جمع تل  
بالن عورت حاصل دو ہا دنیا مین عشق کا مزہ زیادہ تر وہ پاتا ہے  
کہ جو جسم و جان سے مثل تلون کے بدست عورت بک جاوے یعنی مناسبت  
تل کی خوبی آرایش عورت مین داخل ہے دوم یہ کہ - بالن خوشہ ہا  
کو بھی کہتے ہیں اور تل مہ تن داخل خوشہ ہا رہتے ہیں اس صورت مین ہر  
یہ ہے کہ مہ تن عشق عورت مین محو ہو جاوے ہا

دو ہا جوڑا برتن

چندر مکھی جوڑ و جتی چت لیتھون بھجان

سیس اوٹھائیو ہی ترس گویا چو جان

چندر مکھی ماہ رو جوڑ و جد چتی دیکھ سیس سر قمر تاریکی  
سیس بہتاب حاصل دو ہا اوس ماہ رو کا جوڑا موے سر دیکھ  
دل نے یقین کیا کہ یہ جوڑا نہیں ہے تاریکی نے سراوٹھایا ہے بہتاب کی پشت

سے مہتاب مراد از چہرہ تاریکی مراد از جوڑا  
 دو ما ارن مانگ پائی جت برن  
 تین مانگ نہ ارن کن مدن جگت کو مار

است پھری پرتی دہری رکت بہری تلور  
 تین عورات ارن کن سیندور مدن کا دیو یعنی حسن مجسم جگت خلوق  
 است سیاہ پھری سپر رکت بہری خون آلودہ حاصل دو ما  
 فرق عورات پر مانگ سرخ نہیں ہے حسن مجسم نے خلق کو مار کر سپر سیاہ پتھر شیر  
 خون آلودہ رکھی ہے سپر سیاہ مراد از ہر دو پاٹی و شمشیر خون آلودہ مراد  
 از مانگ سیندوری ۛ

دو ما ہونہ اینٹہ برن

اینٹن ہون او تر ت دینک یہ جگت کی تان

جیون جیون اینٹت بہر دینک تیون تیون جیون جیون

دینک کمان اجکت تعجب تان بات بہر دینک کمان ابرو ندان  
 یقین حاصل دو ما کمان چڑھی ہوئی اینٹنے سے او تر جاتی ہے مگر  
 جاے تعجب ہے کہ کمان ابرو جس جس قدر اینٹتی ہے اسی اویس قدر چڑھتی ہے

دو ما کرن مکت برن

مکت بھی گھر کوئی کی ٹہی کان جائے

آب گھر کوٹ اور کو کچھے کسا او پائے

مکت مروارید تارک دنیا کا نن گوش و جگل حاصل دو ہا اے مروارید  
 تو اپنا گھر صدق کو کر اب زیب گوش ہوا ہے اور بیان بیٹہ کر اب دوسروں  
 کے گھر کو کہتا ہے یعنی دل ہر ایک کو مایل خوبی گوش کرتا ہے پس کیا تدبیر کجاوے  
 دو سر یہ کہ اے مرد آزاد تو تارک دنیا ہو کر قیام پذیر جنگل ہو ہے  
 اور بیان بیٹہ کہ بھی دوسروں کے گھر کہتا ہے یعنی جو تجھ سے ملتا ہے اسکو  
 تارک دنیا کر دیتا ہے

ترنگ دیشمہ آگین دہرین برین دل کے ساتھ

تیوری لکھ لکھ کی جگت کیو چیت سب ہاتھ  
 ترنگ اسپ دیشمہ نظر برین ترنگ تیوری جیون جگت دنیا  
 حاصل دو ہا مطلوبہ اسپ نظر آگے بڑھائے ہوئے اور شکر مرنگان  
 ساتھ لئے ہوئے تیور دکھا کر چاہتی ہے کہ تمام دنیا کو اپنے قبضہ میں کرے ؟  
 کاجر برین

ری من ریت بچترہ تیتہ نین کی چیت

بکھ کا جرنج کھائی کی جیتہ اورن کی لیت  
 ریت طور بچترہ گوناگون چیت ہوشیار ہو بکھ نہر حاصل دو ہا  
 اے دل چشم مطلوبہ کا طور عجیب ہے تو ہوشیار ہو یہ آنکھیں کاجل کا  
 نہر کھا کر دوسروں کی بان لیتی ہیں ؟

دو ہا کاجر کورین برین





ناسکا بینی نٹ نٹ انکار کر کر دولٹ ہاتھ ہلاتا ہی ہاتھ حاصل  
دو ہا غارتگر لشکن نے بہ اتفاق حلقہ بینی کہ کنٹلو گیر ہے اور اعتبار قیام  
جائے مستحکم بینی کہ عالم بالا ہے تمام دنیا کو مارا ادھر وڑاتا ہم تمنائے دلی  
کے حاصل ہونے سے دست انکار ہلاتا ہے۔

پناری برزن ہو یا

للت پناری کلت یوا لت ادھر شکار

منو ابی بہا سہ بدیو چہتہ مین

للت خوشا پناری غلام بابا کل لیو چہت سب ہاتھ ماشت  
یہ معلوم ہوتا ہے چہتہ مین انگریزی زبان تیوری جوتن جگستہ و یا  
یہ غلامی خوشا پناری کہ جو پ نظر آگے بڑھائے ہوئے اور شکر مرگہ ہے  
ساتھ لے ہوئے تیور دکھا کر جاہتی ہے کہ تمام دنیا کو اپنے قبضہ میں کرے

کاجر برزن

ری من ریت بچترہ تہہ نین کی چیت

بکہ کاجر بچ کما سی کی جیہ اورن کی لیت

ریت طور بچترہ گوناگون چیت ہوشیار ہو بکہ نہ ہر حاصل دو ہا  
اے دل چشم مطلوبہ کا طور عجیب ہے تو ہوشیار ہو یہ آنکھیں کاجل کا  
نہر کما کر دوسروں کی جان لیتی ہیں ؟

دو ہا کاجر کورین برزن

مذکورہ صدر کے دو ہلال ہیں :

معدی برتن دوہا

بارہ منگل راس کی سوئی سب مل آئی

ابھی ہتھیرن دس نکسن ہدی ہی بنائی

بارہ منگل دوازدہ مریخ راس برج ابھی ہر دو ہتھیرن کف دست  
دس نکسن وہ ناحن حاصل دوہا دسون ناخن اور دونوں  
کف دست خابستہ نہیں ہیں دوازدہ برج کے مریخ لکڑ پکجا ہو گئے ہیں  
مریخ جلاؤ فلک ہے اور رنگ اسکا سرخ لہذا نسبت سرخی خاصہ ہے :

سکارتا برتن دوہا

لگت بات تا کو گمان جا کو سچم گات

نیک سانس کی چھو کسین پاس نہیں ٹہرات

بات ہوا سچم نہایت باریک مراد از نازک بودن گات جسم سانس  
نفس حاصل دوہا اوس نازنین نازک اندام کو ہوا کی برداشت کسطح  
ہو جو سانس کی ہوا سے پاس نہیں ٹہر سکتی :

روما دل برتن دوہا

آمل اودر واکسگرین روما دل کی ہیکہ

پیرگٹ دیکھی سانس کی آواگون کی لیکہ

امل صاف اودر شکم سگھر خوبصورت روما دل موے نرم نرم شکم

ہمیکہ صورت پر گمت ظاہر سانس دم او اگون آمدت رکیم  
 کیر حاصل دو ہا اوس شکم صاف و خوبورت پر موصے نرم نرم  
 نہیں ہین نفس کی آمدت کا سلسلہ بظاہر معلوم ہوتا ہے یعنی دم کی آمدت  
 کی لکیر ہے ۛ

دو ہا پٹھہ کی نال برن

نہیں پنا ری پٹھہ تو دیکھو ن دیٹھہ بچار

دہسک گئی بھہ بہار تین مینی کی شکمار ۛ

پنا ری نشیب در میان پشت دیٹھہ نظر بہہ بہار بسیار بہتی چوٹی  
 شکمار نازک حاصل دو ہا تیری پشت پر نشیب جو در میان مین مثل  
 لکیر کے ہے وہ پنا ری نہیں ہے نظر غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ پشت  
 نازک تیری بار چوٹی سے دہسک گئی ہے ۛ

کٹ برن دو ہا

سنت کٹ سچم نیت تکت ندر کیت نین

دیہ مدہ یون جانمی بیون رسا مین مین

کٹ کمر سچم نازک باکینیت زیادہ تکت نظر کرنے سے دیہہ مدہ  
 در میان جسم کے رسکنا زبان مین گویائی حاصل دو ہا سنتے مین  
 کمر تیری نہایت نازک و باریک ہے کہ باوجود مسائنہ نظر نہیں آتی پس  
 جسم مین اوسکو ایسا سمجنا چاہئے کہ جس طرح زبان مین گویائی ہے کہ ہے  
 اور نظر نہیں آتی ۛ

## جنگہا برزن دوہا

سِیسِ جِٹا دِہِرمون گہ کھڑی رینِ ایکپائی

ایتی تپ کدلی تیو لہین نہ جنگہ سبھائی

سِیسِ سہ جٹا موی سرمون خاموش گہ کپڑ کر تپ ریاضت  
کدلی درخت موز جنگہ ران حاصل دوہا درخت کینے نے سر پر  
بال کہ برگ ہا سے مراد ہے رکے اور خاموشی اختیار کی اور ایک پیر سے  
ایستادہ رہا باوجود اس قدر ریاضت و محنت کے بھی تیری ران مصفا  
کی برابری نہیں کر سکتا۔

## پگ تل برزن دوہا

لکھہ پگ تل کی مرو لٹا کب برت سگچانہ

من تین آوت چیبہ لون بت چھالی پرچانہ

لکھہ دیکھ کہ پگ تل کٹ پا مرو لٹا نزاکت چیبہ زبان حاصل دوہا  
اوسکے کٹ پا کی نزاکت اور نرمی کی تعریف میں شاعر خون زدہ اس امر کے  
ہیں کہ دل سے تاز زبان ذکر لانے میں بوجہ ناز کی مبادا پر آبلہ ہو جاویز  
ہیں بار تعریف کے متحمل ہو سکتے ہیں۔

## نکھہ برزن دوہا

دوت وا آوت نکھن کی ہننی گون کب الین

پائی پرت پت جاہ گوہنیو چند پیہ سِیسِ

اُوت روشن دوت چمک نکمن جع ناخن بہنی بیان کرے کہ الیں  
ملک الشعرا حاصل دو ہا روشنی طلوع ہلال ناخن پانایکا کی  
صفت کوئی ملک الشعرا ہی بیان نہیں کر سکتا کیونکہ پشت پا پر سر رکھنے سے  
ناک کے خط ناخن سے ہلال پیشانی نایک پر نمود ہوا ۛ

سرب انک برن دو ہا

مکہ سنس زکھ چکورا ورتن یا نب لکھین

پک پنگ دیکت بہوتر ہوت نین مم تین

مکہ چہرہ سنس ہاتھ ترکہ دیکھ تن جسم پاتپ دریا میں  
ماہی مک قدم پنجم کنول حاصل دو ہا ماہ چہرہ کو دیکھ کر مثل چکورا  
اور دریائی جسم کو دیکھ کر مثل ماہی اور نیلوفر سرخ پاسے کو دیکھ کر مثل بہنویری  
آنکھیں تین طرح پر ہو جاتی ہیں ۛ

از رس پر بودہ پریت بہا و دو ہا

تو بہت تو تر نیمہ کو آبجیو ہر ہیہ آئے

سرت سلل سیخت ریت پہل ہو نگی چائے

تو تیری بہت محبت نو تر نیا درخت نیمہ عشق ہیہ دل سرت یاد  
سلل آب سپہل بار آور چائے تمنا حاصل دو ہا توں گئی نایک  
کانایکا سے کہ تیری محبت میں نیا درخت عشق کا نایک کے دل میں جا اوسکو  
وہ ہر دم آب یاد سے آبپاشی کرتا رہتا ہے بہ تمنا سے اسکے کہ بار آور ہو جاو  
سکیا برن دو ہا

دہرت نہ چو کی نگ جٹی یا تین اُرمین لائے  
 چہا نہ پیری پر بھر کہہ کی جن تہیہ دہرم بسائے  
 دہرت نہ رکنتی نہیں بچو کی نگ جٹی دگہندگی صغ اُرسینہ چہا نہ  
 سایہ پر بھر کہہ مرد غیر جن ست تہیہ دہرم غفلت زنان لئساے  
 معدوم ہو حاصل دو ہا تو یذطلالی صغ جواہر عورت پاراسینہ پر  
 اس وجہ سے نہیں پہنتی ہے کہ سبادا سایہ مرد غیر کا اس تو یذ پر پڑے اور  
 میری غفلت و پارسانی بوجہ پڑنے سایہ مرد غیر کے جاتی رہی ہ  
 النکرت جو بنا مگر ہا دو ہا

یون بالاجوبن جہلک ارجن مین در سائے  
 جیون پر گشت من کو بچن تہیہ نترن مین آئے  
 بالاعورت جو بن عنفوان جوانی ارجن پستان پر گشت ظاہر ہوتی مین  
 تہیہ عورت حاصل دو ہا زن کم عمر و دوشیزہ کی عنفوان جوانی کی  
 جگہ کا یون پستان پر نہو دے کہ جس طرح نشاء دلی طرز نگاہ عورت سے  
 بخوبی ظاہر ہو جاتا ہے بقولیکہ مصرع سیمائے مردم آئینہ حال باطن است  
 نو جو بنا مگر ہا دو ہا

جیون تہیہ تہہ بار مہت کلا جوبن سسر ادہکات  
 تیون سستانس تہر گشت چہب دوت پہلیت جہا  
 سنس انتاب سستا بچگی نس رات تہر تاریکی حاصل دو ہا

جسطرح ہلال میں روز بروز ترقی نور ہوتی ہے اوسیطرح عورت شغفوان  
جوانی میں روزانہ خوبی حسن پیدا کرتی ہے اور جسطرح ترقی نور ہلال میں  
سیاہی شب کم ہوتی جاتی ہے اوسیطرح ترقی حسن جوانی عورت میں انتشار  
طفولیت زائل ہوتے جاتے ہیں ۛ

پنہ یعنی ایضاً

اَلَسْتَ حَبِيبَ تَوَارِجِ اَرْكَسَتْ جِهَالِكَ مَبْهَائِ

اُس نکس نکس سب تین کی پری حین میں آئے  
الست ہیں نکلتی ہیں تو تیری ارج پستان اُرسینہ اُس نکس  
مراد انتشار حاصل دو ما تیرے سینہ پر پستان کا جلوہ نمود ہوتی  
ہی دیگر عورت انباغ کے دلون میں دبڑکا پڑ گیا کہ اب بنسبت ہمارے  
یہ منظور نظر شو ہر زیادہ تر ہوگی ۛ

کیات جو بنا مگر ما دو ما

سَكِينِ كُنْتَ لَوْنِ تِيَّةِ نَيْنِ كُجِّ تِكِ بَسِ لَجَاتِ

ما نو کنول کلی چپی الین ہلس رہ جات  
کنت شو ہر کچ پستان الین بنور ہلس خوش ہو کر حاصل دو ما  
جسطرح عورت اپنے شو ہر کو دیکھ کر شرمین ہو جاتی ہیں اوسیطرح یہ  
زن نوعمر جمع عورت میں اپنی پستان نو خیز کو دیکھ کر تبسم کنان محبوب ہو جاتی  
ہے جیسا کہ زنبور سیاہ شکو ف گل نیلو فر سرخ کو دیکھ کر دلین نہایت خوش  
ہوتا ہے پشم زن نوعمر مراد از زنبور سیاہ پستان زن نوعمر مراد از شکو ف



گل نیلو فر سرخ +  
اکیاب جو بنادو ما

وادرین باندہی سانس میں ہوڑ سکھن سون گئے

سو میری یہ ٹھور ہوئی ہمیں آسے  
سانس دم ہوڑ شرط ٹھور جگہ پیہ دل اس سی پیہ حاصل  
دو ہا یہ نابالغ اپنی پستان کا دوبار دیکھ کر اپنی مصاحبہ سے کہتی ہے کہ  
جو بر وز فلان میں نے سکھوں سے شرط باندہ دم کور و کا تھا وہ دم میرے  
سینہ میں پھسک آج اس جگہ پر اوہرا ہے اسکو دیکھو +  
بنوڈ ہا مگد ہا دو ما

سکھن کہیں لال آہرن نیک نہ پھرت بام

من بین من شکوت ڈرت بہر لال کی نام  
لال سرخ ابھرن لباس زیور و پارچہ بام عورت بھرم پس و پیش  
حاصل دو ہا یہ نایکا فوجوان سکھوں کے کہنے سے لباس لال زیب بدن  
کرنے میں انکار کرتی ہے وجہ یہ ہے کہ لال سرخ کو کہتے ہیں اور لال شوہر  
کو بھی کہتے ہیں مبادا یہ سب نظافت سے اقبال پہننے لباس لال میں اقبال  
مواصلت شوہر قرار دین لہذا ڈرتی ہے اور پس و پیش کرتی ہے +

بشر بدہ بنوڈ ہا مگد ہا دو ما  
ہنت ہنت رت بات کہہ یوں روئی کہہ تہیہ  
دک دک جیون داسنی ناچین برسے مینہ

رت بات کلام مباشرت داسنی برق حاصل دوہا انگام بہتری  
 شوہر یہ نایاکم عمر یوں رستی روتی غصہ کرتی ہے کہ گویا بجلی چمک چمک کر ناپستی ہو  
 اور پانی رستا ہو خندہ مراد از برق و گریہ مراد از باران ۛ  
 مہتمہ یعنی ایضاً

رتیہ اگیان اگیان مین پریم نہ دیت جنائے  
 جمن گنگ تہ پائی کی رہی ہرستی بہائے  
 اگیان جہل گیان علم پریم محبت حاصل دوہا نایاکم عمر کہ حسین  
 بلوغ دانائی اور نقصان نادانی ہنوز نہیں ہوا لہذا بوجہ اختلاط ہر دو حالت  
 حال اور کسی محبت کا لبت شوہر کے معلوم نہیں ہوتا جیسا کہ مابین دریا سے  
 گنگ و جمن کے وجود رستی مفقود ہے ۛ

مگدہا کی سرت آنت دوہا

یون محبت گو اوللا ابلن انگ بنائے  
 ملی پپ کی باس لون سانس پائی جائے  
 ابلن عورت انگ جسم ملی پپ گل بالیدہ باس خوشبو  
 حاصل دوہا قول نایاک کی مصاحبہ کا نایک سے کہ اے صاحب کوئی  
 زمانہ تو عمر کے جسم کو ایسا لتا ہے کہ جیسا تم نے ملا یعنی جیسی لمے ہوئے پھول میں  
 خوشبو نہیں رہتی ہے ایسا ہی اسکے بدن میں دم معلوم نہیں ہوتا ۛ

مدہیا دوہا

پیہ تہ پلن کیاٹ کٹ نر کہہ لیہہ درگ کور

گہلت پریم کی جو رتین مندت نیم کی جو ر  
پلن مرگان جفن کیاٹ کواڑ کٹ سخت نر کہہ لیہہ دیکھ لی درگ کو  
گوشہ چشم پریم محبت نیم پابندی طلقہ جو ر زور حاصل دو ما  
قول سکھی کا نایکا سے کہ شوہر کے جفن در بند سخت ہیں انکو گوشہ چشم سے دیکھ  
یہ قوت محبت سے داہوتے ہیں اور خود بینی سے بند ہو جاتی ہیں :

پنہہ دو ما

رہنی من پات نہین لاج پریت گوانت

دھون اور اینچو پہرے جیون ببتیہ گوانت  
رہنی عورت پریت محبت انت انتا ب دونون تہہ استری کنب شوہر  
حاصل دو ما عورت کا دل شرم و محبت دونون کی انتہا نہین پاتا کا آیا  
حیا مقدم کروں یا محبت لہذا دونون طرف کنجا ہوا بہتر ہے جس طرح سے کہ  
دو عورتوں کا شوہر

مدھیہا مانت کا ما دو ما

یون تہ نہین لاج میں لست کام کی بہائے

لو سلال میں نیمہ جیون او پرین در سائے  
کام شہوت سلال اب نیمہ روغن حاصل دو ما نایکا کی آنکھوں فرغ کرین  
میں شہگام مستی غلبہ شہوت ایسا نمود ہوتا ہے کہ جیسی دہنیت روغن بر رو سے

آب ظاہر ہو جاتی ہے :

### مدہیا کی پرت دونا

کَانَ نِزِتِ مَرگ لُونِ پِرِی مُرچیلین کی پِرَان

کَنڈہ بَہَنک نو پِر جَہَنک دَہن لیتی جِب تَان

کان پرت بحرِ تناع مرگ لونِ شل آہو مرچہ غفلت لسن شوہر پِرَان  
جان کَنڈہ بَہَنک آواز خوش گلو نو پِر جَہَنک آواز زنگولہ دَہن کمان

دَہن تال تان چڑا کر تان راگ حاصل دونا جب مطلوبہ

آواز خوش گلو سے باتفاق تال زنگولہ تان یعنی راگ لیتی یعنی آغاز کرتی ہے

اوسوقت سنتے ہی شوہر مطلوبہ کا مثل آہو کے غافل دُخو دُفراموش ہو جاتا

ہے اور مثال آہو سے یہ مراد ہے کہ آہو عاشق راگ ہے دوسرے

یہ کہ آواز خوش گلو و تال آواز زنگولہ کا قوس جب نایکا تانتی ہے

اوسوقت طالب مطلوبہ کا بحر دسنے کے مثل آہو تیر غور دہ کے غافل دُخو دُفراموش

ہو جاتا ہے :

### مدہیا کی پرت دونا

رَمِتِ رَمَن پِرِیتِ یُون لَاجِ مَدَن مین چہاک

جیون رتہ ہاکت سار تہی دہون لیک گوتاگ

رمت مباشرت کرنی ہے رمن عورت پِریت برعکس لاج صبا

مدن شہوت چہاک پُر سار تھی رتہ بان دہون دونوں لیک

راہ پیہ ارا بہ تاک دیکھ کر حاصل دونا ہنگام مباشرت

برعکس یعنی مرد نیچے اور عورت اوپر مطلوبہ شرم و شہوت دونوں میں مبتلا ہو کر  
دونوں امر ایسے ملحوظ رکھتی ہے کہ جس طرح اراپچی اراہ کے نشان راہ ہر دو  
جانب کو دیکھ کر رتہ ہانگتا ہے ۛ

### پروڑ یا دو ما

جب بنتا برکہہ راس میں رب جو بن چمکائے

مدن پتن پرت دیوس لڈہ لاج سیت گھٹ بائے

بنتا عورت برکہہ راس برج ثور رب آفتاب جو بن حسن جوانی مدن  
شہوت پتن گرما پرت دیوس روز بروز بڈہ زیادہ ہوتی ہے لاج  
حیا سیت سہا حاصل دو ما جب آفتاب برج ثور میں آتا ہے  
روز بروز گرمی زیادہ ہوتی ہے اور سردی جاتی ہے اس طرح عورت جب  
حسن جوانی چمکاتی ہے گرمی شہوت برسر ترقی ہوتی ہے اور سردی حیا زائل ۛ

### پر درما کی سترانت دو ما

ڈہرک پری کمون اربسی نکمہ کچ سیس سہائے

ترمن چھپو منو گر سکھ دیو کچ نکس در سائے

ڈہرک پری علیحدہ ہوگیا اور بسی چولی نکمہ نافن کچ پستان سیس سر  
ترمن آفتاب گر سکھ چوٹی پہاڑ دوج مراد بلال حاصل دو ما انجام  
مباشرت میں چولی پستان نایکا سے جدا ہوگی اور اوس نے ہاتھ سے پستان کو  
چھپایا شاعر کی مثال بیان کرتا ہے کہ گویا آفتاب چھوٹے پہاڑ میں پوشیدہ  
ہوا اور ماہ نوا طلوع ہو کر نظر آیا آفتاب مراد از پستان دچوٹی پہاڑ مراد از دست

دہلال مراد از ناخن دست نایکا

مدہیا دہیلر دوما

لکمت ہتی درگت کمل لے چور بدن رب اور

آب ان آئن چند بہت کر بونین چسکور  
لکمت ہتی دیکتی تہی درگت کمل لے آنکھ نیلوفری کر کے چور پوشیدہ  
بدن چہرہ رب آفتاب اور طرف آئن چہرہ بہت واسطے  
نین آنکھین چکورتہ درو حاصل دوما قول نایکا کا نایک سے کہ اب تک  
مین اپنی آنکھ کو گل نیلوفر سرخ کہ جو ہمیشہ دن میں تنگفتہ رہتا ہے اور رات  
کو غنچہ ہو جاتا ہے بنا کر تمہارے چہرہ خورشید شمال کو پوشیدہ از انظار  
حاسدان دیکتی تہی اور اب اس تمہارے چہرہ ماہ شمال کے دیکھنے کو مین  
آنکھ کو چکورتہ جو عاشق ماہ ہے بناؤنگی خلاصہ یہ کہ در پردہ شکایت غیر  
حاضری دن کی کرتی ہے :

مدہیا دہیلر دوما

یہی بڈائی تم رکھی میری بہت ٹھرائے

ماہتہ پرت ہو اور کی پائین پرت مواتے

یہی یہ بڈائی بزرگی حاصل دوما قول نایکا کا نایک سے  
از راہ طعن کہ آپ میرے تو پاؤں پڑتے ہو اگر گر ماہتہ اور ون کے پڑتے  
ہو پس یہی بڈائی میرے واسطے آپ نے تجویز کی ہے :

مدہیا دہیلر دوما

کِت بَنُو لیت نہڑ کی یہ پوچھت گہ ہاتھ

پور دین اَنسو اگن بوند لون جہری بات کی ساتھ

کِت کیون بنو لیت نہیں بولتی ہنٹھڑ کی بیرجمی کر کے گمن بوند باران  
لون طرح حاصل دو یا نایکا اپنے شوہر کا ہاتھ پکڑ کر یہ کہتی ہے کہ  
بے رحمی سے مجھ سے کیون نہیں بولتے ہو اور سیل شک کا او سکی آنکھوں سے  
مثل باران کے برستا ہے بات کرنے کے ساتھ ۛ

پرور ہا دھیرا

پاک دہری پیری کھری پیہ مکھ پیری نہار

پھول چھڑی کرین دہری آنکھ بہری جھبکار

پاک دستار پیری کھری زر چھپی پیہ مکھ چہرہ شوہر پیری نہار  
جھبکا رخصت ناک حاصل دو یا نایکا نے اپنے شوہر کو دستار چھپی  
زر داندھے ہوئے دیکھ چھڑی پھولون کی ہاتھ میں لی چشم غصہ ناک کی  
مرا دیکھ کہ نایکا کو دستار زر چھپی مہرنگ انباغ ناگوار معلوم ہوئی ۛ

پرور ہا دھیرا

نین لال تک رِس ڈری کچھو نہ بولی بال

بانہ گت ہی لال اُرنی توڑ اُرمال ۛ

نین لال چشم سُرخ تک دیکھ بال عورت بانہ دست گت ہے  
پکڑتی ہے لال شوہر اُرسینہ ہنی ماری مال مال حاصل دو یا

نایکا اپنے شوہر کی شیم فصد ناک دیکھ کر ڈری اور کہہ نہ بولی الاحب شوہر نے  
ہاتھ اوسکا پکڑا نایکا نے مالا اپنی گلی کی توڑ کر سینہ شوہر پر ماری ۛ  
جیٹھا وکیستہا بمعنی بزرگ و غور د

کن سچتر یہ کیسل بل دینون تمہین سکمائے  
موٹہ مار واکي درگن موکھ مانڈت دہائے  
کن کنے سچتر عجیب بل قربان مونٹہ مشت گلال بغیرہ درگن آنکھن  
مانڈت ملتی ہو دہائی دڑ کر حاصل دو ما دو عورت چوٹی بڑی  
اپنے شوہر سے کتنی بہن کہ یہ بازی عجیب تھو کہ کس نہ سکھائی ہے کہ ایک آئی کھ  
مین مونٹہ گلال وغیرہ کی مار کر دوسرے کو ملتی اور عاجز کرتی ہو ۛ  
پرو ٹر باد ہیرا دو ما

ڈری گانٹھ جو بال بیٹہ لے نہ کیہون ناتہ  
پرگٹ بال مدہ گانٹھ کون بہی گت ہیرا تہ  
ڈری بڑی گانٹھ گرہ بال عورت ہیرہ دل لہی نہ دریافت ہوے  
لیہون کسیر سے ناتہ شوہر پر گت ظاہر بال ہوے مدہ دریاں  
لون طرح گت پکڑتے ہوئے حاصل دو ما نایک کیطرن سے  
نایکا کے دلین جو گرہ لال بڑی تہی وہ نایک کو کسیر سے ظاہر نہوئی مگر  
جسوت نایک نے ہاتھ نایکا کا پکڑا اوسکی کم تو جی وغیرہ سے وہ گرہ لال  
ظاہر ہو گئی جیسا کہ گرہ موئے باریک کی کہ بادی النظر میں چاہے تیز نہو سکے  
مگر بال کو ہاتھ میں لینے سے ظاہر ہو جاتی ہے ۛ



اوڈا پر کیا

نیں آچل چل مینج توڈا ویدہ من رنج

نہایت لاگت کینج آراپیت لاگت کینج

نیں اکسین اچل غیر متحرک چل متحرک مہنج خوش وضع تو تیری دوا ویدہ  
دونوں طرح من رنج تسکین نہ دل بج پت شوہر خود اپ پت مرد غیر کینج گل  
نیلو فر سرخ کینج صعوہ حاصل دو ماہے ناز میں تیری چشم خوش وضع  
متحرک و غیر متحرک دونوں طرح سے تسکین بخش دل میں کہ اپنے شوہر کو مثل گل  
نیلو فر سرخ کے غیر متحرک اور مرد غیر کو مثل صعوہ کے کہ جو ہر دم متحرک رہتا ہے  
متحرک معلوم ہوتی ہیں \*

انوڑا پر کیا دو ما

روکھی ہو جن باس لون چوری دیت بنائے

بنائے جہین سر نہیہ جو چڑیو نہیہ سر آئے

روکھی مراد خشک مزاجی ہو جن مت کر باس لون مثل خوشبو کے  
نہیہ محبت دروغ حاصل دو ما قول سکھی کا نایکا ناشہ کم عمر سے  
کہ تو مجھ سے خشک مزاجی مت کر چوری مثل خوشبو کے ظاہر ہو جاتی ہے کہ بلا  
چڑ ہے ہونے تیل کے سر پر کہ مراد شادی ہونے سے ہے تیرے سر پر محبت  
غیر چڑ ہی ہے اگر \*

سامانیا

مکت مال لکھ دہن کیو یہ اجکت ہے نا نہ

گنگ تہاری آر بی شو میری اُر نا نہ

مکت مال ہر وارید لکھ دیکھ کے دہن مہنی آفرین موت اجکت شال  
ناموز و ن گنگ دریاے گنگ شو نام ہادیو اُر سینہ حاصل و ہا  
نایکا اپنے شو ہر کو مالے مر وارید پہنے ہوئے دیکھ کر فیانہ یہ کہتی ہے  
کہ جیسے آپکے سینہ پر یہ مالاشل لہ دریاے گنگ کے خوشما ہے ویسے ہی  
میرے سینہ پر بھی یہ پستان کہ جو بصورت شیوہن زمیندہ ہن اور یہ  
شال جوین نے بیان کی ناموز و ن نہیں ہے کہ ہادیو اور گنگا کی مناسبت

ظاہر ہے  
اتہیہ سنہوگ وکتا دوہا

تیری پاس پر کاس پر نہیہ سباس بے

موکارن لائے نہیں آئے آپ رگائے

پر کاس پر ظاہر نہیہ سباس عطر خوشبودار بسائے خوشبودیا ہے  
حاصل دوہا نایکا اپنی مصاحبہ سے بحالت سستی یہ کہتی ہے کہ اے  
سکمی تیرے لباس میں ظاہر عطر خوشبودار کی نہایت خوشبو آتی ہے تو پرے  
واسطے کیون نہیں لائی آپ ہی لگا آئی مراد میری مطلوب کو کیون نہ لائی

پریم گرتا دوہا

پیہ مورت میری سدا اکہین درگن بے

دُست گوری دیہہ یہ مت تونری ہوئی بے

پس یہ شوہر صورتِ صورتِ سدا ہمیشہ در گن آنکھوں بسای جاگزیں  
 ڈرپٹ ڈرتی ہے گوری دیدہ صورتِ صبحِ مست مبادا سوزی  
 ملیج حاصل دوہا یہ نایکا اپنی محبت کا ہونا شوہر کے دلیر یقین کر کے  
 اپنی مصاحبہ سے کہتی ہے کہ شوہر میرا میری صورت کو ہمیشہ اپنی آنکھوں میں  
 بسائے رکھتا ہے لہذا میں ڈرتی ہوں کہ مبادا بوجہ سوا دچشم شوہر زنگت  
 میرے جسم کی ملیج نہو جاوے ۛ

### روپ گر تبا دوہا

جو بن لہہ ان روپ ٹھک ادبہت گت یہکین  
 آپ جگت کو مار کے ہتیا مویں دین  
 جو بن جوانی ان روپ ٹھک مراد خوبصورتی ادبہت گت حال عجیبہ  
 جگت دنیا ہتیا جرم حاصل دوہا یہ نایکا مغرور حسن اپنی مصاحبہ  
 سے کہتی ہے کہ اس جوانی نے غارتگری خوبصورتی کو اپنا رفیق پا کر کیا غنڈ بکھا  
 کہ تمام دنیا کو مار کر جرم اوسکا میرے سر پر قایم کرایا ۛ

### ماننی دوہا

ڈہرت ماننی در گن یوں آنسو بند بسال  
 منو مانسر کنول تین جہرت ٹکت کی مال  
 ڈہرت ڈہلتا ہے ماننی نایکا ٹکول آنسو بند قطرات ٹک بسال  
 خوشنما مانسر نام تالاب کہ جسمین مروارید پیدا ہوتے ہیں - ونیز نام  
 سینہ کہ جسمین کنول دکھا رہتا ہے کنول گل نیلوفر بن جہرت جہرتی بین

نکمت کی مال بار ہے مرورید حاصل دو ہا بجا لت ملاں نایکا کی آنکھوں  
سے قطرات اشک سسل یوں گرتے ہین کہ گویا تالاب مانسے سے کہ جسمین مرورید  
و کنول پیدا ہوتا ہے اور مراد سینہ و دل سے ہی ہے ہا مرورید برستے ہین  
سو آدھین تپکا دو ہا

نر کہہ نر کہہ پرت دیوس نس تیتہ چکھ پتہ کہہ اور  
مکل جان ال ہوت ہین سس انمان چکور  
نر کہہ نر کہہ دیکھ دیکھ پرت روزانہ دیوس نس دنرت تیتہ چکھ  
آنکھیں ہوت پیہ مکھ چہرہ شوہر اور طرٹ ال ہنورا سس باتاب  
انمان تصور کر کے چکور تدر و حاصل دو ہا مینہ نایکا خالی از خلل  
بیگانہ شب و روز چہرہ شوہر کو باطنیان تمام دیکھا کرتی ہے دن مین تو  
چہرہ شوہر کو کنول سمجھ کر آنکھیں او سکی زنبور سیاہ کہ جو عاشق گل ہے ہوتی  
ہین اور رات کو ماہ کامل سمجھ کر وہی آنکھیں چکور کہ جو عاشق ماہ ہے ہوجاتی ہین  
انکھنٹھا دو ہا

سکھی کہا جیہ ساج کی آج نہ آئی نانہ  
گرہ بھولی کنگ لون پری مومن بھوتیا نہ  
ساج آرایش کنگ پرند حاصل دو ہا قول نایکا محزون کا اپنی  
مصاحبہ سے کہ اے سکھی مین آرایش اپنی کیا کروں آج میرا شوہر نہیں  
آیا افسوس کہ مثل طایر آشیان گم کردہ کے پرتے ہونگے میرا دل او نہیں  
مین ہے

کمنتر تا دوہا

پیتن مکھ لکھ یون دُری تہ چکھا نسو آئے

منون مدھکر مکر ندکون اگل کی ہر کھائے

پیتہ شوہر تن طرف مکھ چہرہ دُری پوشیدہ ہو چکھ آنکھ مدھکر  
ہو نرا مکر ند عصارہ گل حاصل دوہا یہ نایکا چشم پیراز اشک ہوئی  
کہ چہرہ شوہر پر نظر پڑی بھر دمایندہ چہرہ شوہر وہ اشک یون غایب ہو گئے  
کہ گویا زنبور سیاہ عصارہ گل کو اگل کر ہر گما گیا

پیر لبد یا دوہا

لکھ سنکیت سونون رہی یون تہ نار نو آئے

منون بنی شیو کی کرئی سبل کام کون پائے

سنکیت مقام مصلحت سونو خالی نار گردن نوا سے جھکائے بلی سنا جات  
شیو نام مہادیو کہ جنون نے شہوت کو جلا دیا سبل کام غلبہ شہوت  
حاصل دوہا یہ نایکا جب حسب اقرار مقام موعود پر گئی اور اس جگہ  
کو خالی از مطلوب خود دیکھا تب گردن جھکا کر رہ گئی گویا مہادیو کو مناجات  
کر رہی ہے کہ تم نے کام یعنی شہوت کو جلا دیا ہے میری بھی شہوت جلا دو

کلنتر تا دوہا

الی مان آو کی دسی جہا ر پو ہر کرینہ

تیو کر وہ بن نان چیتو آب چھوٹ ہر دیہ

الی سکی مان ملال غصہ آہ سانہ دسی گزیدہ نیمہ محبت کرودہ  
 غصہ حاصل دو ہا قول سکی کاشکی سے کہ اس نایکا کو مار ملال نے  
 کاٹا ہے اسکے طالب نے اسکو محبت کر کے جھاڑا اگر اسکا زہر ملال بوجہ غصہ  
 دور نہیں ہوا اب اوسی حالت میں اسکی جان اسکے جسم سے دور ہوا چاہتی ہے  
 باسک سجیادو ہا

تیتہ سکھ سیج پہمائے یون رہی باٹ پیٹہ میر  
 کیت بنائے کسان جیون بہت مینہ اوسیر  
 تیتہ عورت سکھ سیج بستر مکلف باٹ راہ کسان کاشکار مینہ باران  
 اوسیر انتظار حاصل دو ہا نایکا بستر مکلف سجھا کر اپنے شوہر کا اس طرح  
 انتظار کرتی رہی کہ جیسے کاشکار کشت کو تیر کر کے پانی برسے کا منتظر رہتا ہے  
 ابھار کا دو ہا

ایسی کامن لاج میں پیہ پین اٹکت جائے  
 چسین سلنا گوسل یون سامہین پائے  
 کامن زن نازنین پیہ شوہر پین نزدیک اٹکت جائے آہستہ  
 آہستہ جاتی ہے جیسے بطرح سلنا ندی سلل آب یون ہوا  
 سامہین مقابل حاصل دو ہا زن خوبصورت و نازنین بسبب شرم  
 دیا اپنے شوہر کے پاس رکتی ہوئی آہستہ آہستہ جاتی ہے جیسے آب دیر  
 ہو کو مقابل پا کر آہستہ آہستہ ہوتا ہے  
 پینہ یعنی ایضا

انگ چھپاوت سرب سون چلی جاتیوں نار

کھولتے بیچ چھٹا چھٹی ڈھانپت گھٹا ہمار

انگ جسم چھپاوت پوشیدہ کرتی ہوئی سرب سون سے بیچ چھٹا  
برق چھٹی دیکھ ڈھانپت چھپاتی ہے گھٹا ابرسیاہ ہمار دیکھ کر  
حاصل دو ہا یہ نایکا برق شمال شب تاریک میں لباس سیاہ پہن کر  
سب سے اپنے جسم کو یوں چھپاتی ہوئی مطلوب کے پاس جاتی ہے کہ برق نشان  
دیکھ کر چہرہ کو کھول دیتی ہے کہ ہمزنگ برق ہے اور گھٹا کو دیکھ کر چہرہ پوشیدہ  
کر لیتی ہے کہ لباس سیاہ ہمزنگ گھٹا ہے ۛ

پروکت پتکا دو ہا

نس چکان پر اتہ چمت پران مجوری ہال

انگ نگر میں برہ یہہ ہیو نیو کٹو آل ۛ

نس چکان رات جگا کیر اتہ صبح کو پران جان مجوری مزدوری  
حال جلد انگ نگر دیا جسم برہ ہجر حاصل دو ہا اس دیار  
جسم میں ہجر نئی طرح کا کٹوال ہوا ہے کہ رات بھر چکانے کی مزدوری میں صبح کو  
بجلیت جان طلب کرتا ہے ۛ

لکنت پتکا دو ہا

پہلین پاکہ نہ آہو جو آ ساڈہ کی مانس

پر تمہ جہر چمت باس لون کنتی ہمو سانس

پہلین پاکہ حصہ اول یعنی نصف ماہ پر تہہ جھڑ باران میں چہت باس  
 مراد مردہ سانس دم حاصل دوہا نایکا اپنے شوہر کو لکھتی ہے  
 کہ اگر نصف ماہ اسادہ تک تم نہ آؤ گے تو اول ہی بارش میں مجھ کو مردہ پاؤ گے  
 کچمت پتکا دوہا

پیہ کی چلت بدیس کچھو کہ نہ سکے کچھو  
 بچرن آنگو ٹھاتین ہی داب پچھو راچھو  
 بجور باجیا پچھو را دوپٹہ چھو گوشہ حاصل دوہا یہ نایکا باجیا  
 ہنگام روانگی شوہر خود بسفر کچھ کہ نہ سکی مگر آنگوٹھے پیر سے گوشہ دوپٹہ  
 شوہر کا داب کر رہ گئی ۛ

کر دی یہ جو چکین ہرنت لائے سینہ  
 برہہ اگن جو چہنک میں ہون چہت اب کیہ  
 چیکنی آراستہ وصال و روغن کردہ سینہ محبت و روغن سرہہ اگن  
 آتش مہاجرت چہنک ایک ساعت کیہ خاکستر حاصل دوہا قول  
 نایکا کا سکھی سے کہ جس جسم کو روغن محبت طالب نے چکنا و آراستہ کیا تھا  
 وہ اب بہ آتش مہاجرت ایک ساعت میں خاکستر ہوا چاہتا ہے ۛ  
 اگم کمت پتکا دوہا

ہر آون سن تہک مکہ اگن ہر کہہ سینہ  
 مکہ سی سکھ لون بال کی بھی چکین جیہ



یتھک مافرتا قصد سینہ بہ محبت نکہہ سے سکھہ لون سراپا  
 بال عورت چکنی آراستہ و تازہ حاصل دوہا اپنے طالب کا آنا بڑا بڑا  
 قاصد سکر مطلوبہ کا جسم سر سے پائیک تازہ و آراستہ ہو گیا فرط خوشی و  
 محبت سے ۛ

### اکچمت پت کا دوہا

آوت لہ گنسیام کی آن دیں تین بات  
 چیلہ ہونے چکن لگیو سنہین ہی کو گات  
 آن دیں ملک غیر چیلہ برق نہیں محبت سے ہی دل گات جسم  
 حاصل دوہا اس نایکا نے خبر راحت اپنے شوہر کی ملک غیر سے سنی مجبور  
 سننے کے محبت دلی سے تمام جسم اسکا مثل برق چکنے لگا ۛ  
 آگت پت کا دوہا

سکئی بچھرن سسر کی ہوئی لہلی ترنت  
 بیل روپ پر پھلت بھی لہ بست شوکنت  
 سسر موسم گنن پوس لہلی سسر ترنت فوراً پر پھلت تر و تازہ  
 بست فصل بہار گنت شوہر حاصل دوہا قول سکئی کا سکئی سے  
 کہ دیکھہ یہ نایکا بجات سرامے ہجر کیسی افسردہ تھی اور اب شوہر کو مثل فصل  
 بہار پا کر کیا بیل سسر کی طرح تر و تازہ ہوئی ہے ۛ

### آتا دوہا

کیٹھون اُوگن انگ کو لکھیں نہ بہت کی چور  
 پیہ نیک مکہ کی بہی رونی نین چکور  
 بہت محبت پیہ شوہر مینک مہتاب رونی عورت حاصل دولا  
 یہ نایکا فطر محبت سے اپنے شوہر کے عیوب ظاہر و باطن پر نظر نہیں کرتی  
 ہر وقت اس کے چہرہ ماہ کو ابنی چشم چکور سے دیکھا کرتی ہے  
 مہرما دولا

پیہ سنگھ سنگھ بہت بکھ بکھ ہوئی جات  
 تیتہ درین پرت بن بکھ لون تیری گت درتار  
 سنگھ بمقابلہ دھرم بکھ غیبت و نامہربان درین آئینہ پرت بن  
 عکس آئینہ گت حالت درسات معلوم ہونی حاصل دولا نایکا  
 بحالت حضوری شوہر فرمان بردار رہتی ہے اور غیبت شوہر میں نافرمان  
 مثل عکس آئینہ کے کہ مقابل کے مقابل رہتا ہے اور غیبت میں غایب ہے  
 ادھما دولا

جیون جیون آدرسون لسن پانی پرت بن  
 تیون تیون بہا من مین لون کن کن انٹیت جا  
 آدر خاطر داری پانی دریا بہا من عورت مین ابھی لون طرح  
 کن کن ساعت بانی حاصل دولا خاوند عورت کی واسطے جس طرح  
 کہ دریا سے محبت و خاطر داری آراستہ کرتا ہے اسی اسی طرح یہ نایکا

بد روش مثل ماہی کے اینٹتی جاتی ہے ؟  
پت نایک دوہا

جب تین لالین رَوَن کو گون لی آئے سنگ  
تب تین شیو لوَن آئے کر را کھی ارد ہنگ  
لالین شوہر رونی عورت گون مکلادہ ارد ہنگ نصف جسم  
حاصل دوہا جب سے یہ مرد اسکی عورت کو اپنے گھر مکلادہ کر کے لایا اوں  
روز سے مثل مہادیو کے عورت کو اپنا نصف جسم قرار دیکر پاس نہ کتا ہے ؟  
انکول نایک دوہا

نئی بسن جب ہوں سجون تب پیہ بہرم بجا نہ  
بن پر کے دھن بچن کی میر سکت ہین نا نہ  
نئی بسن پارچہ نو طیار بہرم تنک دھن آواز بہر سکت دیکتی  
حاصل دوہا قول نایکا کا سکی سے کہ جب میں پوشاک نہی پہنتی ہوں  
تب شوہر میرا تنک لا کر عورت غیر سمجھ کر شرماتا ہے اور جب تک میری آواز  
نہ سنے پہچان نہیں سکتا ہے ؟

دچھن نایک دوہا

دچھن ساگر دھن کی سم بزت ہین پریت  
وہ ندین یہ تین سون لبت ایک ہی ریت  
دچھن دچھن نایک ساگر دیاے شور دھن دونوں کی سم برابر بزت ہین

بیان کرتی ہیں پریت محبت ندرین ندی ہاتھین عورات حاصل دوہا  
 دریا سے شور اور اس دھن نایک یعنی مرد عیاش کا ایک ہی طریقہ ہے کہ  
 جیسا دریا میں جو ندی آوے مل جاتی ہے ایسا ہی اس نایک کے پاس جو  
 عورت آوے اس سے ملتا ہے ۝

### سٹھ نایک دوہا

ہیر ہیر مکھ پیہر کت تانت ہونہ ندان  
 بان بدہ کا ہون نین لکھی چڑھی کمان  
 ہیر ہیر دیکھ دیکھ ندان نادان بان بدہ تیرے مار کر حاصل دوہا  
 قول نایک کا نایک سے کہ مجھ کو دیکھ دیکھ منہ ہیر ہیر کہ ہونہ کو کیوں  
 تانتی ہے تیر دن سے مار کر یعنی شکار مار کر کمان کو کوئی چڑھا ہوا نہیں  
 رکھتا ہے ۝

### دہر شٹ نایک دوہا

کالہ گیو بنے آپہن مہو سر سوین کھائے  
 آج سس جاوک لین پہ کوٹ ہاپے  
 سوہن قسم سس جاوک رنگ مہاور حاصل دوہا  
 نایکا اس نایک بے حیا سے کہتی ہے کہ کل تو میرے سر کی قسم کھا کر گیا ہے کہ  
 دوسری نایکا سے تعلق نہ رکھو گا اور آج پہر نشان مہاور پائے دوسری  
 عورت کا سر پر لگا کر میرے پیرون پر لٹتا ہے ۝  
 اوپت نایک دوہا

آئے وہ پانپ بھری رمنین اُج انہاں  
 جہہ بو ڈن نکسن لکسین نکست بو ڈب بران  
 پانپ بھری چراز آب و تاب رمنین عورت حاصل دوہا  
 قول نایا کاسکی سے کہ یہ نایکا بہ آب و تاب غسل کرنے کو آئی کہ جکے غوطہ  
 لگانے اور سر باہر نکالنے سے میری جان ڈوبتی او چمپتی ہے +  
 بیسک نایک دوہا

لال ادھر ہیرا ر دن جنہ سیرن تن ساتھ  
 دیکھئے کہ نہ دین لیاے جو کھئے تہ دین ہاتھ  
 لال ادھر یا قوت لب ہیرا ر دن الماس دندان سیرن تن جسم طلائی  
 حاصل دوہا قول نایکا کا نایک سے کہ تمہارے لب یا قوت دندان الماس  
 جسم طلائی اس مال سے مجھ کو کون چیز دو گے جو دو اوسی کی طرف اپنا ہاتھ  
 بڑھاؤں +

روپ ماتی ماک دوہا

بار بار ہیرت کما درپن مین چت لائے  
 نیک لکھونج بدن سون را دی بدن لائے  
 ہیرت دیکھتی درپن آئینہ بدن چہرہ حاصل دوہا  
 قول کاسکی کا نایک سے کہ تم بار بار غور سے آئینہ کیا دیکھتی ہو ذرا اپنے چہرہ  
 کو چہرہ مطلوبہ سے ملا کر تو دیکھو +

## پروکت نایک دوہا

اگنِ روپ بنِ ری برہ کتِ جارتِ ہی موہ

تیتہ تن پانپ پائے کی بُور مار ہون توہ ۛ

اگنِ روپ شعلہ آتش بنِ بکرِ ری برہ اے ہجرت کیون جارت  
جلاتا ہے موہ مجھکو تیتہ عورت تن پانپ دریائی جسم بُور مار ہون  
غرق کر کے ماروں گا حاصلِ دوہا نایک کا قول کہ اے ہجرت تو شعلہ آتش بن کر  
مجھکو کیون جلاتا ہے یاد رکھ کہ دریائی جسم عورت کا پا کر مجھکو غرق کر کے  
مار ڈالوں گا ۛ

## سرون درشن دوہا

جب تین موہ سنائی ٹون کئے کا نہ کی بات

تب تین درگ مرگ لون چلی کانن بین گون جات

درگ آنکھ مرگ آہو کانن جنگل و گوش حاصلِ دوہا قول  
نایک کا کہی سے کہ جوت سے تونے میرے مطلوب کا پیام مجھے سنایا ہے  
اوسوقت سے میری آنکھیں نکل آہو کے کانن کی طرث رجع ہین باین تمنا  
کہ گوش مراد دلی اپنے حاصل کر چکے اور ہم محروم ہین ۛ

## سپن درشن دوہا

جاگت چور جو پائے دوڑ لاگے ساتھ

سپن کو چیت چور کب آوے اسپن ہاتھ

بہ  
گوش  
دجنگل  
۱۲

چت چور دل کا چورانیوالا حاصل دو ما قول نایکا کا سکھی سے کہ بیداری  
میں جو چور آوے دوڑ کر اوسکے ساتھ جاسکتے ہیں مگر خواب میں جو دکھا چور آنے  
والا آوے اوسکو کیونکر پکڑے ؟

### چتر درشن دوہا

چترہ چتوت چتر مٹون رہے ایک ٹک جوئے

بتر بلوکت راوری کوٹو کون گت ہوئے

چترہ تصویر کو چتوت دیکھتی چتر عقیلہ یون اس طرح ایک ٹک ٹکلی سے  
جوسی دیکھ متر دوست بلوکت دیکھتی راوری آپ کی حاصل دوہا  
قول کسی کا نایکا سے کہ اے عقیلہ تو تصویر دوست کے دیکھنے میں ہمہ تن مصروف  
ہو کر خود فراموش ہو رہی ہے پس جب دوست کو دیکھ لے گی اوسوقت کیا تری  
حالت ہوگی

### سونتکھہ درشن دوہا

جیون پیہ درگ آل بہنوت تیہ بدن کل کی اور

توون پیہ مکھ سس کی ہی تیہ کی نین چکھو ر ؟

درگ آنکھ ال زنبور سیاہ بہنوت بلا گردان بدن چہرہ سس مل شب  
حاصل دوہا جس طرح گل چہرہ مطلوبہ پر چشم طالب مانند زنبور سیاہ  
کے بلا گردان ہوئی ہیں اوسی طرح طالب کے ماہ چہرہ کو چشم مطلوبہ مثل حکپور  
بہ محبت تمام دیکھتی ہیں ؟

### دوتی برین دوہا

یکجہ شکمہ گنہیام ہوں آج پون کی رنگ  
 آنہ چیل چمکائے ہوں کیاے تہاری انگ  
 گنہیام نام طالب و اسیاہ پون کی رنگ شل باد چیل برق تہاری  
 انگ تہارے جہنم حاصل دو ما دلا کہہتی ہے کہ اے گنہیام تو آج  
 خوشی و لطف زندگی حاصل کرین شل باد او س برق یعنی تیری مطلوبہ کو  
 اوڑالا کر تیرے جسم ہرنگ ابرسیاہ میں چمکاؤنگی یعنی تجھ سے ملاؤنگی ۛ  
 نایکا کی است

کک کک پونچت کہا جک سک انمان  
 کک جائے گی ٹسک یہ نیک سک سگان  
 کک کک ازراہ درد جک جنت مسک پش انمان خیال  
 کر کے کک جاجی کی جانی رہے گی ٹسک خود بینی نیک ذرا  
 سک آواز سکی حاصل دو ما قول نایکا کی کسی کانایک سے کہ تم  
 نایکانازنین کے جنت کو مثل پشہ سمجھ کر غور سے بظاہر ازراہ درد کیا پوچھتی ہو  
 یہ آپکا غور او سکی ذرا سکی کی آواز سننے میں ہی جاتا رہیگا ۛ  
 برہ نویدن دو ما

کہا کون و اکی دساجب کک بولت رات  
 پیوستن بین جیت ہی کہاں سنت مرجات  
 کک پرندہ راد پسیا دساحالت حاصل دو ما قول کسی کانایک سے



کہ اوس نایکالی حالت ناگفتہ بہ ہے یعنی پیہیا جو رات کو پیو کمان بولتا ہے جسوقت  
لفظ پیو کا سنتی ہے زندہ ہو جاتی ہے اور لفظ کمان کے سنتے ہی مر جاتی ہے۔

### بست رت برن

کھون لیاوت بکتِ گم کھون ڈولاوتِ بائے

کھون سجھاوتِ چاندنی مدہ رت د اسی آئے  
لیاوت لاتی ہے بکتِ شگفتہ گم گھما ڈولاوتِ بائے کرتی  
ہے ہواے مرغوب مدہ رت فصل بہار د اسی خادمہ حاصل دو ہا  
گاہ ہواے مرغوب اور گاہ گھماے شگفتہ کو لاتی ہے اور گاہ فرش چاندنی  
آراستہ کرتی ہے یہ خادمہ فصل بہار وارد ہو کر

تر بدہ بات برن دو ہا

سرور مانہ انہائے ارباگ باگ برمائے

مند مند آوتِ پون راج مہنس کی بہائے  
سرور تالاب مانہ میں انہائی غسل کر کے اُرا اور باگ باگ باغ  
باغ بہرے استراحت کر کے مند مند آہستہ آہستہ پون ہوا راج مہنس  
نام جانور پرند کہ خراش پسندیدہ شل نہشت حاصل دو ہا تالاب میں غسل  
کر کے بس سرور اور باغون میں سیر و استراحت کر کے بس شطرا آہستہ آہستہ  
ہواے سہ گانہ شل راج مہنس کے خوش خرام چلی آتی ہے :

باگ برن

جسٹ  
جسٹ

کلیپ بر چہ تین سرس تو باگ درین کو جان  
 ساگر کسو لکھن کو جل جنتن مس آن  
 کلیپ بر چہ درخت طوبے سرس زیادہ باگ درمن درختان باغ  
 ساگر دریا جل جنتن تل آب و نوارہ مس جیلہ حاصل دو ہا درخت  
 طوبے سے درختان تیرے باغ کو بہتر تصور کر کے دریا بہ منار مشاہدہ ازرا  
 فوارہ نکلا ہے

### گر یکھم رت برن دو ہا

دو ہوپ چٹک کر چٹک آو پھانسی پون چلائے  
 مارت دو پہر بیچ تپہ یہ گر یکھم ٹھگ آئے  
 دو ہوپ چٹک دو ہوپ تیز کر کے چٹک شعبدہ پھانسی کند  
 پون ہوا چلا سی جلاتی ہے تپہ عورت یہ گر یکھم یہ گرا ٹھگ  
 غار نگر حاصل دو ہا دو ہوپ تیز کا شعبدہ کر کے اور ہواے گرم کی  
 پھانسی چلا کر یہ عورت گرا کہ جو غار نگر ہے عین وقت دو پہر میں مارتی ہے  
 پنہ یعنی ایضاً

چٹت نہ لی نل نیر جل دل سچ چٹت لی آئے  
 نرکمہ ندالکہ انیت کون چلیو بہان پین دہائے  
 چٹت نہ چو تانین چلی لیکر نل نیر فوارہ جل آب دل سچ  
 فوج آراستہ کر کے چٹت لی اسی زمین سے نکلا نرکمہ نیکہ ندالکہ چٹت

انیت ظلم و تعدی بہان آفتاب حاصل دوہا فوارہ سے پانی نہیں  
 نکلتا ہے بلکہ بے اعتنائی ظلم و تعدی موسم گرما ماہ جیٹھ لشکر آب زمین سے براہ  
 فوارہ عبور کر کے آفتاب پر یورش کرتا ہے کہ ظلم و تعدی گرا کو دور کرے ۵  
 جل کیل دوہا

ہر چھشت یون تین کر لہہ جل کیل ائند  
 منون کل جہون اور تین مگتن جہور چند  
 ہر کنیا جی تین عورت جل کیل آب بازی آئند خوش جہورت  
 ڈالتا ہے حاصل دوہا کنیا اس طرح سے عورت کو دریا میں ہنگام  
 آب بازی چینیٹے دیتے ہیں کہ گویا ملکوں پر ہر چار طرف سے ماتہاب بارش  
 مروارید کرتا ہو گلہا سے کنول مراد از چہرہ عورت و ماتہاب مراد از چہرہ  
 کنیا و مروارید مراد از قطرات آب ۵

پاوس رت برش دوہا

پاوس میں سر لوک تین جگت ادہک سکھ جان  
 اند و بد بو جان سدا چت بہت بہن آن  
 پاوس موسم برسات سر لوک عالم بالا جگت دنیا ادہک زیادہ  
 سکھ جان آسائش سمجھ اند و بد بو عروسک سدا بیش چت زمین  
 بہت خرابان حاصل دوہا قول شاعر کہ اس موسم برسات میں عالم بالا  
 سے زیادہ عیش و آرام اس دنیا میں ہے تصدیق اوسکی یہ ہے کہ ہمیشہ اس  
 موسم میں عروسک عالم بالا سے دنیا میں اگر عیش و آرام کرتی ہیں قاعدہ

عروسک موسم بر نکال میں ہمارا آب آسمان سے برستے ہیں +  
 پھنہ یعنی ایضاً

جھول جھول تیرے شکست میں گنگن چڑھی کی ریت

آج کالہ میں آئی ہیں سرنارن کو جیت  
 تیرے عورت شکست خوش گنگن آسمان ریت طریق سرنارن عورات  
 عالم بالا جیت شرمندہ کر کے حاصل دو ہا موسم برسات میں عورات  
 نہایت ذوق و خوشی خاطر سے ہنڈولا جھولتی ہیں اور خوشی خاطر کیون نہ  
 حاصل ہو کہ مرتبہ بلند ہو نیکا طریق ہی یہ ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ عورت  
 اپنے حسن و خوبی سے عورات عالم بالا کو آجکل فخر کر کے خوش و غورم زمین  
 پر آئی ہیں +

سوروت برتن دوہا

چند بدن چمکائے ارکمنچن درگ بہر کائے

سکل دہر کو چہلت پئے سروا پسر آئے

چند بدن ماہ چہرہ کنچن درگ صعوہ چشم سکل سب دہر از میں  
 چہلت فریفتہ کرتی سرو فضل کا نام مینی آغاز موسم سرا پسر ابری حاصل  
 دو ہا یہ سر و پری کہ آغاز موسم سرا سے مراد ہے ماہ چہرہ کو روشن کر کے  
 اور صعوہ چشم کو بہر کا کر نام مخلوق کو خوش و در رفتہ و فریفتہ فو د کرتی ہے اس موسم  
 میں ماہ نہایت صاف و روشن ہوتا ہے اور صعوہ ہی اسی موسم  
 میں بعد بارش اپنے آشیانہ سے نکل کر آبادی میں آتا ہے +

## ہیمنت رت برنن

ہیم سیت کی ڈرن تین سکت نہ اوپر جائے  
 رہیو اگر کو پائے کی دھوم دھوم میں چائے  
 ہیم برن سیت سرا دھوم دھان دھوم زمین حاصل دو ہا  
 کثرت کرف باری اور سرا سے دھان آسمان کو نہیں جاسکتا آگ کو پا کر  
 زمین پر چایا رہتا ہے +

## سرت برنن دو ہا

پرگٹ کمیت یا سسرین روکھ روکھ کی پات  
 پنجرن کو جت ہون دہرین سوکھ جات ہی گات  
 پرگٹ ظاہر سسر نام فصل روکھ روکھ ہر دخت پات برگ  
 پنجرن مہاجرت گات جسم حاصل دو ہا اس موسم میں درختوں  
 کا ہر برگ علانیہ یہ کہتا ہے کہ جو وقت ہو کہ جو جد ہونے کا درخت سے خیال  
 گذرتا ہے تمام جسم خشک ہو جاتا ہے +

## لیلا ہا و دو ہا

سیام بیکہ سچ کی گئی را دہی درین دہام  
 ہو کو بیکہ چکت بتی جت دیکھی تہ سیام  
 سیام نام کنیا را دہی نام طلوع کنیا درین دہام آئینہ خانہ  
 بیکہ صوت چکت متعجب حاصل دو ہا را دہی کنیا کی صورت

بناکر آئینہ خانہ میں لگیں وہاں اپنی شکل بدلنا بھول گئیں جس طرف نظر کی اسی  
طرف کنہیا نظر آئے سخت متعجب ہوئیں ۛ

بلاس ہا دودھا

درگن چور اٹھائے ار بھوین کر بسائے

کامین پتہ پیہ گوہر مین مود بہت سی جائے  
درگن چور آنکھ ملا کر اٹھلائی ناز و کرشمے بسائے جنبش سے  
گامین عورت مود خوشی حاصل دو ہوا آنکھ ملا کر ناز و کرشمہ  
سے بہ جنبش ابرو و دست نایکا نایک کی آغوش دلو انبار خوشی سے پڑ  
کر رہی ہے ۛ

للت ہا وودوہا

سکل بہو کن کون جد پ تو چھب رہی سنگار

پلی کنہ بد و انہ بہار لی پتہ پین جیئی ناری  
سکل سب بہو کن زیور بہار بار حاصل دو ہا تیرے  
خوبی حسن اگر جہ تمام زیور کور و نق دے رہی ہے یعنی تیرا تمام جسم زیور  
سے آراستہ ہے مگر اس قدر بار اوٹھا کر مطلوب کے پاس جانے کی تو کمتخل  
کب ہو سکتی ہے ۛ

بچھپت ہا وودوہا

سیام لال ان تلک تو پیہ رنگ کنون مال  
سوتن کو رنگ سیام دی رنگیو سیام کو لال

سیام سیاہ لال سرخ تلک تشقہ بہہ رنگ یہ طور بال عورت  
 سوتن زمان انبائع سیام نام طالب حاصل دو ہا قول  
 سکھی کا نایک سے کہ تونے جو بجات بخودی تشقہ سرخ و سیاہ پیشانی پر لگا  
 ہیں اونہوں نے یہ خوبی پیدا کی کہ زمان انبائع کو بمقابلہ خوبی خود سیاہ  
 نام اور طالب کو سرخ کر دیا بقولیکہ ہے بگڑی ادا لکھ بنا دھ کے برابر  
 سیوگ ہا و دو ہا

بات ہوئی سو دور ترین دیکھی ہو نہ مٹائے

کاری ہاتھ جن گھولال چو نری آئے  
 نایک بجات لال کمال اپنے طالب سے کہ جو سیاہ نام ہے کہتی ہے کہ جو  
 بات تلو کہنا ہو دور سے کہد اپنے دست سیاہ میری چو نری سرخ  
 میں مت لگاؤ  
 کلکچت ہا و

شوہر کی سس میں سوا تک پنج چہانہ بہرائے

ڈری جھکی رُوی بہر ہو سنی آپ کو پائے  
 سو ہادیو سس بہتاب سوا پاربتی تک پنج چہانہ  
 دیکھ اپنا سایہ بہرا سے متیر ہو میں ڈری ڈرگی جھکی غصہ کیا روی  
 گریہ کیا بہر چہر حاصل دو ہا پیشانی ہادیو پر جو ہلال ہے اوسمیں  
 پاربتی اذکی زوجہ نے اپنے عکس کو دیکھ کر شک کیا کہ کوئی دوسری عورت  
 ہے لہذا ڈرین اور غصہ ناک ہوئیں اور روئیں اور پر سمجھیں کہ کوئی عورت

غیر نہیں ہے میرا سایہ ہے اس واسطے بہت سی ہوں +  
بہتر مہاودوہا

بہندی ارن کپول دی لال دھونان بہال

ایہ بدہ کننہ من ہرن پہرے چلی نویلی بال  
بہندی ارن ٹکی سرخ کپول رخسار دھونان نشان سیاہ  
کا جل کا جو واسطے دفع نظر بدیشانی پر بتاتی ہیں بہال پیشانی نویلی  
نوعمر بال عورت حاصل دوہا بہندی سرخ بعوض پیشانی رخسار  
پر لگائے اور دھونان سیاہ کے عوض میں سرخ بنا سے ہوئے اس طرح  
سے یہ نایکا نوعمر بجا لے خود رفتگی کے فریفتہ کرنے کو جاتی ہے +

بودکھ ہاودوہا

مانگ بیچ دہر آنکڑی ڈمانپ نیل پٹ بہال

اروہ ناسنس چپیت پیہ سین بتائی بال  
نیل پٹ پارچہ لاجوردی بہال پیشانی اروہ ناسنس شب سس  
ماہتاب سین اشارہ بال عورت حاصل دوہا اس نایکا نے  
طالب کی طرف دیکھ درمیان مانگ کے آنکلی رکھی اور دوپٹہ لاجوردی سے  
اپنی پیشانی کو چھایا یعنی اشارہ وعدہ مواصلت نصف شب وقت غروب  
ماہ کا کیا مانگ پر آنکلی رکھنا مراد نصف شب سے ہے اور پیشانی چھپانے  
سے مراد غروب ماہتاب سے +

مرہ ہاودوہا



رُوپِ گرب جو بن گرب مدَن گرب کی جو ر

بال در گن مین مد بھرین آوت چلین بلور

روپ گرب غور حسن جو بن گرب غور جوانی مد گرب غور شہوت  
جو ر طاق بال عورت در گن آنکو نین مد بھرین نشہ وغور بہر چائی  
بلور موج حاصل دو ما غور حسن وغور جوانی و قوت شہوانی کے  
زور سے اس نایکا کی آنکو نین نشہ کی بلور چلی آتی ہے :

سنو سجا اودا ہرن

ایک سکین کر لی چہرین منت چکورن دہائے

ایک بہنور کی بہر گون مارت چنور د د لائے

اس نایکا ماہ چہرہ کنول چشم کے گرد ہجوم چکور و زنبور سیاہ کا دیکھا ایک مٹھا  
چھڑی سے چکور و ن کو اور دوسری چنور سے بہنور و نکو ارا مار کر بگاتی ہے  
مراد زیادہ خوبصورتی نایکا سے ہے کہ جسکے چہرہ کو چکور و ن نے ماہ کامل اور  
جسکی آنکھ دو بوسے خوش کو بہنور و ن نے کنول بے یقین سمجھا :

کانت اودا ہرن

مکر بلتا لہ کہئی کنول مرد لٹا باس

تو تو آنن کی ملن کی سبرن لکھی آس

مکر آئینہ بلتا صفائی مرد لٹا نزاکت باس خوشبو سبرن طلا آن  
چہرہ حاصل دو ماہے نایکا تیری چہرہ مخزن خوبی سے آئینہ نے

صفائی پانی اور گل کنول نزاکت و خوشبو کے بیان میں رطب اللسان ہے  
اور طلا کو آرزو سے ملازمت ہے ۛ

### دیسپت اوداہرن

چند چہان بدہ کماہ رچی تن چہلا سوٹسان ۛ ۛ  
تا پیر اوپ نہ ہری کھری تو تو پوچھے آں  
چند چہان خلاصہ نورانہ بدہ خالق تن جسم چہلا برق اوپ آب و آ  
حاصل دو ہوا اے نازنین خالق نے خلاصہ نورانہ لیکر تیرا چہرہ اور  
خلاصہ برق لیکر تیرا تمام جسم بنایا اور آب و تاب مزیدے بران بخشی طرح  
سے تو آراستہ ہو کر خلق ہوئی ہے ۛ

### دیسرت اوداہرن دوم

دِپِ تہاری نیہ کو برت رہت ہتہ ماہنہ  
بات چھون دس کی سہی سببت کپسوں نہانہ  
دِپِ چراغ نیہ محبت ہیہ دل بات ہوا چھون دس چار سو  
حاصل دو ہوا قول نایکا کا نایک سے کہ چراغ تمہاری محبت کا ہر دم  
میرے خاندل میں روشن رہتا ہے اور ہر چار سو کی ہوا کا گزند اگرچہ  
اوسکو پہنچتا ہے مگر وہ کسی طرح سے خاموش نہیں ہوتا ہے ۛ  
اتہ ساتوک بہاؤ  
پیہ تک تھک ادہ برن کماہک سوید تین چہانے  
ہوئے بیرن کپت گری تہ آسواد ہترائے ۛ

پس یہ تک شوہر کو دیکھ کر تھک بھالت سکتا اودہ برن سخن ناتمام یک  
 فرط خوشی سوید غرق بیرن رنگ فق کفیت گری لرزان گری  
 تہ عورت ان سواد ہر اسی اشک روان ہوئے حاصل دو ہانیا کا  
 بعد مدت شوہر کو دیکھ کر فرط خوشی سے بھالت سکتا ہوئی سخن ناتمام رہا جسم  
 عرق میں غرق ہوا رنگ فق لرزان زمین پر گری اور سیل اشک آنکھوں  
 سے روان ہوا ۛ

### سنگار رس اودا ہرن

موبن مورت لال کی کامن دیکھ سٹو ہٹائے

ریجہ چکی موہی جکی تھکی رسی ٹک لائے

موبن فریبندہ مورت صحت لال شوہر کامن نازنین ریجہ  
 عاشق ہوئی چھکی آسودہ ہوئی موہی زلفیت ہوئی جکی ستیجہ تھکی دراندہ  
 ہوئی رہی ٹک لای محو تاشا رہی حاصل دو ہا فریبندہ  
 صورت شوہر کی نایکا نظر محبت سے دیکھ کر عاشق ہوئی آسودہ ہوئی زلفیت  
 ہوئی بھالت سکتا در ماندہ ہو کر محو تاشا رہی ۛ

### سنجوگ سگار اودا ہرن

کی رت سکھ پیریت جیون پری پریا اوریت

راونو پرن بین ہی ایک رستان کی جیت

لی لیکر رت سکھ پیریت مباشرت بکس رچی خوش ہوئی پریا سطلوہ  
 میت طالب را و آواز نو پرن زنگولہ بین ہی خوش آواز

رسان زبان حاصل دو ما طالب و مطلوبہ دونو جیسی مباشرت  
برعکس سے باہم خوش ہوئے اوسیطرح زنگولہ بلا زبان ایسے خوش آواز  
ہوئے کہ خوبی زبان کو جیت لیا یعنی زبان نے خاموشی اختیار کی ؟  
اتہہ بیوگ مدہ سترانراگ

جاہ بات سن کی بھی تن من کی گت آن  
تا کہہ دکھائیں کامنی کیوں رہہ ہیں پو پران  
تن جسم من دل گت حالت کامنی زن جین پران جان  
حاصل دو ما قول نایک کا سکی سے کہ جس میں جبین کا ذکر سنکر میرے  
جسم و دل کی حالت غیر ہو گئی اوسکی مواصلت میں کیونکر میری جان جسم  
میں رہے گی ؟  
پور بانراگ مین درشٹانراگ

ہیں مشکلیا مانہہ شتہ ڈیٹھہ ری کون ڈار  
مومن ماکن نی گئی دیہہ دہی کون ڈار  
ہیں سینہ مشکلیا ٹکی مانہہ مین شتہ شتہ کر ڈیٹھہ نظر ری  
نام آلہ جوہی ماکن کستن حاصل دو ما قول نایک کا نایکا کی  
سکی سے کہ یہ نایکا نظر کی آری میرے سینہ کی ٹکی مین ڈاکر کستن دنگو  
مکال لیگئی اور مہی جسم کو چوڑ گئی ؟

کرمان اوداہر

پیہ درگ ارن جیتی ہی پیہ تیتہ مکہ گت آئے  
 کل ارنیا لکھ منون سس دت گئی بنائے  
 درگ آنکھ ارن سرخ ارن سس سرخی سس باہتاب دت چک  
 حاصل دوہا طالب کی آنکھ سرخ دیکھ کر مطلوبہ کے چہرہ کی حالت غیر ہو گئی  
 گویا سرخی گل نیلوفر سرخ کو دیکھ کر ضیاء ماہ گھٹ گئی گل نیلوفر سرخ مراد از چشم  
 طالب و ماہتاب مراد از چہرہ مطلوبہ ظاہر ہے کہ گل نیلوفر سرخ وقت طلوع  
 آفتاب شگفتہ ہوتا ہے اور بحالت شگفتگی سرخی گل مذکور نمود ہوتی ہے اور  
 طلوع آفتاب میں روشنی ماہ زایل ہو جاتی ہے :

دان اپاے دوہا

پٹھنی بین بچ گون کنہ لال مالتی پھول  
 برہمہ توہیہ کل تین کڈھی مان ال تول  
 بچ خود گون مکلاوہ مالتی پھول گل چنبیلی ہیمہ دل مان ملال  
 وغرور ال اے سکی تول پنہ حاصل دوہا تول سکی کاما یکا سے  
 کہ تیرے شوہر نے جو بتقریب مکلاوہ گلہاے چنبیلی بھیجے او سکو پن کر تیرے  
 دل کنول میں جو پنہ ملال ہی وہ گل گئی گل کنول کے اندر خاک مثل پنہ  
 منجمد ہوتی ہے

بہید اپاے دوہا

رُوس اگن کی ایچ سون توں جن جاری ناہنہ  
 تہنہ ترور دہیت تہنہ رہیت جا کی چہا نہ

روس غصہ اگن آتش نانہ شوہر تر و درخت دریت جلاتی  
 حاصل دوا قول سکھی کانیکا سے کہ تو آتش غصہ سے اپنے شوہر کو  
 مت بسلا کیونکہ جس درخت کے سایہ میں رہتے ہیں اسکو جلاتی نہیں  
 پر سنگ نہس اپاے دوا

کنت پر آن مجورین کون تپوت بین کرمان  
 تی سب چکلی ہو نہ گی اگلے جنم نہ ان  
 پر ان کتب یاخ زین رات تپوت بین جلاتی بین کرمان کر کے  
 سیخ وغور چکی سرخاب اگلی جنم ولادت آئندہ ندان ضرور حاصل دوا  
 قول نایک کا سکھی نایکا سے کہ کتب پارینہ میں لکھا ہے کہ جو عورت بوقت شب  
 اپنے طالب کو باظہار لال وغور آتش فراق و حسرت میں جلاتی ہیں وہ سب  
 باعتبار تناخ ولادت آئندہ میں سرخاب ہونگے کہ تمام شب سرخاب آتش  
 فراق میں جلاتی رہتی ہے  
 پر یاس ہیوگ

سوا سادن کو گمی برہن پھپ منگائے  
 پرست پھپ ہشم ہی تب شیودی جڈ ہائے  
 سوا پاربتی منا ون پرستش برہن مجورہ پھپ گل پرست  
 چو نے سے ہسم خاکستر شیو مادیو حاصل دوا یا نہ نایکا  
 مجور نزدیک پاربتی کے مراد مانگنے اور پھول چڑھانے کو گمی چنانچہ جوت  
 اس نے پھول چوے تو بوجہ سوزش فراق گری ہاتھ سے وہ پھول

خاکستر ہو گئے لہذا وہ خاکستر مہادیو کو چروائی کہ مہادیو جسم میں خاک ملتے ہیں  
کرنا بیوگ دوہا

سکھ لئی سنگِ جہنم تیج گئی پیہ مہم رہا کاج

سو پران دکنہ پائے کی جلیو مہبت ہی آج  
سکھ آسائیں تیج گئی چوڑ گئی رہا حفاظت پران جان حاصل دوہا  
قول نایکا کا سکھی سے کہ جلائی آسائیں شوہر میرا سفر میں اپنے نہرا لے گیا  
نقط جان کو برادر حفاظت قالب میرے پاس چوڑ گیا تھا اب آج وہ بھتی مہم  
فراق سے نصرت ہونا چاہتی ہے

سندیس دوہا

پکڑا ہاتھ جن کر دیئے برہ ستر کے ساتھ

کیوڑی وانٹھڑ مون ایسی گمیت ہاتھ  
برہ ہجر ستر و دشمن ٹھہرے رحم حاصل دوہا قول نایکا بھوگا  
سکھی سے کہ شوہر بے رحم سے یہ کہدینا تو نے میرا بازو پکڑ کر حوالہ ہجر دشمن  
کے کیا ایسا ہی کوئی دستگیری کرتا ہے جیسی تو نے میری کی

پاتی دوہا

بتھا کٹھا لکھ انت کی اپنین اپنین پیہ

پاتی دے ہین اور سب ہون پیون پیہ  
بتھا کٹھا کھیت نہج و غم انت انجام پاتی خط جیہ جان حاصل دوہا

قول نایکا مجھ کو کاسکی قاصد سے کہ ہر ایک تجھ کو حکایت رنج و غم فراق کا خط  
لکھ لکھ کر بنام طالبان خود دیگی اور میں بعوض خط اپنی جان و دنگی ۛ

دیگر نایکا برزن بزبان رختہ

دروزن رباعی بستہ کہ

این دور رباعی است

سکيا

از بس کہ حیا دوست ہر وہ مایہ ناز  
خانی کی زبان سون جیون کھلے چہرین  
اس طرح سے ہوا کے سخن کا انداز  
پر کان تلک نہیں پہنچتی آواز

بشر بدہ بنود ما

آئے ہیں اگرچہ خوب ایام شباب  
تدبیر کئی رہی ہے یون نایک پابر  
پر کچھ اسکا چٹا ہے اب خوف و حنا  
جیون آگ میں زور سے دوڑ کے سنا  
نعت

نورِ آتش تین اول نور محمد کو پر گٹھو سبہ آئے

پاچھین بھی تھوں لوک جہان لگ اوسب شٹ بودر دکھائے

آدِ دلیلِ سوانت کی کمی رسلین جو بات بھی من پائے

تب لگ نہ پاوئی الہ کوں کیسہ ہوں جو لون محمد میں سمائے

نور انہی سے اول نور محمد ظاہر ہوا من بعد ہر سہ عالم و تہامی محوسات



پیدا ہوئے پس جو دلیل ابتداء ہے وہی انتہا میں یقین ہوتی ہے رسلین  
کہتے ہیں کہ تا وقتیکہ عشق محمد دلیں نہوگا کوئی شخص اللہ کو پا نہیں سکتا ہے۔

### کبت در منقبت

پیر بھوکوں نہ چینو ان من میری ایک چمن بیدا و پیران کو کیونہ چیت جاوے  
تج ڈو آریس کو نو آئوسیس مانس کو پیٹ ہی کی کاج سبک جگموئے باوری  
ایسوی نہ ان جاہ آج کو نہ آئو گیان کیون نہ تجی آجان پو سہاوری

بہر لوی اپرا دہ بتو ڈرت نہ تل آدہ شاہ مردان جو بہر وی ایک باوری  
پیر ہوتا در نہ چینو نہ پہچانا ان من میری اس میرے دل نے  
ایک چمن ایک ساعت بید کتب ساوی پیران کتب تاریخ کیونہ کیا نہیں  
چیت چا و دل سے آرزو چچ چوڑ کر دو آر دو آر ایس خدا  
نو آئوسیس سجدہ کیا مانس کو انسان کا با و سہی دیوانہ نادان  
نادان بہر لوی اپرا دہ بہر از گناہ تل اوہ بمقدار نیم کجند حاصل کبت  
اے دل تو نے اللہ کو نہ پہچانا اور کتب ساوی و مذہبی کیطرت میلان نہ کیا  
بلکہ دروازہ خدا کو چوڑ کر دروازہ انسان پر سرجہ بکایا اور بند شکم میں گرفتار  
ہو کر بے حیا و بے غیرت ہو گیا با این ہمہ حال تا حال اپنی عادت کو اے نادان  
نہیں چوڑتا اور باوجود سرزد ہونے بڑے بڑے گناہوں کے بمقدار  
نیم کجند بھی نہیں ڈرتا اور ہوش میں نہیں آتا بہر حال یا شاہ مردان ایک  
آپکا بہر دسا ہے ۴

بشر بہر بنود ہا کبت

اُوچک ہین آئی بال نینن نہار لال بیٹھ گئی تنہ کال آپ کو چپائے کے  
 چنچل جتوں چت چمپین ہر رسلین کون گر کر کی کیل ہون مر جہائی کے  
 تا ہی سے پیہ پاس آڈ آڈ سکین کی آون تہ کی رہی ہے چب جہائی کے  
 بادبک جیون چوٹ کی دُرت پہر اوٹ اوٹ مرگ لوٹ پوٹ ہین کتوج جاگی کے  
 اُوچک ناگاہ بال عورت نہار دیکھ لال شوہر گر کر می سخت کیل  
 سنج آہنی ہون ابرو سے مر جہائی کے بڑ مردہ کر کے بادبک مر نکاری  
 دُرت پوشیدہ اوٹ اوٹ پس پردہ لوٹ پوٹ مضطربان کہوج  
 سراغ حاصل کبت اس نایکانے ناگاہ اگر اپنے تیز نگاہ سے طالب کو  
 مجروح کیا اور فرط حیا سے بزمہ عورات آکھو چپا کر پوشیدہ بیٹھ گئی اے سلین  
 اول تو تیز نگاہ ہی جگر دوز لگا دوم سختی خار ہاے ابرو نے حالت بخودی طالب پر  
 طاری کی مثال اسکی اس طرح پر خوشناب ہے کہ جیسے شکاری شکار پر حربہ کا ملک کے  
 اول پوشیدہ ہو جاتا ہے اور پھر پوشیدہ پوشیدہ جان وہ شکار بسمل ہوتا ہے  
 سراغ رسان پہونچتا ہے ایسے ہی یہ مطلوبہ حسب خواہ شکار مار کر پس پردہ  
 دیگر عورات پوشیدہ ہو گئی ہے ۛ

## ترنمای اگم ریت برنیو کبت

آوت بسنت ترنمای تر مثر لی کی پات گات آرنای دُور پُنیٹ ہی  
 بکست سمن بن سپل اُروچ ہوت بہنوت بہنور چت را کہہ رس پریت ہی

گہور و گنٹہ بہاس باس انگ کی سُبَّاس پر م پر کاش کر لیت پران چیت ہی  
 رت بیس کی تین نہ بہا دین رسلین دوا و جو بن کی ریت سوئی جو بن کی ریت  
 بسنت ام فصل ہار تر نامی جوانی تر درخت تر فی نوجوان عورت پات برگ  
 گات جسم از نامی سرخی دورت دوان پینیت پاک بکت  
 شگفتہ سمن گل من دل سپہل پر بار اروج پستان  
 بہنوت بلا گردان بہنور زہنور سیاہ چت دل رس عصارہ  
 پریت محبت گہور و دیکو گنٹہ گرہ بہاش ظہور باس  
 خوشبو انگ جسم سُبَّاس خوشبو پر م پر کاش زیادہ روشن  
 لیت لیتی پران چیت جان و ہوش رت فصل بیس عمر بن  
 جنگل جو بن نوجوانی ریت طریق حاصل کبت رسلین کتے بین کہ  
 آمد فصل بہار صحرا اور غنچوان شباب محبوبہ دلربا متقابل ہے یعنی زمانہ بہار  
 میں اشجار پر برگ و بار اور عورت کی جوانی میں ملاحات حسن و خوبی پستان  
 نمودار وہاں صحرا میں شگفتگی غنچ گل یہاں عورت کی شگفتگی خشکودہ دل وہاں  
 زہنور سیاہ سرگردان یہاں دلہاے مردم قربان وہاں جوش مستی یہاں  
 محبت کی چیرہ دستی وہاں عقود شاخاے اشجار میں خوشبو یہاں جوش جوانی  
 سے جسم محبوبہ بشکوبہ وہاں بہار آرایندہ گلہا یہاں خوبی جوانی فریبندہ دلہا  
 لیکن وہاں خزان آبی اور یہاں جوانی جانی برد و نون خوشنما نہیں پد

مدھیادھیلا دیل کرکت

رات کو بتی جیون پرآت آئی سلین تہہ کال بول مال کچات لکھ پیاری گون  
 نین سخمہ دل دیو سہو تو دیجے شکہ کوک ستم نار رین برہ ہساری گون  
 تب آون کینین گمات نین میری ہین پرآت کیسی کر پیرون تو کلبہ جیاری  
 بام کہیو جانی ہم اندرانی ہین صواب چند ران ہی ہون درگ گنہین تہا کوک  
 پرآت صبح کال وقت نین سخمہ چار چشم کوک سرخاب کہ تمام  
 شب نروادہ میں ہمیشہ جدائی رہتی ہے اور تمام روز وصال رین رات  
 برہ ہجر اندرانی نام زوجہ راجہ اندر حاصل کبت اس نا کا کا  
 طالب شب بجا نہ زن انباغ لبر کے علی الصباح اسکے پاس آیا یہ او سکونٹن  
 اور آنکھ نیچے کئے ہوئے دیکھ کر کہتی ہے کہ اگرچہ رات بھکو مثل سرخاب سجات  
 فراق گزری گراب دین تو لطف چار چشمی کا حاصل ہو افسوس کہ رات کو  
 زنان انباغ نے میرے ساتھ گمات کی اور اب صبح کو آپکی آنکھیں زیادہ  
 آمادہ گمات ہین کہ سانسے نین بوتین کس طرح سے آپکے چہرہ کو دیکھوں پس  
 معلوم ہوا کہ تاحاں چہرہ میرا مثل اندرانی کے تھا کہ تمہاری آنکھیں مثل اندر  
 کے ہر وقت او سکوبہ تمنا دیکھا کرتی تھیں اور اب شاید مثل ماہ ہو گیا کہ آپ  
 کی چشم کنول جیسے مقابلہ میں مثل غنچہ سب سے کے ہوئی جاتی ہین ۛ

رت دوئی سنایو مانخی کو تا کو کبت

بدن جی چند تہان راہ بار دیکت نین مرگ پلواد بہر تہان آہی  
 آسا کیر ڈگ سلین دانت داڑھی ہین مورا کر یوروم راجی پنگی سرانی

یعنی دو دن  
 کہ در طلوع مگر  
 باشند ہر یک  
 مرد یک سر را  
 انباغ باشد  
 ہمندی سوت  
 گویند ۱۲  
 کدانی الہ ران

کٹ سنگ گج گت بین تین پنکی باتن یہ بات آن بین او گا ہی  
 ایتی سب ستر تو تن آئی مٹر بھی تو کون پنج مٹر سنگ ستر نانہ چاہی  
 بدن چہ چندا ہتاب راہ اس بار موئے مرگ آہو پلو برگ  
 اوہرب فاسا بینی کیر طوطا دیک نزدیک داڑھی انار گر گریو  
 گردن روم راجی سیلہوی نرنگم پنکی ادہ مار کٹ کمر سنگہ  
 شیر دیوز گج فیل گت چال ستر دشمن مٹر دوست حاصل کیت  
 اس نایکا لول کو مصاحبہ دلالہ سمجھاتی ہے کہ تیرے چہرہ ماہ کے نزدیک  
 موئے سر شل ستارہ راس کے کہ جو دشمن ماہ ہے موجود ہیں اور چشم آہو  
 کے نزدیک برگ لب کہ جو غور شش آہو ہے موجود ہیں اور بینی طوطی صفت  
 کے مقابلہ میں دندان جو شل انار و غور ش طوطے ہیں موجود ہیں اور کوہ زم زم  
 شکم کہ جو شل مار ہیں اس کے مقابلہ میں گلوٹاوس صفت کہ جو دشمن مار ہے  
 موجود ہے اور روش ستانہ مثل فیل کے قریب کمر یوز کہ جو دشمن فیل ہے  
 موجود ہے پس جس حالت میں کہ یہ تمام دشمن یکدگر تیرے جسم میں فراہم ہو کر  
 باہم دوست ہو گئے تھمکو تیری دوست سے دشمنی کرنا نامناسب ہے یہ  
 خشک مزاجی اپنے دیگر زنان انباغ کے دلمین ڈال دے ۴

۱  
بمعنی ہوت

## سنت رس کہت

تیری منور تہ کو ہوت ہی سین لوک تو نہیں ہوئی اکاش کرت نہوت ادوت  
 تو نہیں چارو تو سیل تر پس چھی ہوت تو نہیں ہوئی سگیہ پوجی کوت اور اکیت

تو نین بن ناری بہر اکی سر سلین ہوت تو نین ہوی کی شریک آین تیلو ت سچ  
 جاگ پرین جو نہو جوین چین لوک ہوت تو نین آتا سچاری لوک کتا کو ہوت سچ  
 منور تہہ مطلب داردہ سین اشارہ لوک دنیا اکا ش آسمان نکمت  
 ستارہ اودت روشنی چار و تو اربعہ عناصر سیل کوہ تر  
 درخت پس چند پیچھی پرند میکہ ابرسیاہ پوجی دیتا ہے کوت  
 بے حساب اکوت بے حساب بن ناری عورت ہو کہ بہر تا شوہر سلین  
 محو ستر دشمن آتا جہوہ حق لوک دنیا حاصل کہبت اس کہبت بن  
 رسلین تو حید بیان کرتے ہیں کہ تیرے ارادہ کے اشارہ سے دنیا ہوتی ہے  
 اور تو ہی آسمان ہو کر ستارگان کو روشن کرتا ہے اور تو ہی اربعہ عناصر  
 کو کوہ و درخت و چرند و پرند ہوتا ہے اور تو ہی ابرسیاہ ہو کر باران جسد  
 حساب و بے حساب دیتا ہے اور تو ہی پیرایہ عورت میں مرد کا راحت رسان  
 ہے اور تو ہی انجام میں بقالب فنا دشمن جان پس حالت بیداری میں جیسی  
 حالت خواب نزدیک عوام نامعتبر ہے ویسے ہی اسکی شان جاننے والوں  
 کے نزدیک یہ دنیا خواب و خیال ہے ہر

### نرت بر نین کہبت

بسن بنائی لٹ آنن پئی لٹکائی کا جر لکائی چکامہ پان مکہ کمائی کی  
 تال جہنگائی بین مردنگ لائی نیکار گون بلای سب سنگت آچائی کی  
 ماتن آوٹھائی کٹ گریو لچکائی دواوہو نین نچائی اب نین لٹکائی کی  
 نیور بجائی جب بہائی سون دہرت پائی لاگت ہی گت آئی تیری پک دہائی کی

بس بارچہ آنن مہرہ چکھہ آکھہ بین و مردنگ نام سازنتکار  
سازندہ اچای آراستہ کٹ کمر گریو گردن لچکاسی خم کر کے نیٹن  
آکھہ نیور زنگولہ پگ قدم حاصل کبت اس کبت میں رسلین  
رقص کا بیان کرتے ہیں کہ وہ نازنین جب بارچہ رقص زیب بدن کر کے  
اور لٹ بالون کو چہرہ پر لٹکا کر کاجل لگا کر پاں کما کر تال جھنکا کر بین مردنگ  
ٹاکر سازندگان کو بلا کر رقص کرتی ہے اور ہاتھوں کو اوٹھا کر کمر اور گردن  
کو لچکا کر عشوہ و غمزہ سے زنگولہ بجا کر قدم کو باندا ز زمین پر رکھتی ہے  
اوسوقت گت خود دوڑ کر اوسکے قدموں پر آکر گرتی ہے ۛ

سید برکت اللہ قدس سرہ دے از کلامے فقہار ہست گاہے میل  
بہ شعر ہندی می نمود و معنی عرفان را بزبان ہند ادا می فرمود پیہم پرکاس  
نام رسالہ دارد مثل برد و با و کبت و بنشید و ڈہرید و بخرہ کہ در مردم  
دایرست پیہمی تخلص می کرد قدرے از اشعارش ثبت می شود ۛ

دوہا

چکھہ جوگی کنٹھا گر بن آرن سیام اور سیت

آنسو بوند سمن لبتین درس پچھا بیت

چکھہ جوگی چشم جوگی کنٹھا گر بن کنٹھہ در گوارن سرخ سیام سیاہ  
سیت سفید آنسو بوند قطرات تنک سمن حصہ چارم تبیع درس پچھا  
خیرات دیدار بیت واسطے حاصل دوہا چشم تراض کنٹھہ دانہ ہاسے  
سرخ و سیاہ و سفید کا گلے میں پہنے ہوئے اور قطرات اشک کی تبیع  
لئے ہوئے خیرات دیدار کے خواستگار ہیں ۛ

ۛ  
دانش گاہ  
پنجاب  
لاہور

## دوہا

پیمہ ہندو ترک میں ہر رنگ رہو سمائے

دیول اور سیت پون دیپ ایک ہیں بہائی  
پیمہ نام شاعر ہندو ہندو ترک اہل اسلام ہر رنگ جلوہ حق دیول  
بتخانہ مسیت مسجد حاصل دوہا اسے پیمہ ہندو مسلمان دونوں  
میں جلوہ حق موجود ہے جیسا کہ چراغ ہائے بت خانہ و مسجد دونوں جگہ میں  
ایک ہی جلوہ ہے

## دوہا

انٹیا تن کی اٹپٹی من پٹو ابھو مور

سور جاوی کر گیان سون بنی پیہم کی ڈور  
انٹیا کلاوہ تن جسم اٹپٹی اولجھا ہوا پٹو اپٹوہ گیان معرفت  
پیہم محبت حاصل دوہا کلاوہ اس جسم ابتر و اولجھے ہوئے کے سلجھانے  
کو دل میرا پٹوہ ہوا ہے پس سلجھاتا ہے دست معرفت سے اور بناتا ہے  
ڈور محبت کو

## دوہا

من پنچمی تن پنجر پانپ بہرو امول

پیار و پور و کر دیو تو بین تو میں دیول  
من دل پنچمی برند تن جسم پنجر افس پانپ بہرو پر از غوبی



امول بلا قیمت حاصل دوہا اسے پرند دل اس نفس جسم بیش قیمت پر از خوبی  
مین تیرے پیارے یعنی مالک نے جملہ سامان آسائش میا کر دیا ہے پس تو بھی بہ صفت  
دل ہر وقت ہمہ اوست ہمہ اوست کی آواز کر :

دوہا

ہم دیکھتے تھے ہو پنگ اجگت کئی سنائے

بن دیکھی نہیں رہ سکھوں دیکھیں نہ ہو بجا

دیکھ چرائے پنگ پر دانہ اجگت مثال ناموزون حاصل دوہا

تم چرائے ہو اور مین پر دانہ اگرچہ یہ مثال ناموزون ہے مگر حاصل مدعا میرا یہ  
ہے کہ مین مثل پر دانہ بلا دیدار ضبط نہیں کر سکتا اور بروقت دیدار جدا نہیں

رہ سکتا :

دوہا

ہوں چکئی واسندہ کی جہان نہ سورج چند

رات دیوس نہیں ہوت ہی ناؤ کہ نہانہ آند

س چکی مادہ سرخاب سندہ دریا سے شور سورج چند آفتاب تباہ رات دیوس

شب دروزد کہہ رنج آند خوشی حاصل دوہا سرخاب دریا کے

کنارہ پر رہتا ہے اور شب کو درمیان نرو مادہ رنج جدائی ہوتا ہے اور دن کو

خوشی وصال سید برکت اللہ فرماتے ہیں کہ ہم چکی یعنی سرخاب اوس دریا سے

قدم کے مین کہ جہان چاند سورج رات دن رنج و خوشی کہہ نہیں ہے :

دوہا

مَن پَارَاتَن کی گھڑی گِیاں دِیاں سَ مَوئے  
 بَرِ مَہ اگنِ سَوَن ہونکے یِ نرلِ کُندَن ہوئے  
 مَن دِل پَارا سِیاب تَن جِسم گھڑی گھڑیا گِیاں مَعْرِت دِیاں  
 مَراقبہ رَس شِیرہ موی ملا کر ہر مَہ اگنِ عَن مِنی نرلِ  
 خالص حاصل دو ہا کیمیا گر نقرہ و طلا بناتے ہِن اور نسخہ کو نہایت پوشیدہ  
 رکھا کہ جان سے زیادہ عزیز جانتے ہِن سید برکت اللہ نسخہ طیارِی کُندَن کو  
 کہ جو طلا سے پیش قیمت ہے علانیہ نہ نظر فیض عام بیان کرتے ہِن کہ دِل سِیاب کو  
 بو تہ جِسم مِی بہ عصارہ مَعْرِت و مَراقبہ تر کر کے آتشِ ہماہ اوست سے آنچ دو  
 خالص کُندَن بِنِجائیگا

جہانِ پَریتِ تہانِ برہ ہی جہانِ مُکدہ دُکدہ کر دیکھ  
 جہانِ پُہولِ تہانِ کانت ہی جہانِ درِ تہانِ سیکہ  
 پَریتِ محبتِ برہ مفارقتِ درِ دولتِ سیکہ مار سِیاب حاصلِ دو ہا  
 جہانِ محبت ہے وہاں مفارقت ہے اور جہانِ خوشی ہے وہاں رنج ہے جہانِ  
 گل ہے وہاں خار ہے جہانِ دولت ہے وہاں مار ہے

دو ہا

جَم جَن بُورا ہوئی تُوں دُورِ گہیرِ آں  
 ہم تُو تَب ہِن دِی چکی پَر آں نا تہ کو پَر آں  
 جَم کالوتِ جنِ ست بُورا دیوانہ پَر آں نا تہ جانِ آفرین

حاصل دوہا اے ملک الموت تو دیوانہ مت ہو کہ دوڑ دوڑ کر مجھ کو اگر گمراہ ہے  
ہم تو اول ہی جان آفرین کو جان دے چکے ہیں ۛ

دوہا

ہم کیان بہت کمیت کی بووین دہیان کی دہان  
نونین گیان کی ہاتھ سون مہوی درس کلمان  
کسان کاشتکار بہت کمیت کشت محبت دہیان مراقبہ نونین  
در و کرین گیان معرفت درس دیدار کلمان خرمین حاصل دوہا  
ہم کشت محبت کے کاشتکارین اور شالی مراقبہ کی تخم ریزی کرتے ہیں اور  
دست معرفت سے در و کشت کرتے ہیں اور خرمین دیدار فراہم کرتے ہیں ۛ

دوہا

نی ریت یاسیت کی پھلین سب سکھ دیہ  
پاچھین دکھ کی جیل میں دائر گری تن کیہ  
نی ریت نیا طور پیت محبت سکھ خوشی دکھ رنج جیل قید  
تن جسم کیہ خاکستر حاصل دوہا اس محبت کا طریق نیا ہے کہ اول  
سب طرح کی خوشی دیتی ہے اور پھر قید خانہ رنج میں ڈال کر جسم کو خاکستر کر دیتی ہے ۛ

دوہا

من بیند ہو و آکیں سون ڈھونڈ ہو کیو بار  
ہو کو کاری رین کو تا کو کسا بچار

من دل بید ہوا دجھا کیس موے سرکاری رین شتار یک حاصل  
دو ہا دل اوکے بالون میں اوکھکرا غایب ہو گیا ہر چند کہ چند مرتبہ ڈھونڈنا  
مگر نہ ملا پس جو شب تاریک میں بھولا ہوا دسکا کیا ٹھکانا ہے ؟

دو ہا

ہست کینٹھون مکمہ جان کی پٹری مکھن کی بہیر  
کیا کیچی سن ہوئی گی کڈ واکڈ متین پھیر

دو ہا

یومنون بالغیب گون آنکہ موڈ من پیل  
سیکو گرسون یہ جگت آنکہ مچو اکیل  
یومنو بالغیب یقین لاتے ہیں ساتھ غیب کے گر پیر مرشد حاصل دو ہا  
یقین لاتے ہیں ساتھ غیب کے اور آنکہ کو بند کر کے دل اوس میں لگاتے ہیں  
مرشد سے اس طرح کا کلیل آنکہ مچیا سیکو ہ

دو ہا

سیما ہم ہو سانچ سو سر نہر آؤئی گوئی  
پر م جوت وابدن پر جگ جگ ہوئی  
پر م جوت نور آئی بدن چہرہ جگ متجلی حاصل دو ہا  
جو صدق دل سے سر ویشانی کو اوکی جناب میں جھکاتے ہیں نور آئی اوکے

چہرہ پر چمکتا ہے :

دوہا

تُونہیں تُونہیں جُو جُوٹے ہونہیں ہونہیں ہوئے

بھارِ بچاؤ کی کامری رسی اکیلا سوتے

تُونہیں تُونہیں انتِ احمق ہونہیں ہونہیں انا احمق کامری  
مکمل حاصل دوہا جسوقت مرتبہ انتِ احمق سے گذر کر مرتبہ انا احمق حاصل

ہوا جسوقت مکمل جھٹک کر بچاؤ سے اور تنہا سو رہے یعنی فنا فی اللہ ہو جاوے :

دوہا

رکتِ پانِ پکو آن تنِ بیوَر سوینِ سار

بیٹھی برہماراوری سدا کرتِ جیو نارا

رکتِ خونِ پانِ آبِ پکوانِ تمامِ طعامِ تنِ جسمِ ہیو دلِ رسوینِ سار

مطبخِ برہما ہجرِ راوری راجہ سدا ہمیشہ جیو نارا تناول  
حاصل دوہا مہاراجہ ہجرِ مطبخِ دلِ منِ بیٹھ کر ہمیشہ بعوضِ پانی کے خون

اور بعوضِ اقسامِ طعام کے جسم کو تناول فرماتے ہیں :

دوہا

میا مودہ منِ مینِ بہری پیچِ پنتہ کو مجائے

چلی بلائے حجِ گوں نو سئی چو ہی کسائے

میا مودہ مایِ دینیِ طمعِ دنیا پیچِ نیتہ راہِ محبتِ حاصلِ دوہا

محبت دنیا و دولت کی دلیں بہری ہوتی ہے اور راہ خدا پر چلنا چاہتا ہے  
گو یا ایسا ہے کہ بتی نوٹے جو ہے کما کر حج کو جاتی ہے ۛ

## دو ما

اَووہ گی آئی نہ ہر کر یو نہ ہر چت چاؤ ۛ

برہا توہ آئند ہی موسل دھول بجاؤ ۛ

اَووہ وعدہ وصل ہم تعداد عمر ہر مطلوب و نام خدا کر یو نہ کیا نہیں ہر چت چاؤ  
برام خواستہ دل برہا فراق آئند خوشی حاصل دو ما عمر گزر گئی اور  
مطلوب نہ ملا کہ اسکے ساتھ عیش و آرام کرتے اسے ہجر تھمکو مزہ ہے کہ بخوشی  
موسل یعنی چوب کمان و دبیز سے خوب دھول کو اب بجاؤ ۛ میر عبد الواحد  
ذوقی بگرامی صاحب شکرستان خیال در وصف انواع شیرین درین سالہ  
طوطی ناطقہ اش شکر ریزی کردہ و اشعار ہندی را بزبان شیرین ادا نمودہ  
از انجاست ۛ

## دو ما

برنوں واحد کون بدہ کٹن کی دت جوت

رین اماوس جاہ لکھ پورن ماشی جوت

برنوں بیان کردن واحد نام شاعر یعنی او و کون بدہ کسطح کٹن  
عورات دت چک جوت روشنی رین اماوس شب تاریک  
جاہ لکھ بکودیکہ کہ پورن ماشی شب مانتاب ہوت ہوتی ہے  
حاصل دو ما واحد شاعر بیان کرتا ہے کہ مین عورات کی چک اور روشنی

کا کیا بیان کردن کہ جسکو دیکھ کر شب تاریک شب روشن ہو جاتی ہے ۛ

دو ما

کئی بار پہر پہر کی رَسَنان پہر پہر کما ت

پہر پہر نیکی لگت ہی پہر پہر نے کی بات

کئی بار چند مرتبہ پہر پہر کی بار بار کما رَسَنان زبان پہر پہر کما  
پہر پہر اسی کو کہتی ہے پہر پہر نیکی لگت ہی بار بار اچھی معلوم ہوتی ہے  
پہر پہر نے کے بات سفر سے واپس آنیکی بات حاصل دو ما مزدہ حضرت  
طالب کو چند مرتبہ بار بار بیان کیا مگر زبان پہر پہر اسی کو کہے جاتی ہے سچ ہے  
کہ مواصلت طالب کا سخن بار بار اچھا معلوم ہوتا ہے ۛ

کبت

میٹھی ہی نہت ہی سُبہائی بہائی نین کی جاکی رن جاگی گوسی لکچات ہین

پھینکی اور پھینکی سب کما ہی کی کما کما ہون ہیرا کی سی جوت دھیمی پھونکنا ہین

کما ٹڈ کی کبلی مددات ہین پیوت سہنس رَسَنان کی پیاری ہی اوٹن بلا ہین

ایسی سکمار ہین ہی اولی بارون کالپی کی دٹیہ کی لکھین دیکھو ٹوٹی نوٹ جائیز

محمد عارف بلگرامی جوان قابل صاحب فضائل بود شعر ہندی خوب

می گوید و مضامین دلنشین می آر دبر نمی ازان درین جریدہ ثبت میشود  
از ننگہ سکہ دوہا منگل چرن

بال بال کی بال کو بیوری ہی بہید نپا سے  
سکہ ننگہ تین بال کن بین کنگی کون نہ سکتے  
بال عورت و موے سر بیوری جدا کرے بہید راز سکہ مکہ سراپا  
کنگی شانہ حاصل دوہا اے سکی اس نازنین کے موے سر کو جو تو  
جدا کرتی ہے واقف راز نہیں ہو سکتی جب تک کہ مثل شانہ کے سینہ ہر موٹن  
نہ در آوے گی حاصل مدعا یہ کہ جب تک شاعر محبت عورت میں دل باختہ  
نہو جاوے بیان سراپا نامکن ہے

بینی برن دوہا

سہم ہیو متہ بین من لی جگ کرت انیت

بینی تیری سیس مدہ کرت کو بینی ریت  
سہم دریا ہیو دل متہ بلو کر میں من ماہی دل جگ دنیا انیت  
غلم بینی چوٹی سیس سر مدہ در میان کو بینی خلاف ریت  
طریق حاصل دوہا دریا سے سینہ سے ماہی دل کو کپڑ کر دنیا میں غلم  
کرتی ہے یہ چوٹی تیری سر نے کیا نیا طریق اختیار کیا ہے ؟

مانگ برن

بچو ہٹو کی نان بچو اند اندہ چمہ سوے  
مانگ ہی کہ جہلک سو ہیہ اکھی کلا جو گوئے



لال بیڈلی جت الکت لکھ آوت اپان ۛ  
 پن ست انک منیک کی من دھو کین لپٹان  
 لال سرخ بینڈلی قشقہ دور الکت زلف جت کے ساتھ لکھ دیکھ  
 اپان شال نین پن کفچہ ار ست انک صد منیک اریاہ من  
 مہرہ مار دھو کین شک لپٹان لیتے پن حاصل دوہا  
 پیشانی پر قشقہ دور سرخ لگا ہوا اور گرد چہرہ زلف آویزان کی شال سبز اس کے  
 دوسری خیال پن نین گندرتی کہ صد کفچہ ہاے اریاہ ہشک و طع مہرہ مار  
 ہر جانب سے لپٹے ہوئے پن ۛ

### نتر برنن دوہا

لکھ چکھ پن بہر بہا و ام مانون لکھک یں  
 چکھ پد دیر کہ کرت ست لک دینی ہی این  
 ایضا

کنخ تھکی لکھ چیلتا کو رنگ چکی لکھ رنگ  
 مین چکی درگ پن لکھ چپ لکھ چکی رنگ  
 کنخ صوہ چیلتا شوخی کو رنگ آہو مین ابی درگ آہو پن  
 دراز ترنگ اسپ حاصل دوہا صوہ شوخی چشم اور آہو رنگ  
 چشم اور ابی درازی چشم اور اسپ خوبی چشم کو دیکھ کر حیران و محفل  
 و ششدر پن ۛ

## ایضاً

بِسْ پِلِتِ اَنکِ لَکَتِ سَن پَاوَتِ نَدِیْنِ حَیْنِ  
 کَرَن پَر کَاشِ بَیْجِ گُنِ کَرَنِ بِر چَکِ رَاسِ تَوِیْنِ  
 بس زہر پھیلے پھیلنا چکن کیون نہ پر کاش ظاہر بَیْجِ گُنِ کَرَنِ  
 صفت خود کرین بر چہکِ رَاسِ بَیْجِ عَظَبِ تَوِیْنِ تیری جِہَنمِ حَاصِلِ  
 دو یا اَنکِ یعنی تیری جِہَنمِ کسے دیکھنے سے زہر سرایت کرتا ہے اور دوا کا چین  
 جاتا ہے تیری جِہَنمِ کا طالع برج عَظَبِ ہے پھر کیون نہ اپنا ہنر ظاہر کرین ؟

## کرن ہرن

گَنیا کِیُونِ کہِ سَکَتِ تِیہِ سَمْتِا سَیْتِ پَر کَاشِ  
 جَا کَا نَن پِت کی کَرِتِ مَکَتِ ناکِ پِیْنِ باسِ  
 گَنیا اہل ہنر سَمْتِا شَالِ سَیْتِ سَفِیدِ پَر کَاشِ روشنی کا نَجْمِ گُوْشَرِ  
 مَکَتِ مَر وَا رِیدِ مَر وَا زَا دِ ناکِ عَالَمِ بِالَا دِ پِیْنِ باسِ جاے سَکُوْنَتِ حَاصِلِ دُو یا  
 اہل ہنر تیرے گوش کی آب و تاب اور شال کو بیان نہیں کر سکتے کہ جن کا تون  
 مین میٹھ کر ریاضت کرتے ہیں مَر وَا رِیدِ بہ تَمَنّا سے قیام پِیْنِ دُو سَرِ یہ کہ  
 جس بنگل مین مَر وَا زَا دِ عاقبت بخیر ہو نیکی واسطے ریاضت کرتے ہیں ؟  
 ناسا ہرن دوا

اَبِجَتِ ہِی اِکِی کَلَلِ اِکِ نالِ مِیْنِ آئے  
 اَوِ بَہْتِ ناسا نالِ جِتِ چَکَہِ بَکَلِ لَکَہِ

ناسابینی چکھہ آنکھ بہ دونوں حاصل دوہا قاعدہ ہے کہ ایک نال  
 میں ایک ہی کنول پیدا ہوتا ہے یہ عجیب تیری نال میں ہے کہ جس میں دو کنول  
 یعنی دو آنکھ ہیں ۛ

نتہ برنن دوہا

رتہ نتہ کی جھولن نہ کہ لپنی من یون پائے

مکتن ڈار کو ناک میں رنگت ہنڈورا آئے

مکتن مر وارید و تر اض ناک عالم بالا دینی حاصل دوہا عورت کے حلقہ  
 یعنی کے جھولن دیکر دلو یون مثال ہاتھ آئی کہ گویا مر وارید خواہ مردان  
 مراض نے مینی خواہ عالم بالا میں جھولا ڈالا ہے اگر ۛ

کرن مکت برنن دوہا

مکت بھی جڈپ تو ڈونک باس تو آس ۛ

کانن کانن میں آجوں تب بہت کرت تو آس

مکت مر وارید و تر اض جڈپ ہر چند کہ ناک عالم بالا دینی باس سجا  
 سکوت تو آس بہ آرزو ہے تو کانن جنگل کانن گوش تب بہت  
 تیرے واسطے نو اس شکن حاصل دوہا ہر چند کہ مر وارید یا  
 مراض ہوے الی تری مینی اور عالم بالا کی تمنا رکھتے ہیں اور صحراد گوش میں  
 تیرے حاصل کرنے کو قیام پذیر ہیں یعنی مر وارید بہ تمنا ہے قیام مینی گوش  
 میں اور مراض بہ تمنا ہے عالم بالا صحر میں جاگزین ہیں ۛ

لالری برنن دوہا

نہتہ موتن بچ لاکری راجت ہی اینہہ مود

مکت رمت موتن ناک پیراند بد ہو گمہ گوڈ

راجت ہی خوشنا ہے مو و خوشی مکت مرورید و مراض ناک عالم بالا دینی  
اند بد ہو عروسک حاصل دو ما حلقہ بینی کے موتیوں کے دریاں میں  
یا قوت سرخ نہایت خوشنا ہے گو یا مرورید عروسک کو گو دین لئے ہوئے ہیں  
دوسرے یہ کہ گو یا مرورید مراض عورون عالم بالا کے ساتھ سیر کرتے ہیں ۛ

اد ہر برن دو ما

آد ہر امی دہریت کنتہ بال سد ہا دہر ہال

سیچو اوٹن ناس گک آد ہر گا ڈ مرناں

مرناں ناں کنول اد ہر لب ہاے سد ہا دہر ماتاب بال عورت ہ  
حاصل دو ما اے نازنین تیرے لبوں میں آب حیات ہونے کی یہ وجہ  
معلوم ہوتی ہے کہ تیرایشانی ماہ لبوں کو براہ ناں بینی آب حیات پہنچاتا ہے -

مسابر بن دو ما

لسمات رس مسابا کیولن سو بہہ

رست الی ال کل من ہنسا سو بہہ کی تہ

بازیبا مسابا کیولن ات رس مسابا آب بسا شمن چ کیولن رضاہ  
سو بہہ خوشماریت الی رہتا ہوا کی ال ہونرا سور بہہ خوشبو  
لوچھ طع حاصل دو ما کیولن یعنی مسابا پر آب و تاب رضا ناں کیا

فوٹما ہے اے سکی زنبور سیاہ طبع خوشبو گل کنول میں اکثر پسکر رہا جاتا ہے :

## وسن برنن دوہا

لکھیت کچھ اُنیات سوا لی دسن میں نہانہ :

بہان اودی ہون دیکھی نکلت بال بدہ مانہ

اتیات فتنہ بہان اودی طلوع آفتاب نکلت ستارہ بال بدہ  
ہلال حاصل دوہا اے سکی نایکا کے سلک دندان نہیں میں کچھ آثار

فتنہ میں کہ بروز روشن ستارہ ہلال میں نظر آتے ہیں : دین ستارگان کا  
متصل چاند نظر آنا آثار بدہ میں بروز روشن مراد از چہرہ ستارہ مراد از دندان  
ہلال مراد از ہر دو لب :

## دس برنن دوہا

وسن نکلت کی موت ہی نہیں جہان در سائے

بیج گہری دب جات ہی پھول جہری بچھ جائے

وسن دندان نکلت مراد از بیج برق گہری زیادہ پھول جہری  
پہلہ ہی نام آتش بازی حاصل دوہا جوقت وہ خندہ کرتی ہے چمک مراد از دندان  
سے برق شرمندہ ہوتی ہے اور پہلہ ہی بچھ جاتی ہے :

## مکہ جوت برنن دوہا

انک نہ انگ پنگ کی اور مرگ انگ نہانہ

تو مکہ دت لکھ رسن جبر دیو داگ ہیہانہ

انک نشان انگ جسم مینک مہتاب مرگ انگ نشان آہو جس  
 دو ہا قرص ماہ میں نہ نشان سیاہ ہے اور نہ نشان آہو تیرے چہرہ کی چمک  
 دیکھ کر ماہ سوختہ ہو کر اس نے غصہ سے خود اپنے سینہ میں داغ سیاد دیا ہے ۛ  
 مکہ جوت برن دو ہا

مکہ دیت وابدن کی ایمان ہیں سب میں  
 جا مکہ جوت موت ہی رجنی پت دت چہیں  
 دیت روشنی بدن چہرہ رجنی پت مہتاب دت چہیں ناقص النور  
 حاصل دو ہا روشنی چہرہ اس ماہ پیکر کی بے مثال ہے کہ جسکے دیکھنے  
 سے مہتاب ناقص النور ہوتا ہے ۛ

مکہ باس برن دو ہا  
 ڈوگر ڈوگر تو گبر کی گنجت مد بکر تیج ۛ  
 کینو تو مکہ باس فی ہون کینج بن کینج  
 ڈوگر ڈوگر راہ راہ بکر خانہ گنجت خوش آواز مد بکر زنبور یاہ پیج جوق جوق  
 ہون کینج خانہ باغ بن کینج پستان حاصل دو ہا تیرے گہر کی  
 راہوں پر جوق جوق زنبور سیاہ گنجان یعنی آواز خوش کر رہے ہیں اے گلشن  
 نہ اتری خوشبودمان نے تیرے گہر کو باغ و پستان بنا دیا ہے ۛ

تو دہی برن دو ہا  
 تو ٹوٹ ہی سو بہا جی کیوں نہ لال لپٹا نہ  
 جہ مکہ ٹوٹ ہی ہاتھ دی کبری بان پستانہ

تو ڈھی زرخدان سو بہا خوبی حتی دیکر بال عورت حاصل ہو گیا  
 تیری زرخدان کی خوبی کو دیکھ کر کیوں نہ طالب تیرا تیری منا و آرزو کرے کہ  
 جسکو دیکھ کر عورت حسرت سے شرمندہ ہوتی ہیں ؟  
 کفنہ برن دوہا

ہا رگو کوٹ کیوت کو دیکھ کفنہ ابرآم  
 گنہین لون انج گرین ڈارگو پٹکا سیام  
 کوٹ کرور کیوت کبوتر کفنہ گردن ابرام خوبوتر گنہین گنگار  
 پٹکا سیام کر بند سیاہ حاصل دوہا گردن خوبصورت کو دیکھ کر گردن  
 کبوتر شرمندہ ہوئے بلکہ کثرت انفعالی سے شل گنگارون کے طوق سیاہ  
 اپنے گلو میں ڈالے ہوئے ہیں کبوتر کی گردن طنناز و طبع ہوتی ہے شاعران  
 ہندی نہ تشبیہا و سکی گردن محبوبہ سے کی ہے ؟

پیکہ ریکہ تو کفنہ کی جیہ کیوت دہر تیکہ

پہانسی پہانسی پنچ گرین پٹیت داگر بیکہ  
 پیکہ دیکہ ریکہ خط تو تیری کفنہ گردن جیہ دل کیوت کبوتر  
 دہر رکہ کر تیکہ غور پہانسی کند پہانسی ڈالی پنچ گرین  
 اپنی گردن میں حاصل دوہا دیکھ خط تیری گردن کے کبوتر  
 اپنے دلیں بس نخل ہوا اور کثرت خجالت سے کند کو اپنے گلے میں پہانسی  
 کہ داغ ہائے گلو کبوتر سے ثابت ہے

کفنہ سر برن دوہا

سنی جنک سرلیٹ بین سہ سو کٹھہ کی گوک  
 چاتک ہیتہ دو ٹوک ہوئی جگر گوک ہئی ہوک  
 سنی جنک سنکر آواز سرلیٹ بین سلینے میں سو کٹھہ خوش گلو  
 کی کی کوک آواز چاتک پہیا ہیتہ جگر دو ٹوک دوکڑے  
 کہوگ کوئل موک خاموش حاصل دو ہا آواز خوش گلوے نایکا کی  
 سنکر پہیا کا جگر دوکڑے ہوا اور کوئل کثرت خجالت سے خاموش ہو گئی ۛ  
 نار برنن دوہا

نار نار لکھ کی رہین نارین نازنواے  
 نارین سارین ہہر کی نارین ہاری کھا  
 نار عورت نار گردن نارین عورت نازنواے سرفرو ہہر کی  
 پشمان ہو کر حاصل دو ہا گردن نایکا کی خوب صورتی دیکھ کر جلد عورت  
 سرفرو ہوئیں اور ہار گئیں تمام پشیمان ہو کر اور نارین ہار کر ۛ  
 بانہہ برنن دوہا

پاس تلت تو رہا نہ کی بھیت اجکت ہیت  
 جیولیت بدہ کرہ پرین ہیتہ پتیم جیت دیت  
 پاس پھانسی پرین عزیز دن حاصل دو ہا اے محبوبہ پھانسی کے  
 مانند تیرے حلقہ ہر دوست کا بیان کرنا سخن ناموزون ہے کیونکہ وہ پھانسی  
 جان لیتی ہے اور یہ پھانسی حلقہ آغوش کے طالب کو جان دیتی ہے ۛ



کاکمہ برنن دوہا

کنکسیان لکھہ ان بانہ فرسکیان برن چیت

سندہ کاندھ بے لہرتین پیری سندہ کاندھ بیت

کنکسیان ہر دو بیل لکھہ دیکر اچیت غافل سندہ کاندھ دریا  
آبجیات بے دو لہر موج پیرہی پڑی سندہ خلا کھہ بیت  
کیون حاصل دوہا تیرے دونوں بانہوں کے نیچے دونوں بیلوں کی  
خوبصورتی کو دیکر کسکیان خود فراموش ہوئیں کہ دونوں دریاے آبجیات  
میں کہ مراد ہر دو بازو سے ہے انکی موج میں فصل و خلا کو واسطے ہے ۛ

پہنچا برنن دوہا

کوٹ اوپاين سون الی بلی کرین بدہ ساتھ

پی پنچن واکي نین پنچت اپسان ہاتھ

کوٹ کرور اوپاس تدیرون سے الی ایسکی ملی بانہ اپان  
مثال حاصل دوہا کرور ہاتھ دیرون سے اسکی خوبی ہاتھوں کی  
بیان ہوئی مگر اسکے ساعد یعنی پہنچا تک ساعد مثال پہنچ نہیں سکتا  
کہ اسکی خوبصورتی کا بیان کر سکتے ۛ

پورین برنن دوہا

بہاوت چت آوت بین لکھہ انگرین چہلین

پورن پورن رس کیونہوں گانٹھ دی بین



روماول موے نرم نرم شکم بے سیر رنگ حلقہ بینی اور اظفار کچ شوبستان  
 سچ چوڑ کر نا ہی کبر سوراخ ناف ہونگ مار حاصل دوہا  
 یہ خط موے نرم نرم کا شکم نایکا پر نہیں ہے گویا بخوف طاؤس حلقہ بینی اریاہ  
 بستان بینی مقام جائے سکں اپنے کو چوڑ کر رجوع بطرت سوراخ ناف ہے ۛ

### کچ اگر سیامت برن

لست بام کچ سنبہ پر نہیں سیامت رنگ

رہیو منو بہو کون دہی سر حڈہ رہیو کلنک

لست زیبا ہے بام عورت کچ سنبہ پستان سیامت سیاہی  
 منو بہو شہوت کلنک عذاب حاصل دوہا اے سکی سر پستان  
 نایکا پر کہ جو مدور بہ شکل مہادیو بین سیاہی نہیں ہے مہادیو نے جو شہوت  
 کو جلا یا ہے وہی عذاب بصورت سیاہی تکیہ پستان پر نمودار ہے ۛ

### ارج سندھ برن دوہا

آلی بھلی بدہ جان تون ارجن بندہ آٹوپ

ادہر آمی کی چرن بہت راہ نا بہہ کی کوپ

ارجن سندھ فصل درمیان ہر دوپستان آٹوپ عدیم النظیر ادہر لب  
 امی آبجیات چرن بہت جہت فروش نا نہہ نات کوپ چاہ  
 حاصل دوہا اے سکی تو یہ یقین تصور کر کہ درمیان ہر دوپستان  
 کے جو راہ ہے وہ عدیم النظیر ہے لیکن واسطے فروش آبجیات لب ہاے  
 محبوب کی راہ راست چاہ ناف کی تصور کر

## نابہہ برن دوہا

نابہہ بہنو کون دیکھتی روپ سندہ توگات

سکمان کچی کون بدہ اوپان بوڈی جات

نابہہ نات بہنو گرداب لون طرح روپ سندہ دریا حسن  
توگات تیرا جسم سکمان تعریف اوپان مثال بوڈی جات  
غرق ہوئی جاتی ہے حاصل دوہا اے نازنین تیرے جسم کے دریا سے  
حسن میں نات گرداب ہے تعریف اوسکی کیونکہ بیان کروں جو مثال لاتا ہوں  
غرق ہوئی جاتی ہے

کٹ برن دوہا

ایری تیری لنک تین الکہ روپ سرات

جاتین سب پرکاش ہی وہی نہیں سرات

لنک کمر الکہ روپ جو نظر آوے سرات زیادہ ہوتا دسرات  
دیکھتا ہے پرکاش ظہور حاصل دوہا اے نازنین تیری کمر  
سے اللہ کی صفت غایت ظاہر ہوتی ہے یعنی یہ کہ جس ذات سے تمام مخلوق  
کا ظہور ہوا ہے وہ نظر نہیں آتا ہے

ایضاً

کٹ آدیتھ کون ایتھ لون ہیونٹہ بدہ سنگ

پرگٹ ہیو ہی بھیکہ دبرجک امنک کو انک

کٹ کر اڑیٹھ غائب اینٹھ بل نینہہ شکل سے بدہ سنگہ  
اتفاق پیرکٹ ظاہر ہوا ہے بھیکہ دہر صورت پذیر ہو کر جنگ دنیا  
امنک جوش نشاط انگ وجود حاصل دو ہا کمر ناپیدا کا بیج و تاب  
سے بمشکل تمام اتصال ہو کر ظاہر ہوا ہے بہ تغیر صورت دنیا میں جوش نشاط

کا وجود  
کام بھون برنن دوہا

تیری نابہہ ترکو آلی برنن کرت سکات

بدہ بج ہیہ سکیت جہان اوپان جات لجات

نابھہ ترکہ زیر نانات برنن کرت بیان کرتی سکات ڈرتا ہے بدہ  
عقل بج ہیہ اپنے دلمین سکیت پس و پیش کرتی ہوا و پمان مثال  
لجات شرمندہ حاصل دو ہا اے نازنین تیرے زیر نانات یعنی  
اندام نہانی کی تعریف کرنے میں شاعر ڈرتا ہے کیونکہ عقل کو جس جگہ کی  
رسائی میں پس و پیش ہے اور مثال خود شرمندہ ہوتی ہے اور سکون شاعر  
کیونکہ بیان کر سکتا ہے

چرن برنن دوہا

اَلْکَلِّ وَاچَڑُنْ کی لہی نہ سبتا این

جا پر بہنورن سون سدا بہرت ہین مین

اُمّ صان سمتا این خانہ شال بہرمت بلاگردان جگنن  
 چشم معلق حاصل دوہا اے نازنین تیرے پائے صاف گل نیلوفر  
 سرخ کی شال خانہ شال میں نہیں ہے کہ جن پر دل مخلوق مثل زنبور سیاہ  
 کے بلاگردان جہتے ہیں

ایڈمی برنن دوہا

تو ایڈن سکھان کی میں اپان سب ہیں

موڈہ بوڈہ جابر ن لہ اند بد ہو بد لین

ایڈن پاشنا سکھان تعریف اپان شال موڈہ بے عقل  
 بودہ عروسک جابر ن لہ جکے ہمزنگ ہو کر اند بد ہو  
 عروسک و منکوحہ راجہ اندر پد مرتبہ حاصل دوہا اے نازنین  
 تیری پاشنا پائی کی اگر تعریف کروں تو شال اوسکی ناپیدا ہے بے عقل بوڈہ  
 یعنی عروسک کا نام جس پاشنا کی ہمزنگی اختیار کرنے سے ایڈ بد ہو کہ  
 نام منکوحہ راجہ اندر کا یہی ہے مشہور عوام ہو یعنی بجائے نام بوڈہ خطا  
 اند بد ہوڈ کا پایا اور بوڈہ و ایڈ بد ہو یہ دونوں نام عروسک کی زبان  
 ہندی ہیں۔

گات برنن دوہا

کپمان کو اول گت نہیں واتن اوپ انوپ

جات روپ سی گات لکھ جات روپ گو روپ

اپمان مثال اوپ روشنی جات روپ طلا حاصل دوہا  
اوس ماہ پیکر کی خوبی و روشنی جسم کی کوئی مثال خیال میں نہیں آتی اوسکا  
جسم طلائی دیکھ کر حسن کا بھی حسن شرمندہ ہوتا ہے -

چھب برن دوہا

چھب جہلکت منہ جہلکت تین بن لاگت اپمان

بھوت اودی سس کی منون سمہ سلل اولتھان

چھب خوبی اودے طلوع سس مانتاب سمہ دریا شور  
سلل آب اولتھان بر سر طغیانی حاصل دوہا روشنی چہرہ  
اوس ماہ طلعت سے تمام جسم اوسکے میں اس قسم کی خوبی و روشنی عیان  
ہے کہ مثال اوسکی ناپید ہے گویا ماہ کامل کو دیکھ کر آب دریا سے شور بر سر  
طغیانی ہے قاعدہ ہے کہ ہمیشہ ماہ کامل کو دیکھ کر آب دریا سے شور بر سر طغیانی  
ہوتا ہے یہاں ماہ کامل مراد چہرہ نایکا سے اور طغیانی آب دریا مراد  
از دیا و خوبی جسم نایکا سے

سکمار تا برن دوہا

کیون وہ بھوکن گنگ کی سچی انگ سکمار

نیٹھ نیٹھ نگ ڈگ دہرت نارِ مہاور بہار

بھوکن زیور گنگ طلا انگ جسم سکمار نازک نیٹھ نیٹھ  
شکل شکل نگ راہ ڈگ دہرت قدم رکھتی ہے نار عورت مہاور نگ عباسی  
بہار بار حاصل دوہا زیور طلائی وہ نازنین کیونکر زیب بدن کر

کہ زنگ مہادر کا جو اس کے پیرون پر لگا ہے اس کے ہی بار کو بار گران سمجھ کر  
تمام قدم راہ پر رکھتی ہے۔

## سو بھا برنن دوہا

تیتہ چیر چیتہ پیر ہری تاتین بدو بچار  
متواری ہنیار لون راکھی بھو کمین ٹار  
تیتہ عورت چیر نام زیور جسے پیر ہری دلونکو مایل کیا تاتین اسو  
بدو بچار از راہ فہم سا متواری شرب خوار مخور ہتھیار اسلحہ لون  
طرح راکھی رکھی بھو کمین ٹار زیور اتار کر حاصل دوہا  
اس نایکا کے زیور پائے نے دلون کو بزور مطیع خود کیا لہذا بخیال کے  
کہ مخور کے پاس اسلحہ کار ہنا خالی از مفسدہ و نقصان جان نہیں تمام  
زیور اتار کر کھا گیا۔

## نکھ سکھ یور تیا دوہا

پر تہم چھو سکھ نکھ برن عارف نپٹ اہان

بدو جن جان سد مار یو چھو بدو ندہان

پیر تہم اول ہی تہر چھو تصنیف کیا سکھ نکھ سراپا برن بیانین نپٹ  
اچان سراپای علم مدوہ جن کلا و فضلا چھو معاف کرین بدو ندہان  
مخزن علوم و عقل حاصل دوہا عارف سراپاے نہر نے اول ہی تہر یہ لہرا  
تصنیف کر کے بیان کیا لہذا اکاملان فن مخزن فراست سے آرزو ہے کہ میری





شاید تدبیرات انواع انواع و مکرو ذریب سے تاریکی کو باندھا ہے کہ جسکی یہ گہ  
سیاہ خوشنما ہے یا جوش سیاہی کی یہ خوبصورت ایک میل ہے کہ جسکا غم  
خوبی زیادہ تر خوشنما و فیاض ہے یا حسن مجسم رسن باز نیچہ می طلانی مصع  
نیدم کہ مراد قد اور مو سے سزایکا سے ہے حاصل کر کے اب خواستگار جان ہے  
یا چو کی طلانی چہرہ پر محبوب ملیح کہ مراد جعد مو سے سر ہے رونق بخش ہے یا آنے  
نازنین تیرا جوڑا خوبی و صفائی کا گھر ہے +

### نیتر برن کبیت

کید ہون کیتن کی سر کی پین او بھی مین کید ہون پنج سر جو کی سر او دایہ  
کید ہون پر پھلت ارن سر سج تائیں میل کنج را کی کر جکت تا کی سو بہا سرت پز  
کید ہون جو ری ہو ری کل کنجن کی کنجن ہی رسک ملند کید ہون دنت کما مین  
نپٹ نویلی ال بلی ہم سیلی کید ہون تری سچہ اچہ میری چھن سہات پین  
کید ہون شاید میں کبیت حسن مجسم سر تالاب او بھی دونوں میں  
بھلی پنج نیلو فر سر جو سر دریاے سر جو پر پھلت شگفتہ ارن سر سج  
سرخ کنول نیل کنج کنول سیاہ سو بھا خوبی سر سات زیادہ جوڑی  
دو ہو ری ہو لی کل اچھی کنجن صوہ رنجن تسکین دہ  
رسک چاشنی گیر ملند زہور سیاہ دنت زو مادہ بکمیات ظاہر  
نپٹ نویلی نو فیز ال بلی طنا زہیم سیلی جعد و طلانی سچہ صفا

اچھے آنکھ چھین آنکھوں میں سہات خوش آئند حاصل کبت آنے نازنین  
تیری چشم شاید حسن مجسم کے تالاب کی دو مچھلی ہیں یا دریاے سر جو کے دو  
گل نیلوفر نوشگفتہ و خوشنما ہیں یا گل سرخ کنول کے اندر گل کنول سیاہ  
رکھے ہیں کہ اس سے خوبی کو دو بالا کرتے ہیں یا د و صموہ خوبصورت ہیں  
کہ دل کو اپنی حرکت سے محفوظ کرتے ہیں یا درز نور سیاہ جاشنی گیر نوادہ  
ہیں یا نوخیز طناز ہیں یا جدول طلائی ہیں بہر حال یہ تیری آنکھیں خوبصورت  
وصاف و بہتر میری آنکھوں کو خوش آئند ہیں +

مکہ برن کبت

بَاسِرَن بُوایَتُو آدَت اَمَل جُوتِ وَاکُونِسِ ہِی ہِن اَوَلُوکِی لُوک لُوک ہئے

بہانِ بَدَمَانِ یَاکِی مَہَانِ سَہَانِ مَانِ مَہِیْنِ دِنِ وَاکُونِ دِنِ پَر دِہِ مَوکِ

پورن پرکاش سدا سدا ہا کو نو اس دیکھو رہت و کبت جایتنت شو کوک

یا کو ن کلنکت کلنکت لکھو ہی واکون تیر و مکھ پنہ بال چند سم کوک ہئے

باسرن دن اوت روشن امل صان نس رات اولوکی دیکھی

لوک ملک بہان آفتاب بد مان موجود شوک رنج پورن

پرکاش طلوع کامل سدا ہمیشہ سدا آجیات نو اس مگان

کوک سہراب کلنکت بلا عیب کلنکت با عیب مان عورت سم قال  
و برابر کوک ہی کون کئے حاصل کبت انا نازنین تیری چہرہ ماہ کی طرح

کیا لکھوں اول یہ کہ ماہتاب فقط رات ہی کو روشنی دیتا ہے اور تیرا چہرہ ماہ  
بروز روشن بھی منور رہتا ہے کہ آفتاب اپنے مقابلہ میں اسکی روشنی کو اپنی  
روشنی کے مطابق جانتا ہے بلکہ وقت غروب رشک سے ملول ہوتا ہے کہ میری  
غیبت میں بھی یہ بدستور روشن رہیگا دو م طلوع ماہ میں جانور سرخاب  
صدیہ ہجرت سے ملول ہوتا ہے اور یہ تیرا چہرہ ماہ ہمیشہ راحت رسان  
و شب و روز منور و پر از آب حیات ہے سو م یہ کہ ماہتاب کو عیب ترقی  
و تنزل کا ہر ماہ دانگیز رہتا ہے اور تیرے چہرہ ماہ کا نور لازوال ہے پس تیرے  
چہرہ کے مقابلہ میں شاعر شاہ ماہتاب کو کیونکر موزون کر سکتا ہے \*

### جان برنل کہت

کری ہوئی ارین کر سا نکر کری ہی دیکھ نیت اچٹنا بہری رہنماک چہا جی  
سدر سرت دنت سوہونت راجت ہی رچنار چرچ کرین برا جی ہے  
ات ہین سدرپ ڈہاری وہ پیکسی سا نخی مانوں کار گیرین اچھی ہورت سما جی ہے  
سکمان ترنووک کی کیل سوچ سوچ ات میری جان بدہ جان جان تہہ سا جی  
کری نیل مادہ ارین آزاد از دشمن کر ماتہ سا نکر زنجیر کری ہی کی ہے  
نیت اچٹنا بہری سخت تعجب رہنما دخت موزگت جال چہا جی خوشما  
سرت دنت لاین صحبت رچنار چر نہایت اچھی ہورت رچ کرین خوش آئینہ ماری  
ڈہالی ہوئی ساچھے غالب کار گیرین من مجسم کار گیر سکمان خوبی ترلوک

ہر سہ عالم سکیل فراہم کر کے بدہ جان خالق نے سمجھ کر جان تیرے ران عورت  
 ساجی بنائی ہے حاصل کبت اے محبوبہ تیری ران ہاکی تعریف کیا لکھوں  
 کہ مادہ فیل گرند دشمن یعنی یوزکر سے آزاد ہو کر اور حلقہ زنجیر اپنی خچر طومرین  
 لیکر اظہار نیا زکرتی ہے اور یہ بات نہایت تعجب کی ہے کہ تنہ موز خرا مان  
 ہے اور بس خوبصورت و خوشنمالات صحت و خوش آئند ہر وقت میں محسن  
 نے قالب حسن میں ڈھال کر بہت پاک و صاف آراستہ کئے ہیں میرے نزدیک  
 خالق نے حسن ہر سہ عالم کو یاد سے فراہم کر کے رانین عورت کی بنائی ہیں :

### ناسا برنن کبت

سکمان اکنڈ سٹنڈن کی کمنڈن ہی منڈن مکہ منڈل کی بھلا کھی ہے  
 تل کوٹمن تاوٹول تن پاوی منن توین کیتن کی چھین بدہ بھلا کھی ہے  
 سکمان امل مہاکوٹل نوین ات روپ سر سرج کلی سیب تا کی ہے :  
 راجپوٹ نہ تین بدہ تا تیتہ مکہ دیپ تا کی دت ہیٹ ناسا باقی سم را کھی ہے  
 سکمان خوبصورتی اکنڈ لازوال سکٹنڈن منقار طویان کمنڈن  
 مٹانے والی منڈن زیور مکہ منڈل حلقہ چہرہ تل کوٹمن گل کنبہ  
 امل صان مہاکوٹل نہایت نازک نوین نور سیدہ روپ سر دریا حسن  
 سر سرج کلی تگوفہ گل کنول سیب خدنگذار نیمہ محبت و رن بدہ تا تار مہلر د  
 تیتہ مکہ دیپ چراغ چہرہ عورت تا کی ادسکی دت ہیٹ روشنی پوٹا ناسا مہنی  
 باقی نئید سم مثل را کھی ہے بنائی ہے حاصل کبت اے  
 نازنین تیری مہنی کی خوبی لازوال رشک دہندہ منقار طویان اور زیور

حلقہ چہرہ ہے گل کعبہ کی اگر مثال دی جاوے تو اسکی خوبی بھی ہم پانہ خوبی  
 تیری مینی کی نہیں ہو سکتی کیونکہ صمد با خوبیان بہ مقتضای عقل تیری  
 مینی میں پائی جاتی ہیں نہایت خوبصورت و صاف و بس نازک ہے کہ دریا  
 حسن کے گل نیلوفر کا شکوہ نوزیر جسا خد شکار ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تیرے  
 چہرہ کے چراغ کو دروغن خوبی و صفائی سے جب خالق نے آراستہ کیا اسکی  
 روشنی کیواسطے یہ تیری مینی مثل فتیدہ کے بنا کر روشن کی ہے :  
 نو پیر بر تن کبت

روپ کو کیدار سم سندرا جرتا میں ترل کنگ کیسی لتا درسات ہے  
 کید ہون چہری کھری کلد ہوت کی نور ہی جا کی جب بچن کی چٹا چہرے  
 نو پیر نوین نیلین کی نگن جٹو تاکو کر دیمہ اتنہ اوپان سہات ہے  
 ہونرن کی پانت تامرں کی سمن پر سکمان سموہ لہ سکھ سون گھات ہے  
 روپ حسن کیدار تھالا سم مثل و برابر سندر خوبصورت اجر حسن  
 ترل جوان و شونما کنگ طلا لتا اتھنہ و میل درسات معلوم ہوتی ہے  
 چھری کھری چوب دستی بہتر کلد ہوت طلائی نور ہی حیدہ  
 چھب نو بی مرتچن شلاع چھتا جمع چھرات جلوہ وہ نور پیر نکولہ  
 نوین نو طیار نیلین بسم نگن نگ باے جٹو مرصع دیمہ بنطیر  
 اننہ زیادہ اوپان مثال سہات ہے خوش ہوتی بہ ہونرن کی



## خاتمة الكتاب

از نثر معیدیل ناظم بے نظیر ظہوری طہور نظیری نظیر افتخار الشعر حافظ خان محمد خان  
متخلص شہیر ملکہ القدیہ

گا ہے سخن از یار و گئے از سخن یار دیوانہ مشق سر و کار ست دل ما  
امروز فکر تو در دست پے سپردہ اقبال ست و فضاے کار آگہی جولانگاہ تو سن  
خیال ماضی بحال قرین آمد و حال باستقبال ہنشین شد گا ہے بر روی میر  
دیدم و گا ہے ہزار فیض رسیدم روز ما در انجن ناختم و شبہا ہم بزم آتش  
مومن بزم آرائے ماست و ذوق بادہ پیمائے ما گزشتگان بجالیان مانند و  
حالیان آیندگان سخت پیوند آرسے اینہم دیدنیہا کہ دیدہ شد و دریافتنیہا  
کہ دریافتہ آمد پیدا ست کہ غیر از دو چیز سببے دیگر نخواہد ہم قم عیسی را از قفای  
دریابند و ہم آب زندگی را از جائے بہرسانند مژدہ باد کہ نگرانی سر آمد و تلاش  
بر طرٹ شد صریح خامہ معجز نگار ابو انخیر سید نور الحسن خان بہادر متخلص بے کلیم باورقا  
را رواج قم عیسی دادند و در ظلمات الفاظ تذکرہ خم خم آب زندگی نہادند یارب  
لطف این قم عیسی بر فتگان روزی و فیض این آب زندگی بر زندگان ارزانی  
با و اندرین میدان پیش کلیم باگزاشتن ہا نابیش از کلیم باگزاشتن ست و در  
تصویرتہ این بار فرسودن گاہ بودن و کوہ برداشتن تو سن قلمش در دویدنت  
و صبا بمنون پاکشیدن عمریت کہ زبان ریختہ را بحال افتادہ و شاہد کمال را بر لہ شاہ  
است شغلے آور و کہ طلسم گنج کمال بکشا دو کار سے کرد کہ انتلاط لفظ و معنی براہ افتاد  
چون نباشد نہال ہر دایم الملکی ست کہ براونگ جامعیت نشستہ است و گل اسید  
والا جا ہے ست کہ کار جہانی بیک انگشت بستہ پست فطرتی درین نزدیکی بدرنگا شتر



دیده باشی شنیدم که نشانند اوج برآمد و پائین پرستی بکچند بر آستانش شنیده  
باشی دیدم که بلند می نام دارد ۵

نور احسن کلیم بنوشت لعلى ست زمعدن معانی اوصاف معانی بلندش آواز در آس ناله دل در عهد رئیس که آن را آن شاه جهان که در خایش تاریخ گراز شهبر خواهی	خوش تندر که جان نوشت در صدف بیان نوشت بر صفو آسمان نوشت بانگ جرس فغان نوشت شاه فلک آستان نوشت بر بهرین بحر و کان نوشت نیرنگ سخور آن نوشت
--	--

قطعه تاریخ چکیده خامه بلاغت جامه نواب مرزا داغ دیوی سلمه

سیدی نور حسن خان بهادر دیماه منتخب کرد چو اشعار بگفتیم تاریخ	آنکه بانطق کلیمت و بطبع هست سلیم نور الهام جدید و دید بیضا ۱۲ هجری
---	---

قطعه تاریخ از جمیل احمد سهوانی

جمیل این تذکره آن رونق رنگش دارد ز دل بلب لبی تاریخ این گلده زنگین	که مقبول دل و مطبوع طبع سلیم آمد تا شاگاه معنی جلوه طور کلیم آمد
---	---

قطعه تاریخ از معدن شیواییانی سید قدرت علی شمیم سهوانی

چیده مضمون و منتخب اشعار سال تاریخ او شمیم نوشت	داخل تذکره پوشدنی الحال انتخاب پسند اهل کمال
--	---

# قطعة تاریخ از منشی سیاحفا علی سہوانی

چون کلیم این کلام اہل کمال گفت احفا د سال تاریخش	مجمع ساخته بفکر رفیع چیدہ و منتخب کلام بدیع
---	--

## قطعة تاریخ از منشی محمد شاکر حسین شاکر ابن منشی صابر حسین صبا

کلیم سحر بیان طرقتہ تذکرہ بنوشت نوشت مصرعہ تاریخ خوش ادناکر	کہ دل فریقہ او شد است و جان مال بہار طور کلیم است نور دیدہ دل
--	--

## قطعة تاریخ از سخنور بے بہتاشک صائب و کلیم

### ابوالنصر علی حسن خجانی صاحب ہادی سلیم

بوالعجب تذکرہ مرتب شد جلوہ فکرت کلیم نمودہ از سر انبساط گفت سلیم	روکش جلوہ بہار چین شمع بزم سخنوران روشن گلشن دلپند اہل سخن
--	--

### منہ سلیمہ ربہ

ہے یہ پیش تذکرہ ایسا فیض ہے حضرت کلیم کا یہ کون ہے جسکو یہ پسند نہیں جلد کند و سلیم فکر ہے کیون	جسکا نانی نہیں برب مجیب اسکا طالب ہر دور ہو کہ قریب دیکھو کیا کیا لکھ میں شمع مجیب اسکی تاریخ ہے عجیب غریب
--	---

## قطعہ تاریخ از مخدوم لائانی موجد لفاظ معانی منشی محمد صابر حسین سوانی

عجب دلاویز تذکرہ ہے کہ دل بھاتا ہے اک جہان کا	
بتاؤ حُب کا عمل ہے اسمین کہ نقشِ تسخیر اسکو سمجھوں	
بلا ہے اندازِ دلبری میں یہ حسن و جلوہ کمانِ پری میں	
زبانہ اسکی ادا بہ شید ا جہانِ شوخی پر اسکی مفتون	
کہیں ہے یہ دلخیز عاشق کہیں ہے معشوقِ دلربا ہے	
کہیں ہے لیلیٰ کا اسمین جلوہ کہیں دکھانا ہر رنگِ مجنون	
لکھے وہ چن چن کے شعر اسمین کہ انتخابِ بونکی جانِ ٹھیرا	
نہ دیکھی آنکھوں نے ایسی بندشِ نہانہ کا نوںچ ایسا مضمون	
ہر ایک صفحہ پر سخنِ گلشنِ کلمے ہیں کیا کیا گلِ مضامین	
جو لفظ رنگین ہوئے گلِ تر تو ہیں معانی بہارِ گلگون	
بیانِ وصلِ مفراق سے یہ کہیں ہی تریاقِ سم کہیں یہ	
کیسے دلیں ہے اس سے شادی کیا ہے اسنے کیسے کاؤں	
نہ کیوں ہو یہ نور کا کرشمہ کلیم کی فکر کا ہے جلوہ	
جو نامِ طورِ کلیم پایا یہ کچھ اسی کے لئے تہاموزوں	
سُن سچی رسالِ ہجری صبا جو پوچھے کوئی تو کمدے	
قیامتِ آشوبِ نظم ہے یہ یہ نہ شہرِ اکِ حصارِ افون	

## قطعہ تاریخ طبع از معدنِ نکتہ دانی سید حلیل احمد سوانی

جلوہ ہے شعرِ شمع میں مضمون میں جلوہ	ہے تذکرہ کہ منظرِ نورِ کریم ہے
تاریخ بھی چمکتی ہوئی کمدے حلیل	روشن عجیب نور سے طورِ کلیم ہے

# قطعه تاریخ طبع از مولوی عبیدالباقی سہوانی

سیدی نور الحسن خان تذکرہ نادر  
مصرعہ تاریخ از باقی چنان شد و لغز  
جلوہ اشعار شد و روشنگر نور کلیم  
ہست زیبا سے تجلی جلوہ طور کلیم

تاریخ تالیف تذکرہ طور کلیم خستہ خامشی فداعلی صبا تخلص فارغ

## عنوانهای تاریخی

چکایانور شعر کا طور کلیم نے  
۹۷ھ ۱۲ھ

ہے طور کلیم کوہ مضمون  
۹۷ھ ۱۲ھ

## قطعه

خانوس میں ہے شمع کہ بادل میں ہر ہے  
طور کلیم نور تجسلی سحر ہے

جلوہ گری سخانی کی لفظوں میں کیا کہوں  
بجہدہ جاسے کیوں نہ آتش جاو سامری

## ایضاً تاریخ طبع

## عنوانهای تاریخی

آیت طبع یافت طور کلیم  
۱۲۹۸ھ

طور کلیم گشت تجلی بابوس طبع  
۱۲۹۸ھ

## قطعه

بر سر طور نشر و نظم کلیم  
دریم عز و جاہ و درایتیم  
کرد منت پذیر لطف غیم

میر نور الحسن حلیم و سلیم  
جو سر فرد معدن تقوی  
شاعران زبان اردو را

یعنی از بهر یاد گاری نشان جمله اشعار انتخاب زده نثر صاف و روان و آمد کلاک فارغ نوشت مصرع طبع	که در ایات تذکره بر قلم دلکش مثل بوستان نعیم غیرت آب گوهر و نسیم جلوه پر دوازده گشته طور کلیم ۱۲۹۸ هـ
---	---

### قطعه تاریخ

تالیف طور کلیم از تبحر طبع سلیم محمد ابراهیم مختص بنخلین که ربانارغ

گشت مفتوح ازین تذکره باب معنی ساغر چشم برین گری سیر اندازی روشن از شمع قلم کن سنده تالیف خلیل	نور خورشید و قمر یافته تاب معنی مست طافح شوی از کیف شرب معنی جلوه طور کلیم ست شهاب معنی ۱۲۹۸ هـ یعنی شاد و روشن
---	--

### ایضا تاریخ طبع

بیک کلیم تذکره طرفه نگاشته می تا بد از حروف معانی لغو تاریخ طبع یافت بچرخ دل کلیم	بیوجه نیست برب بیننده واه واه چمن در سواد چشم تان هر دم سیاه طور کلیم کرده تجلی چو نور ماه ۱۲۹۸ هـ
---	---

نثر خاتمه بطرز تقریظ از احمد خان صوفی مستتم مطبع مفید مآگره

کلامیکه طور زبان را نور و موسی صفتان را سر در بخش حمد و تشکر آینه دل است که کوه طور با نثر  
عشقش خاکستر - و آن خاکستر سر نه دیده ابل نظر گردیده دیده و رانی که نورش راه برده اند و  
قدم بر آتش سپرده چراغ هستی برافروختند و نه حیات ابدی اندوختند باینکه الله تعالی و الهی

خود میفرماید ماکو چشمان را بنظر خدا بین باید تا بر سونظاره تجلیات او کنند و اینها که تقدیم  
و جهل الله را تعویذ باز و مثنوی منه

ذاتش بصفت هست پیدا	چون نور که شد در مه هویدا
اصل همه نور نور ذات است	چشم تو منور از صفات است
در ذات پیچ و سر لا هوت	بکش انظری بنور ذات است

و سخن که از طور دلم بگریه می نمود نشیند لغت حضرت خواجه کائنات علیه الصلوات و التحیات است  
که موسی عمران مرد و خدایان اوست و عیسی بر یک از دربان او کلیم طور نشین را سوال بپارنی  
بزر زبان بود و بجوابش لن توانی می شنود و آن محمود رب و دود بر عرش برین رسید  
و از ما زاغ البصر ما طغی سر مه چشم خود کشید تربست و بلند ملت دیده بکش که طو کلیم کجا  
و عرش عظیم کجا به بین تفاوت ره از کجا است تا کجا منه

موسی بطور رفت و بین است اوج او | بر لامکان و عرش معلیست جای تو

اما بعد از طور دید ما سه خویش جدا صوفی بے ریا چون طنبو خالی پدید است که عشاق  
را نعمه داودی سازگار است و من بینوار انکار اشعار سزاوار بقول همان شاعر ۵

درین زمانه رفیقی که خالی از خلل است | اصراحی می ناب و یقینه غزل است

در بزم سخن بختان بربنگ قافیه تنگ می نشینم و دلم می کشاید و براه چخته کلامی خود را به زمین ایشان  
و آبی بر سر کار می آید کیسه خالی من از گوهر سخن پر است و معانی آبدار بهرین محل در تنگه طو کلیم  
که با اشعار گوناگون بربنگ گلهای بوفلمون است و بگویند لا اله الا الله المقلد الموی بنمونه پیرانه اقتسام  
در بر کشید و از سنگ طبع چینه آب بقار دان گردید تشنگا نر نوید تازه و تخم پر دران راست برانند  
از دانی با بکدام این کتابی است مایه سوز خادمانی و در چشم آب زندگانی گلدسته دست بچین خیالان و  
دست بچو آشفته مالان و بیکل گردن غمها و نشان روزگار و تعویذ بازوی شعرا شیرین گفتار  
هر ورقش صینک دیده فراق دیده و هر نقطه اش سدید است دل غم کشیده نظم منه

نگویم که طور کلیم است این	مداوای جان تقسیم است این	ورق باجو اوراق گل در شمار
دل ببل از دیدنش بیقرار	هر صفحه خورشید در اضطراب	بهر سطر نظاره در پیچ و تاب
زین السطورش عیان کن کشان	منور از دیده هوشان	سپید است کاغذ جو نور سحر
کشیده است سطر تا ز نظر	مضامین زنگین اگر بنگری	دو صد باغ زیر نظر بنگری
ناآزم بزور کلیم جاد و بیان	که از دست و زبان	ید بیضا برآورده بزم سخن و روان
و سحر سامری را در پس پشت خود	داناخت نگاه بیارم بمعانه	این طور کلیم حکما و موی در دست
و دل آشیارم بصبها مضامین	دل نشین سرست جز آنج	دیده بانوار طور کلیم روشن و صدف
نظاره را در مقصود عجیب و دامن	اگر معانی بلند میجو کی بطور است	و اگر کلام دلپسینه میخوای بر زبان
کلیم قلمش نواره است پراز جوش معانی	و دواتش آبجیاتی است	بهر زندگانی کتاب طور کلیم که
بجیاتی مضامین عالی نو بخش قلب سلیم است	و چاره گرجان تقسیم اگر از اوتی	تا آخر بینی دامن دامن
گل مراد چینی هر ورقش گلزاری است	همیشه بهار و بهر صفحه اش	نوبهاری است بهر چین انظار نظر
بدیدنش سیراب و دانا بمعانه	اش سیاب جا نیکه کلام آتش آتش زن	خرم صبر و خکیب است
در انجاسخن ناسخ هم گنجینه بخش دامن	جیب گاه همه مردگان را از کلام	میرزنده میسازد و گاه شافق
سلطان را از سخن سودا سودا می اندازد	و سخنورانی که درین تذکره	دوش بردوش اند هم گویا
و هم خاموش اند درین زمانه	بازار سخن گرم است و بلب سخن	سجنان آه سرد و قوت است که اگر
گویند سخن کمتر از سنگی زده	شمارند بجاست و سخن سجان	روشن گهر را سنگ تراز و پندارند در و اتم
مرا لای نظم است و شاه را گوهر	و لے ز گوهر من فرق است	تا گوهر باجو گوهر است قناعت مر بقدر آب
بپیش خلق چنانم که در بها گوهر	نکشت گوهر یک دانه بهر دامن من	بر خیت از صدف دیده بارها گوهر
که در و شوم و کس شتری نمی بینم	که گیر دامن دخته بے بها گوهر	درین زمانه بیاس که گوهر فاشانم
که کس ناند که ریز و لقیق تا گوهر	همان به است که از درج نطق و علم	بیاس سال نمی ریزم از شتا گوهر
محمد عربی کربل بیاو نشس	بجیب خلق و در خیت بے بها گوهر	احمد بلبله آهانه که اکنون از

شهر بهوبال صیت جو بهر تناسی بلند است و قافیہ سخن آرد و فارسی را طالع ارجمند که طبع  
 کلام شان از خطی هر حرف کرده شمر می کنند و تذکره به فارسی و آرد و راز دیگر و دور می مانند  
 اگر است پرسی بهر درگان درودی و بهر زندگان سرودی است نسیم جان بخش از طرف بهوبال  
 می آید و غنچه مراد سخن سخنان می کشاید علم و فضل در آن خطه پاک چون نافه درختن و لعل درین  
 است و درین بهم سخن نیست که در اینجا قدر دانی سخن است رئیس نامدار گانه روزگار نواب  
 شاه جهان بیگم صاحب دلاور اعظم طبقه اعلا سرتاره هندی دامت اقبالها و ملکه با تسخیر دلا مملکت  
 و از خاک بوسی استانش بر مبادل حاصل اهل جوهر را چون شمشیر دست می داند و اهل علم را چون  
 حرف و دلشین عزیز سخن از بارگاهش سپرد قبول در بر و لفظ و معنی از دست و قلش مقبول تر اگر  
 بشیر سخن گفتارش شیرین خوانی بجاست و اگر شیرین را نکش چش خوان جو دش دانی سزا است عدش  
 باز و جنبش را یک آشیانه داده و نصفتش خار و گل را یکجا نهاده - ریاست بهیاستش چون گل  
 به بهار لادن عین بوته باران است این همه تازگی که در چمن بهوبال می بینم آب یاری رئیس عالم  
 است و از خیر گالی نواب نامدار و الاجاه امیر الملک نواب سید محمد صدیق حسن خان صاحب دار  
 دامت قبا که زبان و قلش نفسیاد و امر و نواهی است و پناه ملک و دولت بدین پناهی دشت ترقی  
 ملک و دولت مملکت و خود از بهاء و ثروت دنیا بر داشته دل لباس خسروی چون ابراهیم دهم  
 درویش پاک طینت و بر جاده نقش عبادت بسته گوشتی امر و انیت بسینه اش علوم حق پرستی چون  
 جوهر آینه اشکار و بنام صیقل آتش بزرگی صورت چین نمودار تعدد و تالیفش از نجوم چرخ افزون و  
 همه تصانیفش سخن زینمون ستایش او بکلک و زبان نمودن آفتاب را بگزینمودن است ناچای  
 لب بدعا می کشایم و برین یک و دو بیت ختم سخن می نمایم

قطعه

صوفی آن به که بر آن مدح گوید و گوی دولت از قیصر	بکشای لب و دعا اکنون که دعا و دست شام و سحر
تا بگریه و دلان خورشید آتش که کشان به منجنج	تا بود بوی گل بدو صبا تا از سبزه فرد چکد گوهر
سنا گل و غنچه را بقای هست تا بفرموده لیل است اثر	ربع مسکون بزرگ تو باد نام تو زیب سکه و منبر



الشعر كالمحسن وقبحه قبح

بمهر عدالت ممد خطاب نواب ابراهیم حکیم صاحبہ الدیہ است ہوا بال تکررہ شکرہ حسن



بکوشش بلینق و عرق ریزی تمام باہتمام عاصمی احمد خان صوفی مظاہر العالی

مطبع ناظم معین اکبر رطیع پور

# فهرست تذکره بزم سخن

صفحه	تخلص شاعر و نام شاعر	صفحه	تخلص شاعر و نام شاعر
۳-۱	دیباچه .....	۸	آشوب - میرزا و علی خان شایه جهان آبادی
	<b>حرف الالف</b>	۸	آشنا - میرزا میر علی مرشد آبادی ..
۴	آباد - مهدی حسن لکنوی ...	۸	آشنا - میرزین العابدین دهلوی
۸	آبرو - نجم الدین .....	۸	آشنا - عبدالکریم خان ساکن کلکته
۸	آتش - خواجہ حمید علی لکنوی	۸	آغا - آغا مرزا دهلوی .....
۸	آرزو - سراج الدین علیخان کبر آبادی	۸	آفتاب - ابو مظفر مجاہد الدین
۵	آرزو - مرزا علاء الدین دهلوی	۸	شاه عالم بادشاه .....
۸	آزاد - خواجہ ضیاء الدین دهلوی	۸	آگاه - میر حسن علی لکنوی ...
۸	آزاد - مرزا اعظم شاه شہزاده ..	۸	آگاه - محمد صلاح دهلوی ...
۸	آزاد - میر فتح الله دکنی .....	۸	آگاه - سید محمد رضا دهلوی ...
۸	آزاده - مفتی محمد صدر الدین خان	۹	آگہ - پنڈت جوالا ناتھ ساکن کلکته
	دہلوی .....	۸	آبی - میر عبدالرحمن دهلوی ...
۶	آشفته - مرزا رضا قلی لکنوی	۹	<b>حرف الف مقصوره</b>
۸	آشفته - عظیم الدین خان دهلوی	۹	اثر - سید محمد .....
۸	آشفته - حکیم سید منور علی شایه جهان آبادی	۱۰	اثر - عبدالرزاق شایه جهان آبادی
۷	آشفته - گل باب سنگ دهلوی ...	۸	احسان - حافظ عبدالرحمن خان دهلوی
۸	آشفته - امر ناتھ دهلوی ...	۸	احسن - مولوی محمد احسن بی بی پوری
۸	آشفته - حاجی عبداللہ ساکن بستی پور	۸	احسن - مرزا احسن علی دهلوی ..
۸		۸	احسن - مولوی محمد احسن کاکوروی

صفحہ	تخصّص شاعر و نام شاعر	صفحہ	تخصّص شاعر و نام شاعر
۱۱	احسن - احسن اللہ خان جہان آبادی		وزیر بہادر شاہ بادشاہ دہلی ...
"	اخفا - سید اخفا علی سسوانی -	"	اصغر - سید اصغر علی سلطن زرننگ پور
"	احقر - غلام نبی دہلوی .....	۱۵	اظہر - سردار مرزا لکھنوی .....
"	احمد - مرزا احمد بیگ .....	"	افسوس - میر شہر علی ساکن مارنول -
"	اختر - واجد علی شاہ بادشاہ اوردہ	"	افسر - مرزا محمد دہلوی .....
"	اختر - قاضی محمد صادق خاں ساکن	"	افضل - سید افضل حسین لکھنوی
"	ہوگلی نواح کلکتہ .....	"	افسون - آغا حیدر لکھنوی .....
۱۲	اختر - مرزا وجیہ الدین دہلوی	"	افضل - سید افضل علیخان لکھنوی
"	ارشاد - مرزا عبد الغنی دہلوی ..	۱۶	افضل - فشتی حسن یارخان لکھنوی
"	ارمان - شاہ علی .....	"	افضل - افضل علی خان ....
۱۳	اسد - میر امانی دہلوی ....	"	انفغان - الف خان .....
"	اسرار - مرزا سپہر شکوہ شہزادہ ..	"	اکبر نواب محمد اکبر خان دہلوی .....
"	اسعد - مرزا اسعد بخت شہزادہ	"	اکرام - حکیم اکرام اللہ خان دہلوی
"	اسیر - مظفر علیخان ساکن ایٹھی	"	الفت - ساکن مظفر ٹکڑہ .....
"	اسیر - میر کریم علی بریلوی ...	"	الفتی - راجہ پیار سہ لال عظیم آبادی
"	اسیر - سید نہال نبی .....	۱۷	الم - محمد علی دہلوی .....
۱۴	اسیر - گلزار علی خلف نظیر کراچی	"	امامی - خواجہ امامی دہلوی ....
"	اشک - مولوی باوبیلی لکھنوی	"	امانت - سید آغا حسن لکھنوی ...
"	اصالت - سید فضل علی لکھنوی	"	امراو علی خان کولوی ساکن آگرہ
"	اصغر - نواب علی اصغر خان بہادر	"	امیر - نواب علی محمد خان دہلوی ...

صفحہ	تخلص شاعر و نام شاعر	صفحہ	تخلص شاعر و نام شاعر
۱۸	امیر فرشتی امیر احمد لکهنوی ....	"	بتو - طوائف شاہجہان آبادی .
"	انجام - عمدۃ الملک نواب امیر خان	"	بہادر - رن بہادر سنگہ ساکن اکبر آباد
"	دہلوی .....	"	بہار - منشی ٹیکچند جامع بہار ٹیچر دہلوی
۱۹	انشار - میر انشار اللہ خان شند آبادی	"	بہار - مرزا علی لکهنوی .....
"	انیس - میر بہر علی دہلوی مقیم لکهنؤ	۲۷	بیان - خواجہ احسان اللہ دہلوی
"	انیس - امیر لدولہ نواز خان دہلوی	"	بیباک - میر نجف علی کولوی ....
بابے موحدہ		"	بیتاب - خداوردی خان ....
۲۰	باقی - مولوی سید عبدالباقی سہو	"	بیتاب - عباس علیخان پامپوری .
"	بحر - لا اعلم .....	"	بیخواب - لا اعلم .....
"	بحر - شیخ امداد علی لکهنوی ....	"	بہخود - سید ہادی علی لکهنوی .
"	بدر - مرزا بلاتی بیگ شہزادہ دہلی	۲۵	بیدار - میر محمد علی دہلوی ....
۲۱	بدر - میر بہ الدین ساکن کرناں .	"	بیدل - حکیم غلام حسین دہلوی -
"	برق - مرزا محمد رضا خان بہادر	"	بیمار - شیخ علی بخش ساکن مراد آباد
"	برق - قاضی نجم الدین ساکن کنگڑا	تمامے فوقانی	
"	برکت - برکت علیخان ساکن خیر آباد	۲۶	تابان - میر عبدالحی دہلوی ...
۲۲	بسل - محمد عبدالحکیم دہلوی ...	"	تابش - محمد جعفر اللہ آبادی ....
"	بسل - سید جبار علی ساکن چنار گڑھ	"	تپش - یوسف علی دہلوی ....
"	بسل - حافظ محمد حسین دہلوی .	۲۷	تپش - مرزا محمد اسماعیل دہلوی ...
"	بسل - مرزا عنایت علی لکهنوی	"	تجلی - میر محمد حسین دہلوی ....
۲۳	بلند - سعد علی بیگ دہلوی .	"	تجل - حکیم تاج حسین خان دہلوی

صفحہ	تخلص شاعر و نام شاعر	صفحہ	تخلص شاعر و نام شاعر
۲۷	تجمل - لا اعلم لکھنوی .....	۳۱	تکلیں - میر محمد حسین لکھنوی .....
۲۸	تجیر - غلام مصطفیٰ دہلوی .....	۳۲	تکلیں - میر سعادت علی عظیم آبادی .....
۳۰	تجسین - محمد حسین خان دہلوی .....	۳۳	تکلیں - میر سعادت علی عظیم آبادی .....
۳۱	تکلی - میکا رام لکھنوی .....	۳۴	تکلیں - میر سعادت علی عظیم آبادی .....
۳۲	تکلی - میر شجاعت علی دہلوی .....	۳۵	تکلیں - میر سعادت علی عظیم آبادی .....
۳۳	تکلیں - شیخ محمد بخش سہارنپوری .....	۳۶	تکلیں - میر سعادت علی عظیم آبادی .....
۳۴	تکلیں - حاتم خان رام پوری .....	۳۷	تکلیں - میر سعادت علی عظیم آبادی .....
۳۵	تکلیں - شیخ امیر اللہ فیض آبادی .....	۳۸	تکلیں - میر سعادت علی عظیم آبادی .....
۳۶	تکلیں - منشی انوار حسین سہسوانی .....	۳۹	تکلیں - میر سعادت علی عظیم آبادی .....
۳۷	تکلیں - میر حسین دہلوی .....	۴۰	تکلیں - میر سعادت علی عظیم آبادی .....
۳۸	تکلیں - محمد علی دہلوی .....	۴۱	تکلیں - میر سعادت علی عظیم آبادی .....
۳۹	تصور - سید حیدر حسن خان ساکن بنگلہ ٹرا .....	۴۲	تکلیں - میر سعادت علی عظیم آبادی .....
۴۰	تصور - نبی بخش دہلوی .....	۴۳	تکلیں - میر سعادت علی عظیم آبادی .....
۴۱	تصویر - بشن دہلوی .....	۴۴	تکلیں - میر سعادت علی عظیم آبادی .....
۴۲	تشفیق - مولوی سید محمد شجاع آبادی .....	۴۵	تکلیں - میر سعادت علی عظیم آبادی .....
۴۳	تکلیں - مولوی غلام تبولکن میدانی .....	۴۶	تکلیں - میر سعادت علی عظیم آبادی .....

صفحہ	تخلص شاعر و نام شاعر	صفحہ	تخلص شاعر و نام شاعر
۳۶	جلال - میرضامن علی لکنوی	"	حسن - مولوی ابوالحسن کاندہلہ
"	جلیل - سید جلیل احمد سوانی	"	حسین - غلام حسین خان شاہجہانپوری
۳۷	جمیل - سید جمیل احمد سوانی	"	حسین - سید غلام حسین دہلوی
"	جوش - نظام الدین پنجابی	"	حشم - حکیم باقر علی لکنوی
"	جوشش - شیخ محمد روشن باشندہ	"	حشمت - مرزا غلام فخر الدین شاہزادہ
"	عظیم آباد	"	دہلی
"	جولان - شاہ الف نام درویش	"	حشمت - میر محمد علی
۳۸	جوان - مرزا انیم گیکان جہان آباد	"	حقیر - منشی بنی بخش ساکن اکبر آباد
"	جہاندار - میرزا جہاندار شاہ بہادر	۴۲	حقیر - سید امام الدین دہلوی
"	ولید محمد شاہ عالم بادشاہ	"	حقیقت - میر شاہ حسین بریلوی
"	حائے محلہ	"	حکیم - محمد پناہ خان دہلوی
"	حاکم - شیخ منظور الدین جہان آبادی	"	حمزہ - شاہ حمزہ دہلوی
"	حجام - عنایت اللہ سہارنپوری	۴۳	حنا - عبدالکریم لکنوی
۳۹	حزین - میر بہادر علی	"	حیا - مرزا رحیم الدین دہلوی
"	حسرت - حافظ عبدالرحمن بانی پتی	"	حیات - محمد حیات خان امپوری
"	حسرت - مرزا جعفر علی دہلوی	"	حیدر - منشی حیدر علی ساکن ہونگلی
۴۰	حسرت - میر محمد حیات عظیم آبادی	"	حیدر - میر حیدر علی خان
"	حسرت - میر محمد علی دہلوی	"	حیدر - منشی مصطفیٰ حیدر ساکن جالنگام
"	حسن - سید غلام حسن دہلوی	"	خاکے معجمہ
۴۱	حسن - خواجہ حسن	۴۴	خادم - منشی محمدی خان

صفحہ	تخلص شاعر و نام شاعر	تخلص شاعر و نام شاعر
۴۴	خاص - محمد حیدر خان دہلوی	در دمنہ - کریم اللہ خان .....
"	خبر - سید مہدی بلگرامی ....	در ویش - میر شاہ علی دہلوی ....
"	خرد - نواب فخر الدین خان دہلوی	در بیخ - سید زین العابدین دہلوی -
"	خرد - پنڈت رام نرائین دہلوی	دل - زور آور خان متوطن کول
"	خضر - مرزا خضر سلطان ابن بہادر	دل - آزاد خان .....
۴۵	خطیر - سید امرو علی فرخ آبادی	دلگیر - میر حیات اللہ خان دہلوی
"	خلیق - میر حسن لکنوی ....	دولہ - نواب جہانگیر محمد خان رئیس
"	خلق - میر حسن دہلوی ....	ہو ہال .....
"	خلیل - میر دوست علی ساکن قصبہ	<b>حرف ذال</b>
"	بٹولی .....	ذاکر - مولوی ذاکر علی ساکن بنارس
"	خلیل - محمد ابراہیم علیخان بہادر	ذکا - خوب چند کایستہ دہلوی ...
"	وزیر محمد علی شاہ .....	ذوق - شیخ محمد ابراہیم دہلوی ....
۴۶	خمش - مرزا خدا یار دہلوی	ذہین - حافظ محمد اسمعیل خان دہلوی
"	خیال - غلام حسین خان ...	<b>حرف راء مملہ</b>
"	<b>وال مملہ</b>	راحت - مرزا محمود بیگ دہلوی ...
"	داغ - میر مہدی دہلوی ....	راحت - شیخ کریم الدین ساکن اعظم پورہ
"	داغ - نواب مرزا خان دہلوی	راخ - سعادت علی خان دہلوی ...
۴۸	دبیر - مرزا سلامت علی لکنوی	راغب - احمد حسین دہلوی .....
"	درد - خواجہ میر دہلوی ....	رافت - شاہ رؤف احمد سرہندی ..
۴۹	دزیشان - سید عیسان لکنوی	راقم - بندر ابن ساکن متہرا .....

صفحه	تخلص شاعر و نام شاعر	صفحه	تخلص شاعر و نام شاعر
۵۳	رمز - مرزا فتح الملک و لعیلہ الوظفر	۵۸	سحر - مرزا افضل علی لکنوی ....
	بہادر شاہ دہلی .....	"	سحر - منشی عبد المجید ساکن کاکوری
۵۴	رند - سید محمد خان فیض آبادی	"	سحر - منشی امان علی لکنوی ....
"	زنکین - سعادت یار خان ..	"	سحر - راجہ نواب علی خان خیر آبادی
۵۵	روشن - روشن شاہ درویش	"	سر سبز - مرزا زین العابدین خان ...
	دہلوی .....	۵۹	سرور - نواب میر محمد خان جہان آبادی
"	ربا - غلام محمد خان اکبر آبادی	"	شورور - مرزا حبیب علی بیگ لکنوی ...
	حرف نرے مجھے	"	شکر و کرم - مرزا عزیز الدین دہلوی ...
"	نار - میر منظر علی لکنوی ....	"	سعادت - سید سعادت علی ساکن امر وہمہ
"	زکی - شیخ مہدی علی مراد آبادی	۶۰	سعید - مرزا آغا عیسیٰ لکنوی ....
۵۶	زیب - مرزا جمال الدین دہلوی	"	سعید - حکیم سید اکبر حسین لکنوی ...
	حرف السین	۶۱	سلطان خواجہ طالب علی خان غلطی آبادی
"	سالک - مرزا قربان علی بیگ	"	سلیمان - مرزا سلیمان شکوہ شاہ ہزادہ
	حمید آبادی .....	"	سلیم - میر عباس ساکن لکنو ...
۵۷	سائل - مرزا محمد یار بیگ زکی	"	سلیم - علی حسن خان مولف بزم سخن بان
	دہلوی .....	۶۲	نواب والا جاہ امیر الملک سید محمد
"	سپرہ شباب خان دہلوی	"	صدیق حسن خان بہادر .....
"	سجاد - میر سجاد ساکن اکبر آباد	۶۴	سلام - نجم الدین علی خان اکبر آبادی ...
"	سحر - میر ناصر علی ساکن کول ..	"	سودا - میر محمد رفیع ابن محمد شفیع دہلوی
"	سحر - منشی دیبی پرشاد ساکن انگریز	"	سوز - مولوی عبد الکریم خلف المشر
		"	صہبائی .....
		"	سوز - محمد میر فرزند منیا الدین دہلوی



صفحه	نام شاعر و تخلص شاعر	صفحه	نام شاعر و تخلص شاعر
۶۵	سیاح - میاندخت ساکن اوزنگ آباد	۶۹	شهرت - مرزا حاجی شانزاده ....
	حرف الشین	"	شمیدی غشی گزمت میخان لکنوی
	شاد و شهنشاه از باشندگان بزرگانه	۷۰	شیرین - نواب جهانگیر بیگم حصار کیه پوپال
"	شاد - شیخ محمد جهان لکنوی ....	۷۱	شفیفته - اعظم بیگ خان لکنوی ...
"	شاد - فضل علی .....	"	شفیفته - نواب محمد مصطفی خان ...
۶۶	شادان - مرزا حسین علیخان دهلوی	۷۳	شیخ محمد جهان لکنوی .....
"	شادان - رحمت بخش ساکن فریدپور		حرف الصاد
"	شاعر - میر بسیم الله لکنوی ....	"	صابر - مرزا قادر بخش دهلوی ....
"	شاکر شاه شاکر علی دهلوی ....	"	صاحب - شیر زمان خان دهلوی
"	شاکر - غشی عبدالسبحان ساکن کلکتہ	۷۴	صادق - صادق علیخان ....
"	شاکر - مرزا بختاورد شاه .....	"	صاحب - مرزا مصلح الدین فیضی ابو ظفر بهادر شاہ
"	شکر - حافظ میر حافظ دهلوی ...	"	صبا - غشی محمد صابر حسین سہوانی
۶۷	شکر - مرزا غیاث الدین ....	"	صبا - میر وزیر علی لکنوی ....
"	شفق - مرزا علی جان لکنوی ..	۷۵	صبا - کابنچی مل فیروز آبادی ...
"	شمیم - سید قدرت علی سہوانی	"	صبا - مرزا راجہ بشکر ناتھ .....
"	شمس - میرزا غلام علی لکنوی ....	"	صبر - اجدو بیار پڑا و کایستہ شاہجہان آبادی
۶۸	شناور - صاحب مرزا فیض آبادی	"	صدق - شیخ محمد اشاعت علی ساکن میرٹھ
"	شوق - شیخ الہی بخش اکبر آبادی	۷۶	صریر - محمد میر خان .....
"	شوق - مولوی قدرت اللہ ساکن سنبل آباد	"	صفدر - نواب صفدر علیخان عم نواب
۷۰	شوکت - میر حسین علی دهلوی ....	"	کلب علیخان بہادر والی رامپور .....

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر	صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
۷۸	صفا - مرزا سعید الدین دہلوی ..		حرف الطار
"	صفا - پیرن شاہ دہلوی .....	۸۱	ظالم - ظالم سنگد دہلوی ....
"	صفدر - صفدر بیگ ساکن کرناں	۸۲	ظاہر - رام پرشاد دہلوی ....
"	صفیر - محمد نور خان ساکن میرٹھ ..	"	ظاہر - خواجہ محمد خان دہلوی
"	صولت - قاسم علیخان ساکن بنارس	"	ظریف - میر انان اللہ لکنوی ..
	حرف الضاد	"	ظفر - ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ دہلی
۷۹	ضابط - مر علی شاہ جہان آبادی ..	۸۳	ظہور - مولوی ظہور علی دہلوی ...
"	ضامن - حکیم محمد ضامن اکبر آبادی	"	ظہیر - سید ظہیر الدین حسین دہلوی
"	ضیا - میر ضیا الدین دہلوی ...	"	ظہیر - سید محمد خان دہلوی ....
"	ضیا - ولی اللہ اکبر آبادی ....		حرف العین
"	ضیغم - حافظ اکرام احمد رامپوری ..	۸۳	عارف - محمد عارف دہلوی ....
	حرف الطار	"	عارف - نواب بن العابدین خان دہلی
۸۰	طالب - حافظ طالب رامپوری ..	۸۴	عابد - میر عابد علی لکنوی .....
"	طالب - الایچی رام ساکن جلال آباد	"	عاجز - مرزا عبداللہ بیگ شاہ جہان آبادی
"	طیب - حکیم محمد حسن خان فرخ آبادی	"	عاشق - اقبال حسین دہلوی ....
"	طیان - مرزا احمد بیگ خان دہلوی	"	عاشقی - آغا حسین قلی خان لکنوی
"	طپش - مرزا محمد اسماعیل دہلوی ...	"	عاصی - فتنی املا حسین .....
۸۱	طرب - مولوی رحیم بخش تھانی سری ..	۸۵	عاصی - لاکہ کشام رائے دہلوی
"	طرز - احمد حسین دہلوی .....	"	عالی - مرزا عالی سخت بہادر شاہزادہ دہلی
"	طور - محمد رضا لکنوی .....	"	عزت - سید عبدالولی سورتی ..

صفحه	نام شاعر و تخلص شاعر	صفحه	نام شاعر و تخلص شاعر
۸۵	عزیز - بدکاری لال دهلوی ...	۹۰	غنچوار - مرزا محمد علی بیگ لکنوی
۸۶	عزیز - نواب عبدالعزیز خان دهلوی	۹۱	فاخر - منشی محمد فاخر حسین سهسوانی
۸۷	عزیز - راجا یوسف علیخان دهلوی	۹۲	فاخر - مرزا جهیزگا دهلوی ....
۸۸	عزیز - مولوی محمد عبدالعزیز دهلوی	۹۳	فاخر - میر علی حسین لکنوی ...
۸۹	عزیز - محمد عبدالعزیز خیر آبادی ...	۹۴	فاخر - میر احمد علیخان .....
۹۰	عسکری - عسکری احمد سهسوانی ...	۹۵	فدا - منشی فدا حسین خان لکنوی
۹۱	عسکری - محمد حسن ساکن کالپی ...	۹۶	فدا - امام الدین خان فرید آبادی
۹۲	عشق شاه رکن الدین دهلوی -	۹۷	فدا - منشی فدا حسین وکیل ....
۹۳	عشق حکیم عزت اللہ خان دهلوی	۹۸	فراق - اکرام الدولہ مرزا حسین علیخان لکنوی
۹۴	عزت - میر غلام علی بریلوی ....	۹۹	فراق - حکیم ثناء اللہ خان دهلوی ..
۹۵	عشرت - مرزا گلن بن مرزا حیدر شکوه	۱۰۰	فروغ - شیخ فرحت اللہ فرخ آبادی ..
۹۶	عظمت - میسرمت اللہ بریلوی ....	۱۰۱	فروغ - محمد عمر سلطان دهلوی ...
۹۷	عیش - حکیم آغا جان دهلوی ...	۱۰۲	فسون - مرزا منجم ندیہ ابو ظفر بہادر شاہ دہلی
۹۸	حرف الغین	۱۰۳	فغان - اشرف علیخان کوکلتاش دهلوی
۹۹	غالب - کریم الدولہ بہادر بیگ خان دهلوی	۱۰۴	فقیر - میر حسن الدین دهلوی ....
۱۰۰	غالب - مرزا نوشہ اللہ خان اکبر آبادی دهلوی	۱۰۵	فکری - مرزا امین دهلوی شہزادہ دہلی
۱۰۱	غانفل - منور خان لکنوی ....	۱۰۶	فکار - میر حسین دهلوی .....
۱۰۲	غضنفر - غضنفر علیخان لکنوی ...	۱۰۷	فیض - مولوی فیض الحسن بہار پوری
۱۰۳	غملین - میر عبداللہ دهلوی ....	۱۰۸	حرف القاف
۱۰۴	غملین - مولوی عبدالقادر خان پوری		

نام شاعر و تخلص شاعر	صفحه	نام شاعر و تخلص شاعر	صفحه
کریم - شیخ غلام ضامن دهلوی ..	۹۴	تایم - قیام الدین سلک جهانگیر خلیفہ بجنور	۹۴
کلیم - ابوالخیر سید نور الحسن خان بدایر الملک	۹۵	قابل - مرزا علی بخش از خاندان تیموریہ	۹۵
والاجاہ نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر	۹۶	قادر - مرزا قادر شکوہ شاہزادہ دہلی	۹۶
کلیم - میر محمد حسین دہلوی ....	۹۹	قادر - سید قادر بخش فرخ آبادی ..	۹۹
کوثر - مرزا ممدی علیخان لکهنوی ..	۱۰۰	قاری - علی احمد دہلوی .....	۱۰۰
کوثر - حکیم عابد علی خیر آبادی ....	۱۰۱	قاسم - سید قاسم علیخان لکهنوی ..	۱۰۱
کیف - شیخ فضل احمد لکهنوی ....	۱۰۲	قاسم - حکیم قدرت اللہ خان دہلوی ..	۱۰۲
کاف پارسی		قاصر - مرزا ببر علی بیگ دہلوی ...	۱۰۳
گرم - مرزا حیدر علی بیگ ....	۱۰۴	قدرت - مولوی قدرت اللہ لمبوری	۱۰۴
گمان - نظر علی خان دہلوی ..	۱۰۵	قدرت - شاہ قدرت اللہ دہلوی ..	۱۰۵
گویا - حسام الدولہ فقیر محمد خان بہادر	۱۰۶	قرار - میر حسین تمیزدہ میر نصیر رنج ...	۱۰۶
گوہر کنز الدولہ نور شید علیخان لکهنوی	۱۰۷	قلق - خواجہ اسد اللہ دہلوی ....	۱۰۷
حرف اللام		قلق - احمد علی لکهنوی .....	۱۰۸
لطیف - سید شمس الدین سورتی لکهنوی	۱۰۹	قمر - مرزا قمر الدین لکهنوی .....	۱۰۹
لطیف - منشی عبدالحق ساکن کمرلہ	۱۱۰	قناعت - مرزا غلام نصیر الدین ...	۱۱۰
لطف - مرزا علی دہلوی .....	۱۱۱	قیس - مرزا احمد علی لکهنوی .....	۱۱۱
حرف المیم		قیس - محمد عنایت اللہ ساکن بھیکم پور	۱۱۲
ماہ - مرزا عنایت علی بیگ فرخ آبادی	۱۱۳	حرف الکاف	
ماہر - مرزا جمعیت شاہ شہزادہ دہلی	۱۱۴	کاظم - کاظم علی منڈر اول خلیفہ بجنور	۱۱۴
ماہل - میر عالم علی سہسوانی ..	۱۱۵	کامل - مرزا ناصر الدین دہلوی ...	۱۱۵

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر	صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر	
۱۰۲	قبلا - مرزا علیخان ساکن بنارس	۱۰۷	میر - سید اسماعیل حسین تنکوه آبادی	
"	مبین - حافظ غلام دستگیر ....	"	مومن - حکیم مومن خان دہلوی	
"	مجدوب - مرزا غلام حیدر بیگ دہلوی	۱۰۹	میر - میر محمد تقی اکبر آبادی باشندہ لکنو	
۱۰۳	مجرع - میر مهدی حسین دہلوی	حرف النون		
"	مجنون - درویش برہنہ نام ...	۱۱۰	مادر - سید نجم الدین حسین مقیم مالی گنج	
"	محب شیخ ولی اللہ دہلوی ....	"	ناسخ - شیخ امام بخش لکنوی ....	
"	محبث - نواب محبت علیخان لکنوی	۱۱۱	ناظم - نواب علیخان مرحوم بہاولپور	
"	محبوب - محبوب خان دہلوی ...	۱۱۲	نامی - مبارز الدولہ نواب مرزا حامد الدین	
۱۰۴	محرران مولوی ظہور الدینی ساکن نواح	"	حیدر خان دہلوی مقیم لکنو ....	
"	مخت - مرزا حسین علی بیگ دہلوی	"	نثار - محمد امان دہلوی ....	
"	محترم - خواجہ محترم علیخان عظیم آبادی	"	نسیم - اصغر علیخان دہلوی مقیم لکنو	
"	محو - نواب غلام حسن خان ....	۱۱۳	نسیم - محمد یعقوب ....	
"	منیر - منشی احسان اللہ دہلوی	"	نصیر - شاہ نصیر الدین دہلوی ..	
"	منصفی - غلام محمدانی باشندہ امرہ مقیم لکنو	"	نطق - منشی مقصود احمد کاکوروی	
۱۰۵	منہ نظر - داروغہ تیوم بخش - سوانی ..	۱۱۴	نواب - نواب والا جاہ امیر الملک سی محمد	
"	منظر - اسد اللہ - پلکنہ سندھ علیگڑہ	"	صديق حسن خان صاحب بہادر	
۱۰۶	معروف - نواب آبی بخش خان دہلوی	"	نواب - نواب کلب علیخان بہادر والی نواح	
"	مقبول - منشی مقبول احمد مراد آبادی	۱۱۶	حرف الواو	
"	مقصود - مرزا مقصود بیگ لکنوی	"	واحد - شیخ عبدالواحد شاہ بھمان آبادی	
"	ممنون - فخر الشعر فیض الدین سونی پتی	۱۱۸		

صفحه	نام شاعر و تخلص شاعر	صفحه	نام شاعر و تخلص شاعر
۱۱۸	واقف - واقف شاه درویش لکن ناز سبور	۱۲۶	قطعه تاریخ از منشی یاور علی صاحب یلوی
"	وحشت - میر غلام علی خان دهلوی ..	"	تقریظ طوکلیم و بزم سخن از مولوی حسن الله
"	وزیر - خواجه وزیر لکنوی .....	"	خان متخلص به ثاقب .....
	حرف السار	۱۲۹	قصیده عربی در تمثیل از دواج از تصنیف
۱۱۹	هدایت - هدایت الله خان دهلوی ...	"	شیخ محمد صاحب بن شیخ حسین عرب ..
"	هوس - نواب مرزا محمد تقی خان فیض آبادی	۱۳۱	سهره از تصنیف خانمحمدان متخلص به شمیم
	حرف السار	۱۳۲	قصیده فارسی تصنیف حکیم عظیم حسین سندیلوی
"	یاد علی نام خاموش تخلص سوانی ...	۱۳۴	قطعه تمثیل از منشی کج منوهر لال
"	یاس - حافظ حفیظ الدین دهلوی	۱۳۶	قطعه تاریخ فارسی از منشی صبا جبرین صبا
"	یاس - حکیم خیر الدین دهلوی ...	"	وله قطعه تاریخ ایضاً اردو ...
۱۲۰	یقین - انعام الله خان دهلوی ..	"	منه غزل اردو مع تاریخ شادی .....
"	نیر بر جنرل فرید و قدر میرزا محمد فرید علی بک	۱۳۷	سهره از تصنیف سید جمیل احمد سوانی
۱۲۲	تقریظ از وفات شیخ جمیل احمد سوانی ..	۱۳۹	منه قطعه تاریخ جشن شادی .....
۱۲۴	قطعه تاریخ ایضاً .....	۱۴۰	سهره از تصنیف منشی عبدالعزیز بهوبالی
"	قطعه تاریخ حافظ خان محمد خان صبا متخلص به شمیم	۱۴۱	نقد تاریخ محمد عباس متخلص به رفعت
۱۲۵	ایضاً منشی سوسن لال صاحب .....	"	قطعه تاریخ از منشی فرحیدر حسین فارغ مراد آبادی
"	ایضاً ایضاً از منشی نذیر احمد سوانی ..	۱۴۲	منه قطعه تاریخ فارسی .....
"	ایضاً ایضاً نیکو الدین عبدالحی خان متخلص به شمیم	۱۴۳	قطعه تاریخ از سید محمد حسین صبا سهار پوری
"	قطعه تاریخ از منشی صبا جبرین صاحب صبا	۱۴۴	بزم مشاعره .....
۱۲۶	قطعه تاریخ منشی عبدالعزیز متخلص به عزیز	۱۵۰	خاتمه الطبع به از تقریظ از احمد خان صوفی قلم سطح مفید عامم اگر



آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار  
لیا گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی  
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

---



[illegible]







